بعون چمن پیرائی باغ کن فکان و تازگی بخش گلشن جنان

گلدستۂ ازہار نظم ارجمند و سنبلستان بوستان یاسمین معانی دلپسند مخزن فصاحت گستری معدن بلاغت پروری

اعنی

کلام الملوک و ملوک الکلام

موسوم بہ

دفتر حسرت

المعروف بہ

دیوان انجم

من تصنیف منیف شاعر ہمہ دان دبیر رنگین بیان واقف موز خفی و جلی فرمانروائے اقلیم سخندانی تاجدار مملکت خوش بیانی
حضور فیض گنجور سکندر صولت دارا سطوت قمر قدر صاحب عالم شہزادہ مرزا آسمانجاہ بہادر دام اللہ اقبالہم المتخلص بہ انجم
خلف سلطان ابن السلطان حضرت سلطان عالم و عالمیان قیصر زمان محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ
مرحوم و مغفور خلد آشیان

حسب فرمائش پرنس محمد نوشیروانجاہ مرزا بہادر
مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا
سنہ ۱۹۰۵ء
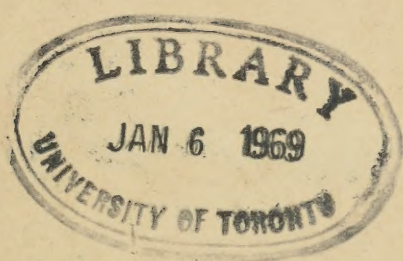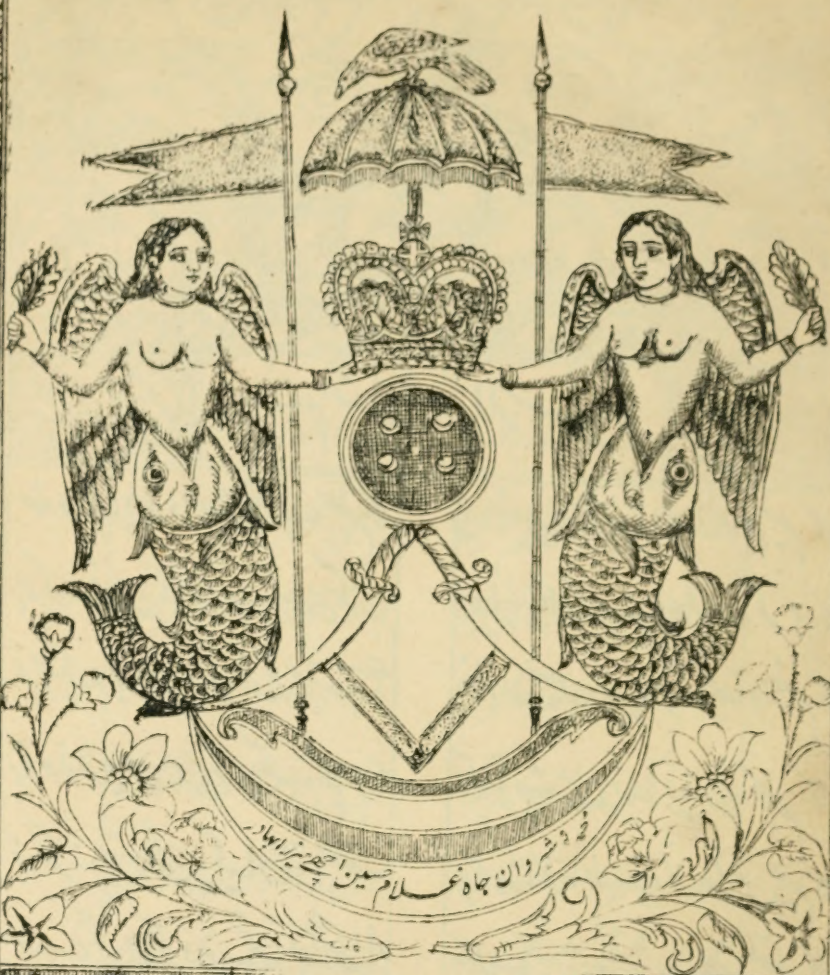
بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش مصنف

عبد پر گناہ آسمان جاہ بخدمت نکتہ سنجان وسخن فہم عرض پرداز ہے کہ اگر کوئی اس دیوان مین غلطی ملاحظہ فرماین تو عیب جوئی سے ہاتھ اُٹھائین اصلاح فرمائین

نہین ہے مجکو سلیقہ سخن طرازی مین | امیدوار معافی ہون نکتہ چینون سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدور کیا ہو وصف خدائے علیم کا — یارا نہیں جو شرحِ الف لام میم کا

ہم کرتے ہیں گناہ وہ دیتا ہے ہمکو رزق — ادنیٰ یہ اک کرم ہے ہمارے کریم کا

تم پھیکدو جہاں وہی باغ بہشت ہے — خواہاں نہیں ہے بندہ تمھارا نعیم کا

بندہ نوازیوں میں تری کب کلام ہے — اک بات میں بڑھا دیا رتبہ کلیم کا
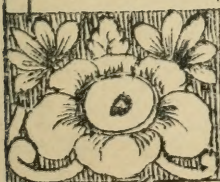
کیونکر نہ اپنی خلق پہ یکساں ہو تیرا لطف — رحمت احاطہ ہے ترے فیض عمیم کا

سجدے نکیوں کروں تجھے اُٹھ اُٹھکے بار بار — خط ہے جبیں پہ نقش سے علّے العظیم کا

انجم ہماری آنکھیں کھلی ہیں جو بعد مرگ
ہے رحم دیکھنا ہمیں اپنے رحیم کا
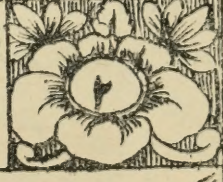
گھر ہے مرے دل میں اُس بشر کا — مختار ہے جو خدا کے گھر کا

کیا حسن تھا جسکے دیکھنے سے — دو ٹکڑے ہوا جگر قمر کا

پڑھنے لگے جن یسبّح الرعد — ڈنکا جو بجا تری ظفر کا

یون مدح نبی علی سے ہے جیسے | کوزے مین سمانا بحر و بر کا

۳ ہے فخر غلامی اُس کی انجم
جو فخر ہوا زمانے بھر کا ۱۲

جو گدا ہو صنم ترے در کا | اُسکو رتبہ ملے سکندر کا
پھیر ہے کیا مرے مقدر کا | نہین ملتا پتہ ترے گھر کا
ایک قطرہ تھا دیدۂ تر کا | جسپہ دھوکا ہوا سمندر کا
خط کو اُسنے پڑھا قیبو نہین | یہ بھی لکھا مرے مقدر کا
دم نکل جائے گا ابھی میرا | میرے پہلو سے تو اگر سرکا
آبرو ہو گئی دوچند مری | ہے یہ احسان دیدۂ تر کا
جو تصور کیا وہی دیکھا | دل بھی آئینہ ہے سکندر کا
لاکھون ظلم و ستم اُٹھاتا ہے | دل جو مفتون ہے اک ستمگر کا
جا کے غیرون کے گھر مکر جانا | چوسیئے پانون اُس ستمگر کا
حشر کہتی ہے جسکو خلق خدا | فتنہ ہے ایک تیری ٹھوکر کا
خضر جو بہکے بہکے پھرتے ہین | بھولے ہین راستہ ترے گھر کا
لاکھ نالے کرو نہین تاثیر | دل بنا ہے بتون کا پتھر کا

۴ ہم غلام علی ہین اے انجم
خوف کیا آفتاب محشر کا ۱۷

افسوس وقت ذبح بھی دامن کشان رہا
قاتل مری طرف سے سدا بدگمان رہا

تم تو چڑھے ہوئے ہو ہماری نگاہ پر
آنکھون مین جب سمائے تو پردہ کہان رہا

ہمنے تو چپے چپے پہ سجدے کیے تجھے
کیونکر کہین کہ دیر و حرم مین نہان رہا

پایا قرار وصل مین مین بیقرار کیا
وہ بات بات پر تو بدلتا زبان رہا

جب میرے دل مین گھر کیا تونے تو میری جان
پھر کیا سبب کہ میری نظر سے نہان رہا

تیر نگاہ دل مین نہ بیٹھے تو کیا کرے
چھانا کرو جسے وہ کلیجہ کہان رہا

جلوے دکھائے پردۂ قدرت کی آڑ مین
پھولون کی اوٹ سے صفت بو عیان رہا

اتنا تو اپنے چاہنے والے کا ہو خیال
سُنے خانمان کیا تو وہ خود لامکان رہا

بت منہ کے بل گرے ہین تمہی آستان پر
کیونکر کہون کہ سجدہ گہ انس و جان رہا

اللہ ری ٹھنڈی ٹھنڈی تری پاسبانیان
زاہد اذان کے پردے مین گرم فغان رہا

عاشق کا دل تو بڑھ کے نہ تھا کوہ طور سے
موسیٰ کہو وہ برق تجلی کہان رہا

بیت العتیق کعبہ ہے بیت الشرف ہے دل
اسمین خیال ماہ وش و مہ رخان رہا

اسپر بھی حشر ہو تو اسے کیا کرے کوئی
دل تھام تھام کر تو ترا ناتوان رہا

ہون بے نیاز آیۂ بئس المصیر سے
ممنون دستگیری پیر مغان رہا

دل رہنمائے مسلک راز و نیاز ہے
یہ خانقاہ رسم و رہ سالکان رہا

دل اور کعبہ رتبے مین یکسان ہے آسمان
بت اسمین اور اسمین خیال بتان رہا

دیوانہ دل تو کہنے کو ہے آسمان ولے
وارستہ فریب الف قامتان رہا

۱۰

سینے مین یان تو دم ہے ہمارا اثر کا ہوا
وہ آئے یا نہ آئے اجل تجھکو کیا ہوا

دل کی مرے مراد ملی تیرے ہاتھ سے
دستِ کرم ترا مرا دستِ دعا ہوا

یون اُٹھتی ہے ہمارے دلِ ناتوان سے آہ
جسطرح سے یہ چراغ دھُوان دے بُجھا ہوا

دلبر سوا تمھارے نہین دوسرا کوئی
تمنے نہین لیا جو مرا دل تو کیا ہوا

اچھی نہین یہ گرمیان عاشق سے اے فلک
فریاد کر نہ بیٹھے کوئی دل جلا ہوا

ہر ایک آپکی تہ شمشیر آئے کیون
عاشق نہ ٹھہرا آپ کا یہ سر لگا ہوا

آئینے کو جو کہتی ہے حیران تمام خلق
دیدہ ہے یہ کسی کا یہ حسرت بھرا ہوا

در سے تمھارے دیکھکے تمکو ہٹینگے ہم
سب ہے ہمارا طور کا قصہ سُنا ہوا

تجھسا حسین کسی نے جو دیکھا ہو تو کہہ
یوسف کی طرح کہنے کو کوئی ہوا ہوا

کسکے خرام ناز نے بیچین کر دیا
یارب یہ آج کونسا محشر بپا ہوا

پیغام وصل کہتے زبانی رسول کی
پر ہونٹھ سے نہ ہونٹھ ہمارا جدا ہوا

میدان حشر مین اے دل تو تو پہلے چل
مین بھی پہونچ رہون گا تجھے ڈھونڈھتا ہوا

اُس بت کی چال دیکھو خدا کے لیے کوئی
قرآن گلے مین ڈال کے کیا با خدا ہوا

آیا خیال کون سے پردہ نشین کا آج
آنکھون پہ اپنے ہے جو یہ پردہ پڑا ہوا

جس دل مین دیکھو پینے کی ہے آرزو بھری
پانی تمھاری تیغ کا آب بقا ہوا

روزن سے بھی وہ عربدہ جو جھانکتا نہین
ڈرتا ہے دل نہ ہوئے کسی کا لگا ہوا

کیون چاند نے چھپا لیا مُنھ آج ابر مین
چہرے سے کس کے دیکھا دوپٹہ ہٹا ہوا

بیت الصنم کو چھوڑ کے کعبے کو جائیں کیوں
زاہد تو ہی بتا ہے وہاں کیا دھرا ہوا

ابرو کو دل پہ پہلے ہی وہ آزما چکا
خنجر گلے پہ پھیرا تو پتھر چٹا ہوا

کیا جانے آج آتا ہے قاتل ہمارا کیوں
سر کو جھکائے تیغ بکف سوچتا ہوا

خون ہو کے دل ہمارا جو آنکھوں سے بہ گیا
شاید نظر سے تھا یہ تمھاری گرا ہوا

فریاد جب کسی کی سنی تھرتھرا گیا
دل کا ہے کو مرا ہوا عرشِ خدا ہوا

٦ ١٩

پوچھا وہی نکیر نے جو چاہتا تھا دل
انجم سوال قبر مرا مدعا ہوا

اگر بے گنہ خون دل ہے کسی کا
تو حاضر ہے سر آئین کیا ہے کسی کا

جو عاشق نہ سمجھو تو اتنا ہی سمجھو
کہ پامال جور و جفا ہے کسی کا

اگر خلق طوفان باندھے تو باندھے
یہان تو تصور بندھا ہے کسی کا

کہے کون ترک جفا و ستم کو
کبھی اُسنے مانا کہا ہے کسی کا

سمجھ لو اجل اُسکی بے موت آئی
کسی پر جو دل آگیا ہے کسی کا

امید ترحم ہو اور آسمان سے
یہ نا آشنا آشنا ہے کسی کا

عجائب روابط زمانے کے دیکھے
کسی کا ہے خنجر گلا ہے کسی کا

یہ حُسن دو روزہ پہ کیون کبر و نخوت
صنم کیا ہے گویا خدا ہے کسی کا

نہین لٹ پٹا سرخ جیسا بندھا ہے
یہ جلاد خون سر چڑھا ہے کسی کا

نہین بے سبب نوح کا آیا طوفان
زمانے ہی سے دل بھرا ہے کسی کا

خدا گر نہو تم تو ہم نے سنا ہے
کہ عیار و پر فن پتا ہے کسی کا

ارے آسمان تیرا بیجا ہے شکوہ
زمانے مین کوئی ہوا ہے کسی کا

کہا مان اچھا نہین ظلم بیجا
ارے دل دُکھانا برا ہے کسی کا

تمھین دیکھے دل پھیرے یہ کیا گمان ہے
اجی توبہ کیا سر پھرا ہے کسی کا

یہ مطلب نہین ہم ہین عاشق تمھارے
مگر ذکر ہم نے سنا ہے کسی کا

عجب خواب دیکھا ہے سر خالق
مرے سینے پر سر دھرا ہے کسی کا

مجھے اپنا عاشق نہ کہیے نہ کہیے
یہ کہد تبجیے مبتلا ہے کسی کا

اُلجھنے سے دم کے یہ ثابت ہوا دل
گرفتار زلف رسا ہے کسی کا

۷ ۹

کشاکش مین جو اپنے کام آوے انجم
سمجھ لو وہ مشکل کشا ہے کسی کا

انجم تمھین اُلفت ابھی کرنا نہین آتا
ہر ایک پہ مرتے ہو یہ مرنا نہین آتا

عالم کے حسین بھرتے ہین آنکھون مین تمھاری
دم عشق کا بھرتے ہو یہ بھرنا نہین آتا

ہم جان ہی سے اپنی گذر جائین تو بہتر
ہٹ دھرمی سے اُنکو جو گذرنا نہین آتا

لو نام خدا ہمسے بناتے ہین وہ باتین
جنکو کہ ابھی بات بھی کرنا نہین آتا

کہتے ہو مری لاش پہ مارا ہے یہ کسکا
کیون جی یہی کہتے تھے مکرنا نہین آتا

بکھرے ہوے بالون مین بھی ہین لاکھ ادائین
اٹھکر کو ابھی سیدھے سنورنا نہین آتا

کیا وصل کی شب کاٹی ہے فقرے ہی بتا کر
سچ ہے کہ تمھین بات کترنا نہین آتا

ایسا تو ہمین میں کہ ہون آنکھون کا سرمہ
اے چرخ تجھے جور بھی کرنا نہین آتا

حق یہ ہے کہ انجم ترا دل ٹھہرے تو کیونکر
سینے پہ انھین ہاتھ بھی دھرنا نہین آتا

چارہ گر زخم جگر کا مرے ٹیسا کیسا
اُف ترا لطف یہ ناوک نظری سا کیسا

تجکو جب پایا تو بس اپنے ہی دل مین پایا
کعبہ کیسا بُتِ بیباک کلیسا کیسا

ہمتو بے موت مرین آپ خبر تک بھی نہ لین
عجز اعجاز مین اے غیرت عیسیٰ کیسا

نام کو میرا نشان تک بھی نہ باقی رکھا
مجکو اس چرخ ستمگار نے پیسا کیسا

صورت وہ اور ہی تھی جس سے تم آئے دل مین
باربد کیسا مری جان نکیسا کیسا

خواب مین رات کو او سروِ گل اندام آکر
پھر گیا آنکھون مین تو کبک دری سا کیسا

تیرے آنے کا گمان تیرے تغافل کا خیال
ساتھ ہے قبر مین نیکی و بدی سا کیسا

ہے قسم تجکو سلیمان کی جو پردہ رکھو
آدمی ہو تو یہ انداز پری سا کیسا

میری حالت پہ تمھین گر نہین افسوس آتا
دھبہ آنچل مین یہ آنسو کی تری سا کیسا

آپکا رحم بھی ہے جور کا پہلو رکھتا
دل کو سمجھانا مگر فتنہ گری سا کیسا

بوسہ تو دیتے نہین دل ہی مرا مانگتے ہو
کیون جی یہ حسن طلب مفت بری سا کیسا

نجم طالع ترا پر ضو تو ہے لیکن انجم
جھلملاتا ہے چراغ سحری سا کیسا

نہ تڑپا مین فلک زیروزبر ہوتا تو کیون ہوتا
اثر نالون مین و بیداد گر ہوتا تو کیون ہوتا

مین سودائی مین دیوانہ مین سرگردان مین آوارہ
اگر اس سنگدل کے دل مین گھر ہوتا تو کیون ہوتا

جگر میرا سا دل میرا سا الفت میری سی کسمین
کوئی میری طرح سینہ سپر ہوتا تو کیون ہوتا

خدائی بھر پڑی ہے سر جہان چاہا وہان پھوڑا
ترے کوچے مین او بت شمع رو شہر ہوتا تو کیون ہوتا

یہان سر تھا ہتھیلی پر وہان خنجر بکف وہ تھے
ہمارے امتحان سے درگذر ہوتا تو کیون ہوتا

نہ قابل امتحان کے یہ نہ دلداری کے لائق ہے
ہمارا دل جو منظور نظر ہوتا تو کیون ہوتا

۱۰ — ۹

تجھے اے آسمان خود ہی خبر اپنی نہین اب تک
خبر گیر اتر او وہ بیخبر ہوتا تو کیون ہوتا

شب کو میرا ساقی مہ رو جو میخوارون مین تھا
شمع پروانون مین روشن تھی قمر تارون مین تھا

سونگھتے ہی مثل غنچہ ہو گیا دل باغ باغ
کیا اثر او گل ترے اترے ہوئے ہارون مین تھا

کشتۂ تیغ تغافل کس لیے مجھکو کیا
مین بھی تو اے جان تیرے ناز بردارون مین تھا

جرم الفت کی سزا شاید انھین بھی دیگئی
آج کیون غل توبہ توبہ کا گنہگارون مین تھا

کر دیا آزاد کیون تو نے مجھے ان سب کے ساتھ
مین بھی او صیاد کیا تازہ گرفتارون مین تھا

مجھکو بھی اک جام بھر کر دیدیا ہوتا کبھی
ساقیا مین بھی تو آخر تیرے میخوارون مین تھا

ہجر عیسی امین خبر اگر کسی نے بھی نہ لی
اے خیال یار اک تو ہی پرستارون مین تھا

مجھکو کیا گر یوسف مصری بکے بازار مین
تو اگر بکتا تو بندہ بھی خریدارون مین تھا

۱۱ — ۵

میری قسمت مین لکھی گردش بھلا کس واسطے
مین تو اے انجم ثوابت مین نہ سیارون مین تھا

رات بھر اُس ماہ پیکر کا خیال آتا رہا
داغ دل انجم ضیاے ماہ دکھلاتا رہا

واے قسمت صورت غنچہ رہی دل بستگی
وصل کی شب بھی وہ گلرو مجھسے شرماتا رہا

اُنکی دزدیدہ نگاہون نے ستم برپا کیا
دیکھتے ہی دیکھتے دل ہاتھ سے جاتا رہا

پوچھتے کیا ہو ہوئی فرقت مین کیونکر زندگی
خون دل پیتا رہا لخت جگر کھاتا رہا

۱۲

کس بت بیدین کو انجم آپنے دل دیدیا
کیون زبان سے آپکی ذکر خدا جاتا رہا

۹

جو تیرے کوچے مین اُسکا مزار بن جاتا
ترے کرم سے ترا خاکسار بن جاتا

رقیب اپنا اگر دوستدار بن جاتا
تو پھر وہ یار بھی دو دن مین یار بن جاتا

جو اِسکو عشق کسی کج کلاہ کا ہوتا
تو سیدھا یہ فلک کج مدار بن جاتا

جو تیرے دانتونکی رونین یاد آجاتی
ہر ایک اشک دُر شاہوار بن جاتا

جو پاس یار کے چہرےکے آئنہ جاتا
تو میرے دل کی طرح بیقرار بن جاتا

ترا خیال جو ہمدم نہوتا الفت مین
تو گھر مرا مجھے کنج مزار بن جاتا

وہ بے نصیب ہون وحشی کہ میری تربت پر
جو پھول بھی کوئی ہوتا تو خار بن جاتا

جو کشتہ کرتی نہ سیماب کو ہماری آہ
کسی کا یہ بھی دل بیقرار بن جاتا

۱۳

مئے وصال پلاتا جو یار اسے انجم
یقین جانو کہ مین بادہ خوار بن جاتا

۵

کسی پہلو دلکو قرار نہین مرے یار سے کوئی جا کہنا
کیا خوب نشانہ تاکا ہے او تیر فگن ترا کیا کہنا

نہ وہ بت ہی ملا نہ خدا ہی ملا نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
او زاہد تجھسے خدا سمجھے ترا ناحق ہمنے سنا کہنا

اسے دیر سے کیا کعبہ کیسا جدھر آپ ہوئے یہ ادھر ہی کا ہوا
اے قبلۂ عالم چاہیے ہے مرے دلکو قبلہ نما کہنا

دل تیرا جو انپر آجائے تو یہ پھر ہم پوچھیں تجھسے
کیوں زاہد کوئی گنہ تو نہیں بھولے سے بتونکو خدا کہنا

۱۴

دن رات بہا ہی کرتے ہیں یہ فراق میں یار کے اے انجم
گر سچ پوچھو تو زیبا ہے ان دیدوں کو دریا کہنا

۵

شہید ناز کو مٹی جو قاتلا دینا
تو حسرتیں نہ کہیں خاک میں ملا دینا

طریق اسکو نہیں یاد جان لینے کا
ذرا اجل کو تم اپنی ادا سکھا دینا

بچیں اسی کے تصدق میں ہڈیاں میری
ہمارے بخت سگ یار کو دعا دینا

جو تمکو ہمسے کنارہ ہی کرنا ہو منظور
تو پہلے گور کنارے ہمیں لگا دینا

۱۵

ہزار نوح کے طوفان تمھیں دکھاتے ہم
کہا تو ہوتا کہ انجم پلک ہلا دینا

۷

جو دھونا تیرا دامن کا نہو کچھ کارگر تو کیا
گواہی دیں ہمارے خون کی دیوار و در تو کیا

فقط ہو دور سے باتیں بنانیکے مسیحا تم
لبوں پر آگیا جب دم اگر پھر لی خبر تو کیا

خدا کیواسطے ڈراؤ نڈر دیوانے سے اپنے
اُٹھالے آسمان سر پر جو یہ شوریدہ سر تو کیا

ہماری آہ نے دنیا جلا کر خاک کر ڈالی
اگر اے طور سینا تجھسے نکلا اک شرر تو کیا

عیادت کو جو تو آیا گیا میں جان سے اپنی
اگر مثل قضا عیسیٰ ہوا تیرا گذر تو کیا

اثر اُس سنگدل کے دل پہ ہوے آہ تو جانیں
اگر ساتوں فلک تو نے کیے زیر و زبر تو کیا

۱۶ — ۱۱

مقدر آسمان جاگے جبھی جب ہو وہ ہم پہلو
وگرنہ تو جو یون سونیکو سویا عمر بھر تو کیا

رنگ بدلا ہے کئی دن سے مزاج یار کا
چوڑ شاید چل گیا پھر آج کل اغیار کا

کسقدر پایا سویدا ے دل عاشق نے اوج
رفتہ رفتہ تل بنا آخر ترے رخسار کا

ابتو آکر دیکھ جانا چاہیے تجھکو ضرور
حال ہے نوع دگر عیسیٰ ترے بیمار کا

بیخودی مین زخم دل پر جبکہ پڑتی ہے نظر
ہوتا ہے دھوکا تمھارے روزن دیوار کا

حال درد دل بیان کس سے کرون مین بدنصیب
تو ہی جب ٹس سے مس نہ ہوئے بہرے حال زار کا

بات کرنا ہوگیا مشکل تو ہونگے سامنے
پڑ گیا پھندا گلے مین رشتۂ زنار کا

ہو گیا ہون ناتوان ایسا تمھارے ہجر مین
توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوون کے تار کا

اک فقط تیرے کشیدہ ہونے سے یہ حال ہے
بھاگتا ہے سایہ تک مجھسے تری دیوار کا

ناتوان ایسا ہون بسکر خاک ہو جاؤن ابھی
سایہ پڑ جاے اگر مجھپر تری دیوار کا

ابتو صورت اپنی دکھلاؤ خدا کیواسطے
دم نکلتا ہے تمھارے طالب دیدار کا

۱۷ — ۷

اپنی کم فہمی سے انجم ہم نہایت تنگ ہین
ذہن مین آتا نہین مضمون دہان یار کا

ہٹادو چہرے سے گر دوپٹہ تم اپنے اے لالہ فام آدھا
تو ہو یہ ثابت کہ نکلا ابر سیہ سے ماہ تمام آدھا

ہوا تو ہے تیرے ہجر مین دل ہمارا جلکر کباب ساقی

کسر اگر ہے تو اتنی ہی سہے کہ پختہ آدھا ہے خام آدھا

یہان تو دل کو مرے جلایا وہان جلا ئینگے جسم میرا
یہ حشر پر کیون اُٹھا رکھا ہے حضور نے انتقام آدھا

ہماری الفت کا ذکر سنکر عدو نکالے بھی شق تو کیونکر
کہ لفظ شق مین بھی تو یہ شق ہے کہ ہے یہ عاشق کا نام آدھا

یہ چرکے دیدے کے تو نے مجھکو جو نیم جان کر رکھا ہے ناحق
حلال کر ڈال اب تو ظالم ہوا ہے جینا حرام آدھا

یہ کیسی دریا دلی ہے ساقی ہوس بھی دلکی ہوئی نہ پوری
جو کی عنایت بھی تو ادھوری اگر دیا بھی تو جام آدھا

۱۸
نظر جو پڑجائے اُسکے قامت پہ بس قیامت ہی آئے انجم
زمین مین گڑ جائے سرو خجالت سے اُسکی وقتِ خرام آدھا
۱۵

حرفِ مطلب زبان پہ لا نہ سکا
حالِ دل یار کو سُنا نہ سکا

وار خنجر کا مجھپہ کیون نہ کیا
دل نہ تھا یہ جو تو لگا نہ سکا

خود بخود دیکھ بیٹھ چلے آئے
مین تو آنکھین تلک بچھا نہ سکا

تیری آنکھون نے وہ فریب دیا
آسمان گردشین دکھا نہ سکا

مار ڈالا ہمین تری چُپ نے
تو ذرا ہونٹ تک ہلا نہ سکا

رُک رہا دم جو آسکے آنکھون مین
خواب کیسا خیال آ نہ سکا

چلی ایسی نسیم حسرت دید — وہ دوپٹے سے مُنھ چھپا نہ سکا
نہ رسائی ہوئی ترے در تک — اپنی تقدیر آزما نہ سکا
حشر مین تیرے ظلم یاد آئے — وان بھی دلسے تجھے بُھلا نہ سکا
تھی گنا ہونکی یہ گران باری — لاش میری کوئی اُٹھا نہ سکا
اسقدر بڑھگیا تصور یار — کہ مری آنکھونمین سما نہ سکا
ناتوانی نے آبرو رکھ لی — تیرے کوچے سے اُٹھکے جا نہ سکا
جُھک گیا کسکے بار احسان سے — آج تک چرخ سر اُٹھا نہ سکا
نظر بد کا ڈر رہا مجھکو — اپنا زخم جگر دکھا نہ سکا

۱۹ — ۹
لگ گئی آنکھ موت سے انجم — ایسا سویا کوئی جگا نہ سکا

جور مین نام نکلتا ہی رہا — ظلم قاتل تجھے پھلتا ہی رہا
حلق پریان تو چُھری چل ہی چکی — پر اشارہ ترا چلتا ہی رہا
ڈھل گئی دوپہر آیا نہ وہ یار — نیل یان آنکھون سے ڈھلتا ہی رہا
کرتے رو رو کے کلیجہ ٹھنڈا — دل مگر ہجر مین جلتا ہی رہا
اُٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار — پر کلیجہ کوئی ملتا ہی رہا
چارہ سازی نہ چلی تیری مسیح — دم مرا تجھپہ نکلتا ہی رہا
لے تو آئے اُسے ہم ہاتھون ہاتھ — دل مگر ہاتھون اُچھلتا ہی رہا

چل گیا وار وہان نظر و نکا | دل سنبھلتے کا سنبھلتا ہی رہا

۲۰
نہ پھری تیری طبیعت انجم
وہ زبان تجھسے بدلتا ہی رہا
۹

سر بالین جو وہ کھولے ہوئے گیسو ہوتا | سیری الجھن مین نہ کچھ فرق سر مو ہوتا
باندھتا مین جو ترے تیر نظر کے مضمون | شعر بھی میرا بدلتا ہوا پہلو ہوتا
بس نہین چلتا جو اپنا ستم ایجادون سے | کاش اے بار خدا دل ہی پہ قابو ہوتا
تجھکو اے سرو سہی ہم چمن آرا کہتے | غنچۂ دل مین نہان گر صفت بو ہوتا
دیکھ لیتا تجھے یوسف بھی تو سجدے کرتا | خم محراب عبادت خم ابرو ہوتا
مجھکو جی بھر کے مزا عشق کا ملتا ادبت | دل کے بدلے مرے پہلو مین اگر تو ہوتا
دل بھی جلتا شب فرقت مین اگر شمع صفت | بن ترے گرم کسیطرح نہ پہلو ہوتا
اوج پر ہوتا جو اے ماہ ستارہ میرا | سیرے سینے پہ گلے کا ترے جگنو ہوتا

۲۱
مے کا کیا ذکر کہ انجم ترے غم مین ساقی
جام کوثر بھی جو پیتا اُسے اُچھو ہوتا
۹

منتشر گر اپنی آہون کا دھوان ہو جائیگا | آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا
نقش ہوتی جاتی ہین لاکھون تبونکی صورتین | کیا یہ دل بھی خطۂ ہندوستان ہو جائیگا
دل کو اس ناز و نعم سے پالتا کسواسطے | مین اگر یہ جانتا خواہان جان ہو جائیگا
قبر مین رکھتے ہو یار و قبلہ رو تم کیون ہمین | منھ ہمارا پھر سوے کوے بتان ہو جائیگا

جا لگیگی کشتیِ دل ساحلِ امید پر — دیدۂ تر سے اگر دریا رواں ہو جائیگا

لیچلا تھا دل اُنھین مین نذر دینے کے لیے — یہ نہ تھا معلوم وقفِ امتحان ہو جائیگا

وہ نہ چھوٹیگا کبھی دامِ بلا سے زیست بھر — جبکہ اے دل سایۂ زلفِ بتان ہو جائیگا

وہ اِدھر دیکھین تو پھر حاجت بیان کی کچھ نہین — حال میرا خود بخود اُنپر عیان ہو جائیگا

۲۲ — سب نکل جائینگی انجم تیرے دل کی حسرتین — جبکہ فضلِ خالقِ کون و مکان ہو جائیگا — ۹

آہ و زاری مین مری پیدا اثر ہونے لگا — اِن بتان سنگدل کے دلمین گھر ہونے لگا

جب فراقِ یار مین مین نوحہ گر ہونے لگا — دامنِ صحرا مرے اشکون سے تر ہونے لگا

طرز اُنکے پھر بدلتے جاتے ہین اے دوستو — پھر وہان شائد رقیبون کا گذر ہونے لگا

آسمان کو لائی چکر مین مری آشفتگی — سایۂ خورشید بھی اب دربدر ہونے لگا

آسمان پر چاند خجلت سے نہ نکلے گا کبھی — بام پر اپنے اگر تو جلوہ گر ہونے لگا

پھر بہار آئی ہمارے گلشنِ امید مین — رفتہ رفتہ نخلِ اُلفت باروَر ہونے لگا

سر مرا زانو پہ اپنے رکھکے وہ رونے لگا — حال میرا جسگھڑی نوعِ دگر ہونے لگا

۲۳ — فرقتِ دلدار مین کب چین آیا آسمان — گر ذرا آنسو تھمے دردِ جگر ہونے لگا — ۱۳

مجھکو بسمل نہ چھوڑ جانا تھا — ایک ہاتھ اور بھی لگانا تھا

خواب مین بھی کبھی نہین آتے — یون نہ ایجان منھ چھپانا تھا

وعدۂ حشر پر عبث ٹالا / تم کو صورت اگر دکھانا تھا

تم نہ آتے تو جان دے دیتے / آج ہمنے یہ دل مین ٹھانا تھا

مر مٹے ہم خبر نہ لی تونے / یون نہ عاشق کو بھول جانا تھا

خاک ہی مین ہمین ملا ڈالا / کسطرحکا یہ آزمانا تھا

دل نہین ملتا آپ کا نہ سہی / آنکھ تو میری جان ملانا تھا

دل نگاہون سے انکی کیون بچتا / یہ تو تاکا ہوا نشانہ تھا

جور سے ہاتھ کیون اُٹھاتے وہ / پھول میرے انھین اُٹھانا تھا

جو کہ جھوٹون نہ پوچھے بات کبھی / دلکو ایسے سے کیا لگانا تھا

شمع رکھنی نہ تھی جو تربت پر / دل ہی آکر مرا جلانا تھا

بیوفا جسکو سمجھے تھے انجم / اُس سے بیکار دل لگانا تھا

۲۴

در جانان پہ کیون نہ سر پھوڑا / آسمان قسمت آزمانا تھا

تیری فرقت مین ترے وحشی نے گرنالہ کیا / یاد رکھنا دونون عالم کو تہ و بالا کیا

ایک دن بھی وصل سے تونے کیا ہمکو نہ شاد / وعدۂ امروز فردا پر سدا ٹالا کیا

باغبان گلشن قدرت کا تو نیرنگ دیکھ / داغ دل مجکو دیا تجھکو اگر لالہ کیا

کوئی بھی نکلا نہ اس سے کام خود حیران ہون / کس توقع پر دل نادان کو مین پالا کیا

کوکب قسمت سے انجم کو نہین اصلا گلا / میرے دود آہ نے گیسو ترا کالا کیا

۲۵

دل دلدار مین گھر کچھ نہ کیا — آہ و نالے نے اثر کچھ نہ کیا
غرق کر دینے تھے دونون عالم — تو نے اے دیدۂ تر کچھ نہ کیا
تم تو کہتے تھے مسیحا ہین ہم — چارۂ دردِ جگر کچھ نہ کیا
تیغ مین دل تھا جگر خنجر مین — آپ نے زیب کمر کچھ نہ کیا
ہمنے دل بھی دیا اور جان بھی دی — اُسنے منظور نظر کچھ نہ کیا
مار ڈالا ہمین دھڑکے دیکر — یہ تو اے مرغ سحر کچھ نہ کیا

۲۶ — ۵

ایسے جلاد کو دل دے بیٹھے
آسمان جان کا ڈر کچھ نہ کیا

اگر دم بھر کو آجاتا تو کیا تھا — مرا شانہ ہلا جاتا تو کیا تھا
موے ہم حسرت دیدار ہی مین — جو تو صورت دکھا جاتا تو کیا تھا
خیال یار نے دل مین جگہ کی — جو آنکھو مین سما جاتا تو کیا تھا
نہ کرتا شمع روشن قبر پر تو — مرا دل ہی جلا جاتا تو کیا تھا

۲۷ — ۹

نہ جانا تھا تجھے گھر اُسکے انجم
جو دل تیرا ہی آجاتا تو کیا تھا

ہے طرز جفا مین دلبری کا — قائل ہون تری ستمگری کا
کیا جانیے ہوش اُڑ گئے کیون — سایہ تو نہین کسی پری کا
بندہ ہے تری ادا کا بندہ — احسان ہے سر پہ کنگری کا

ہے ایک بلا ہے بدوہ کاکل
دعوی کرے کون ہمسری کا

آنکھون نے تری خدائی بھر کو
سکھلا دیا طرز کافری کا

قاصد کا دماغ عرش پر ہے
رتبہ جو ملا پیمبری کا

غم مول لیا ہے بیچکر جان
دل دیکھو تم اپنے مشتری کا

اے خضر کٹھن ہے منزل عشق
بیڑا نہ اٹھا او رہبری کا

۲۸ — ۹

انجم ترے دل سے برق و سیماب
سیکھے ہین طریق مضطری کا

راز الفت کا چھپا کیون ندیا
حال دل انکو سنا کیون ندیا

حشر مین حشر بپا ہو جاتا
تمنے دیدار دکھا کیون ندیا

آپنے خط کو عبث چاک کیا
نام ہی میرا مٹا کیون ندیا

بیوفائی ہی اگر تھی منظور
تمنے پہلے سے جتا کیون ندیا

کیون کمی کی مرے نالو تمنے
عرش و کرسی کو ہلا کیون ندیا

مار ڈالا ہین ای رشک مسیح
اپنا اعجاز دکھا کیون ندیا

کیون نہ مجرم کیا محشر مین مجھے
جرم الفت کا لگا کیون ندیا

اے خدا اسکو بنایا جو پری
مجکو دیوانہ بنا کیون ندیا

۲۹ — ۱۱

کیون نکیرین سے چھپے انجم
نام اس بت کا بتا کیون ندیا

درد دل بار بار کیا کہنا / آپ سے حال زار کیا کہنا

خوب گریے کو تو نے ضبط کیا / دیدۂ پردہ دار کیا کہنا

کھینچ لایا اُسے بھی تربت پر / نقش سنگ مزار کیا کہنا

تا دم مرگ انتظار کیا / چشم امیدوار کیا کہنا

کیا ہی نکلا ہے اُسکے قابو سے / دل بے اختیار کیا کہنا

نقد دل لے لیا تو چھوڑی جان / خوب کھایا اُدھار کیا کہنا

باز رکھا ہمیں گناہوں سے / خوف روز شمار کیا کہنا

اتنی قدرت پہ ایسا صبر کیا / صاحب ذو الفقار کیا کہنا

ایک عالم کو کر دیا بیخود / میرے مست خمار کیا کہنا

او خزاں تو بھی ہے غضب چالاک / کیا ہی لوٹی بہار کیا کہنا

۳۰ عشق میں نام کر دیا انجم / ارے رسوا و خوار کیا کہنا ۵

عہد و پیمان کو نہ یون دلسے بھلایا ہوتا / کبھی بھولے سے ادھر بھی نکل آیا ہوتا

حیف زخمونپہ نمک میرے چھڑکا قاتل / دل لگانیکا مزا کچھ تو چکھایا ہوتا

کب سے ہم منتظر دید ہیں بیٹھے در پر / اپنا جلوہ کبھی ہمکو بھی دکھایا ہوتا

اے خدا مجھکو محبت جو تو نے دی تھی / تو نے دل بھی مرا پتھر کا بنایا ہوتا

دوستی اُنسے نکرتا اگر اے انجم تو / دشمن جان ترا کیون اپنا پرایا ہوتا

۳۱ ۶

مجھکو دے لئے ڈبو دیا ہوتا — دین و دنیا سے کھو دیا ہوتا

دل مین سو چٹکیان نہ لیتی تھین — ایک نشتر چبھو دیا ہوتا

تھا اگر دعوی مسیحائی — درد دل میرا کھو دیا ہوتا

تیرے عاشق کی لاش پر ظالم — ملک الموت رو دیا ہوتا

کوسنا بوسہ گالی یا کہ جواب — کچھ تو ہمکو تبون دیا ہوتا

۳۲ ۷

وہ جو تھا بیوفا تو اے انجم
دل کسی اور کو دیا ہوتا

اے دل ناداں یہ تونے کیا کیا — کس ستمگر پر مجھے شیدا کیا

غیر سے اُلفت جو تھی مد نظر — پھر ہمین کیون آپنے رسوا کیا

جو کیا مین نے وہ سب کچھ تھا بُرا — آپنے جو کچھ کیا اچھا کیا

گر میان کین غیر سے اُسنے وہان — مین یہان انگاروں پہ لوٹا کیا

جان لے لیتے ہو تم وقت خرام — یہ نیا تمنے چلن پیدا کیا

سہمنے مانا تم مسیحا ہو مگر — کس مریض ہجر کو اچھا کیا

۳۳ ۷

آپ اپنے دل مین منصف ہون ذرا
قول کیا انجم سے تھا اور کیا کیا

سینے سے اُس پری کے دوپٹہ جو ہٹ گیا — بیتاب ہو کے مین بھی گلے سے لپٹ گیا

دیدار یار کا نہوا خاک بھی نصیب — پردہ اُٹھا نہ تھا کہ مرا دل اُلٹ گیا

تو ایک بار کوٹھے پہ آیا نہ اور مین | سو بار تیرے کوچے مین آکر پلٹ گیا
اللہ رے شوق وصل کہ مرنیکے بعد بھی | مین خاک بنکے پاؤن سے اُسکے لپٹ گیا
دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب | اپنی نظر مین موتیونکا مول گھٹ گیا
ممکن نہین مزاج رہے ایک حال پر | یہ طرز ہے کہ بات کہی اور پلٹ گیا

۳۴ — ۹
یان ٹکٹکی لگی رہی دیر ہی سے آسمان
روزن سے جھانک جھانک کے وہ بار ہٹ گیا

خط نکل آیا ہے گردِ رخِ انور کیسا | کلکِ تقدیر نے لکھا ہے یہ دفتر کیسا
تم تو کہتے ہو نہین بولتے ہم جھوٹ کبھی | لیکے دل پھر یہ مکرنا مرے دلبر کیسا
جبکہ ملنا ہی نہین یار سے منظور تجھے | پھر یہ رہ رہ کے تڑپنا دلِ مضطر کیسا
طوق گردن مین پڑا پاؤن مین زنجیر گران | میری وحشت نے پنھایا مجھے زیور کیسا
ہے اگر شکل دکھانا تمھین منظور نظر | اے مری جان یہ پھر وعدۂ محشر کیسا
مین تو کشتہ ہون تری ناز و ادا کا قاتل | تیغ کہتے ہین کسے ہوتا ہے خنجر کیسا
خونِ دل فرقتِ ساقی مین پیا مین نے مدام | مے کہان جام کہان شیشہ و ساغر کیسا
شوق نظارہ لیے پھرتا ہے کوچے مین ترے | مل گیا اس دلِ گم گشتہ کو رہبر کیسا

۳۵ — ۹
جبکہ امید ہے بخشش کی خدا سے انجم
پھر تجھے دغدغۂ پرسشِ محشر کیسا

آنکھ اٹھا کر جدھر جدھر دیکھا | تجھکو اے یار جلوہ گر دیکھا

اپنے بسمل کو تو نے اے قاتل / مرتے دم بھی نہ اک نظر دیکھا

سجدۂ شکر حق بجا لائے / جبکہ اُس بت کا سنگِ در دیکھا

نہ پسیجا کبھی بتوں کا دل / تجکو اے آہ بے اثر دیکھا

وہ نہ راضی ہوئے کسی صورت / جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر دیکھا

داغ دل کے سوا نہ کچھ پایا / نخل اُلفت مین یہ ثمر دیکھا

دل پہ برچھی سی لگ گئی آکر / کسنے روزن سے جھانک کر دیکھا

دل صد چاک اپنا یاد آیا / چاک جیبِ دامنِ سحر دیکھا

۲۶ — ۷

تیری فرقت مین ہمنے انجم کو / صورتِ سایہ دربدر دیکھا

ہوا ہے ہمکو تو اے جان اب یہ ڈر پیدا / کہ دل کے دینے مین ہوئے نہ کچھ ضرر پیدا

اگر فراق کا یارا نہ تھا تو اے اللہ / نہوتے سینے مین میرے دل و جگر پیدا

وہ دل کو ہاتھونسے تھامے ہوے چلے آئین / الٰہی آہ مین اتنا تو ہو اثر پیدا

عدم کو جائینگے گھل گھل کے سوچنے والے / نہوگی حشر تلک بندشِ کمر پیدا

ریاض دہر مین نکلی نہ آرزو دل کی / ہوا نہ نخل تمنا مین کچھ ثمر پیدا

بہایا کرتی ہے ناحق بھی رات دن آنسو / یہ روگ کیسا ہوا تجھمین چشمِ تر پیدا

۲۷ — ۵

تڑپ تڑپ ہی کے تم جان دوگے اے انجم / اثر نہ آہ مین کچھ ہوگا عمر بھر پیدا

گر گھڑی بھر کو کبھی درد جگر کم ہو گیا
غم یہ غم یہ ہے کہ جاری دیدۂ نم ہو گیا

رات دن رہتا ہے یہ نالہ کنان مثل جرس
اس دل وحشی کے ہاتھون ناک مین دم ہو گیا

کہتے جاتے ہین دل وحشی برا ہے اضطراب
قہر ہوگا گر مزاج یار برہم ہو گیا

موت سے بدتر ہے جینا فرقت دلدار مین
غم مین گویا خضر کے آب بقا سم ہو گیا

(۳۸) جان و دل دینے مین اے انجم نہین تجھکو دریغ
تو بھی اپنے وقت کا گویا کہ حاتم ہو گیا (۵)

بحر الفت کا نہین دل کو کنارا ملتا
ڈوبتے کو نہین تنکے کا سہارا ملتا

گلشن دل کو مرے وقف خزان کسنے کیا
کوئی کانٹا بھی نہین او چمن آرا ملتا

پوچھ لیتا سبب قتل مین اس قاتل سے
بات کرنے کا دم ذبح جو یارا ملتا

دیکھے انداز تو مٹنے کا کوئی قاتل کے
کبھی ملتا بھی ہے ظالم تو قضارا ملتا

(۳۹) دل تو کیا جان بھی دیدیتے ہم اسکو انجم
گر ذرا بھی ہمین اس بت کا اشارا ملتا (۷)

کیا چن چنکے ٹکڑے ٹکڑے اک اک استخوان میرا
نہ رکھا نام کو باقی ستمگر نے نشان میرا

خزان رخصت ہوئی پھر آمد فصل بہاری ہے
گریبان خود بخود ہونے لگا ہے دھجیان میرا

سوال وصل اس جلاد سے کرنا قیامت ہے
گلا کٹوائیگی اک روز یہ میری زبان میرا

جہنم اور بھی دو تین صاحب خلق کرنے تھے
اگر تھا آپ کو منظور لینا امتحان میرا

زمانہ مین ہر اک شب جلکے ہو جاتی ہے خاکستر
یہان بالکل کلیجہ ہو گیا جلکر دھوان میرا

بس دیوار اسکی جلکے نالے کر نہین سکتا | گلا گھونٹا کرینگی کب تلک او ضبط فغان میرا

کرو شکر خدا ہونے لگی مشق ستم انجم
کہ پھر ہوتا چلا ہے مہربان نامہربان میرا

جو نہ آتا وہ یار کیا ہوتا | او دل بیقرار کیا ہوتا
چلو اچھا ہوا کیا برباد | میر امشت غبار کیا ہوتا
تیرے وعدے پہ مین جو مر مٹتا | ارے غفلت شعار کیا ہوتا
ہاتھ دھو بیٹھتے ہم آنکھون سے | اور اے انتظار کیا ہوتا

دل پہ قابو نہین جب اے انجم
یار پر اختیار کیا ہوتا

دوست اپنا نہ یار ہے اپنا | وہی پروردگار ہے اپنا
نہین تیری خطا ستم ایجاد | دل ہی کچھ بیقرار ہے اپنا
ناامیدی امید ہے اپنی | بیدیاری دیار ہے اپنا
پھونکے دیتی ہے سوزش غم عشق | گھر بھی دارالبوار ہے اپنا

ہم غلام علی ہین اے انجم
بس یہی افتخار ہے اپنا

سولی پہ خیال قد دلدار نے کھینچا | کانٹون پہ ہمین سبزۂ رخسار نے کھینچا
ہوتی ہی نہین صبح کسی طور الٰہی | کیا طول قیامت کا شب تار نے کھینچا

تھا مین تو رضامند گناہون کی سزا پر
کیا تھا قلم عفو جو سرکار نے کھینچا

دل بھی مرے پہلو سے تڑپ کر نکل آیا
سینے سے جو ہین تیر ستمگار نے کھینچا

موجود تھے وہ سامنے میرے دم آخر
آنکھون ہی سے دم لذت دیدار نے کھینچا

پھندا وہ گلے کا ہوا صیاد کے ڈر سے
نالہ جو کوئی مرغ گرفتار نے کھینچا

٣٤

اسد رحبہ مرے نام سے نفرت ہوئی انجم
اب ہاتھ عداوت سے بھی اغیار نے کھینچا

ے

اُٹھ کے پہلو سے مرے آپکو جانا کیا تھا
میرے اس دُکھتے ہوے دلکو دُکھانا کیا تھا

ابھی آئے ابھی کہنے لگے لو جاتے ہین
آگ لینے کو جو آئے تھے تو آنا کیا تھا

سچ کہو یاد بھی ہین کچھ تمھین اگلی باتین
کیون جی کیسے تھے وہ دن اور وہ زمانا کیا تھا

اے جنون تھی مری ایذا نہ اگر تجھکو پسند
پھر مری راہ مین کانٹونکا بچھانا کیا تھا

کہہ تو او شوخ جفا جو تجھے ڈر تھا کسکا
دل چرایا تھا تو پھر آنکھ چرانا کیا تھا

مجھسے کاوش جو نہ تھی اے نگہ یار تجھے
درد بن بن کے مرے دلمین سمانا کیا تھا

٤٤

یہ تو ہے آپ ہی کی عقل کی خوبی انجم
جس سے واقف نہ تھے دل اُس سے لگانا کیا تھا

ے

عرش اعلیٰ پہ ہے دماغ اپنا
کیون نہو خلد خانہ باغ اپنا

اشک حسرت شراب گلگون ہے
چشم خون بار ہے ایاغ اپنا

کون دلسوز کون ہے غمخوار
کسکو دکھلائین دل کا داغ اپنا

اُف نکر عشق شمع رویان مین — کیون بجھاتا ہے خود چراغ اپنا

عشق کی بحث دور کر ناصح — کون خالی کرے دماغ اپنا

گر نہین عظمت شہی نہ سہی — جدّ اعلیٰ تو ہے بداغ اپنا

۴۵

شمع رویون پہ مرتے انجم
گل کیا ہمنے خود چراغ اپنا

۶

سینے سے لپٹے مرے وہ دیکھکر کالی گھٹا — یا خدا برسون رہے ساونکی رت والی گھٹا

اسقدر کیون روز محشر کو کیا تونے دراز — یا الٰہی کیون شب فرقت مری ڈالی گھٹا

دیکھکر دیوانے تیرے آنہ جائین جوش مین — مستیان کرتی ہوئی اُٹھی ہے متوالی گھٹا

خاک مین ملجائیگا حسن دوبالا چاندکا — قدر دیویگی تمھارے کانکی بالی گھٹا

سبزۂ صحرا ہے خط اور حسن ہے دریا ترا — پان کی لالی شفق ہے اور مسی کالی گھٹا

۴۶

منھ برستے مین بھلا کیا آئیگا انجم دویار
حسرتون کی کیون مری کرتی ہے پامالی گھٹا

۹

کبھی آکے میرے مزار پر کوئی پھول بھی نہ چڑھا دیا — تری اس حیانے تو غنچہ لب مجھے خاک ہی مین ملا دیا

کبھی آہ سرد تھی دم بہ دم کبھی آنکھو مین رکا کے دم — ترے انتظار نے اے صنم یہ کرشمہ مجکو دکھا دیا

یہی میرے دلمین ہے آرزو یہی داغ ہے بت ماہرو — کبھی قبر پر بھی نہ آیا تو مجھے ایسا دل سے بھلا دیا

کبھی آگے تھا نہ یہ بانکپن کبھی ایسے تھے نہ ترے چلن — بھلا کچھ تو کہہ یہ فریب و فن تجھے یار کسنے سکھا دیا

ترے انتظار مین اے پری دم مرگ آنکھین رہین کھلی — مجھے کشتۂ حسرت دید کا مری آرزو نے بنا دیا

جو بروز حشر وہ پوچھیگا تو میں یہ کہونگا کہ اے خدا / مرے دل کی ساری یہ ہے خطا کہ بتون کا بندہ بنا دیا

میں بھٹکتا پھرتا ہون جا بجا نہیں آہ ملتا ہے کچھ پتا / مجھے اپنے گھر کا بھی راستہ مری جان تمنے بتا دیا

کبھی صاف آیا نہ وہ نظر مری آنکھون ہی میں رہا مگر / مرے یار نے اسی طور پر مجھے جلوہ اپنا دکھا دیا

۴۰ — جو نکلتا ہے دھوان لبون سے اب ہے انجم اسکا یہی سبب / کہ فراق یار کی آگ نے ہر اک استخوان کو جلا دیا — ۵

یہ نہیں وصل کی تدبیر نے پلٹا کھایا / ہمنشینو مری تقدیر نے پلٹا کھایا

دوست کیسا کہ ہوا دشمن جانی وہ یار / ہائے کیا آہ کی تاثیر نے پلٹا کھایا

کیا کہون سانپ سا اک لوٹ گیا دل پہ مرے / جب تری زلف گرہ گیر نے پلٹا کھایا

صید کرنیکا مرے قصد تھا خود صید ہوا / کیا ہی اے ترک ترے تیر نے پلٹا کھایا

۴۱ — بزم اغیار سے وہ اٹھ کے مرے پاس آئے / آسمان خواب کی تعبیر نے پلٹا کھایا — ۱۱

صبر کو ہاتھون سے بسمل کیون دیا / دم نہ شمشیر قاتل کیون دیا

دل پہ قابو ہی نہ دینا تھا اگر / تونے اے خالق مجھے دل کیون دیا

تم ستم کرتے نہیں گر قتل کی اوٹ / زیر ابرو تمنے پھر تل کیون دیا

چاہنے والا اگر سمجھا مجھے / رنج تونے راحت دل کیون دیا

موت لکھ دی تھی جو قسمت میں مری / تونے دفعتہ نا منزل کیون دیا

خار گند اخار گل کے پاس کیون / دم تڑپ کر اے عنادل کیون دیا

تجکو پروا ہی نہین پروانے کی
تو نے آنسو شمع محفل کیون دیا

اے جنون جو انتہا ہووے بس بست
مجکو یہ شوق سلاسل کیون دیا

پھول کِسکے ہین چمن مین باغبان
تو نے آنکھونسے بہا دل کیون دیا

یار را با یار دلداری خوش ست
رنج اے زہرہ شمائل کیون دیا

۲۹

دیدیا جب دل تو انجم کیا ملال
اور اگر دینا تھا مشکل کیون دیا

۱۱

نہین اچھا دکھانا دل کسی کا
کہا بھی مان او قاتل کسی کا

تڑپتا ہے جو سینہ مین دل زار
ہوا ثابت کہ ہے بسمل کسی کا

رلائے گا تجھے او شمع محفل
جلانا یون سر محفل کسی کا

تمکو بھی ہے دعوے خدائی
ترا بندہ نہین قائل کسی کا

سرک جاتے ہین اک جھلکی دکھاکر
کہ رہ جائے پھڑک کر دل کسی کا

جو دل اٹھا تو سارا کھل گیا حال
یہی تھا پردۂ محمل کسی کا

لگاکر تیغ اب کیا سوچتا ہے
لگا دے ہاتھ او قاتل کسی کا

سواد دل پہ ہے دھبہ لگاتا
وہ کاجل سے بنا تل کسی کا

قطعہ

الٰہی خیر ہو پھر یاد آیا
وہ آجانا کسی پر دل کسی کا

وہ رو دینا کسی کا سر جھکاکر
وہ جھنجھلانا سر محفل کسی کا

۵۰

کسیکا روٹھ کر اُٹھنا وہ انجم
وہ رہ جانا پکڑ کر دل کسیکا

۹

یون تو کہنے کو کیا نہین ہوتا — پر کبھی بت خدا نہین ہوتا
ہجر مین جو کہ ملتی ہے لذت — وصل مین وہ مزا نہین ہوتا
چاہتے ہین کہ دل کا حال کہین — پر زبان سے ادا نہین ہوتا
حال فرقت بیان کرون کیونکر — لب سے لب آشنا نہین ہوتا
کب قیامت یہان نہین آتی — کب ترا تذکرا نہین ہوتا
کالے کوسون ہے کوچۂ دلدار — خضر بھی رہنما نہین ہوتا
با وفا کسطرح کہین تمکو — کوئی وعدہ وفا نہین ہوتا
یہ بھی اپنا نصیب ہے ورنہ — درد تو لا دوا نہین ہوتا

۵۱

مرمٹا تیرے نام پر انجم
پر ترا خاک پا نہین ہوتا

۵

دسترس نالۂ پرشور جو پایا کرتا — آسمان پھاڑ کے تھگلی یہ لگایا کرتا
عشق کی راہ سے افسوس کہ واقف ہی نہین — ورنہ مین خضر کو بھی راہ بتایا کرتا
سرد کردیتی جو نالونکو نہ اشکون کی جھڑی — دونون عالم مین یہ اک آگ لگایا کرتا
سیر گلزار کو وہ گل اگر آیا کرتا — بوی گل بنکے پئے دید مین جایا کرتا
کسطرح اُس سے بھلا بار وفا کا اُٹھتا — آسمان ناز جو تیرے نہ اُٹھایا کرتا

۵۲

خون مرا قاتل کا دامنگیر ہو کر رہ گیا / خود بخود محضر مرا تحریر ہو کر رہ گیا

وہ گل خوبی جو آیا سیر گلشن کے لیے / یک بیک مین بلبل تصویر ہو کر رہ گیا

مجھسے وہ تیوری چڑھا کر بولے دشمن خوش ہوے / وہ ہنسے غیرونسے مین دلگیر ہو کر رہ گیا

اُنکے دلسے اپنی گستاخی مٹا سکتا نہین / ہاتھ کا لکھا خط تقدیر ہو کر رہ گیا

۵۳

خود چلا جاتا ترے کوچے سے انجم کیا کرے / عشق گیسو پاؤن کی زنجیر ہو کر رہ گیا

وفور الفت مین ان تمنّو کو بیان کرین کیا کہ کیا جانا / اگر بری خبر کی خدا نے کہے اپنا خدا نہ جانا

ستم کو تیرے ستم نہ سمجھے جفا کو تیری جفا نہ جانا / مگر یہ افسوس ہے کہ تو نے کبھی ہمین باوفا نہ جانا

تمھاری بے اعتنائیون کا گلہ نہین ہے نہ کوئی شکوہ / تمھاری صاحب خطا نہین کچھ ہمین نے دل خود لگا نہ جانا

تڑپ کے دیجان اُسنے آخر پہ تو نے اُسکی نہ لی خبر کچھ / مریض فرقت کو مار ڈالا مگر مسیحا جلا نہ جانا

۵۴

تجھے بھی لازم ہے کچھ ترحم کہ دلسے عاشق ہے تیرا انجم / ستم ہزارون سہے ہمیشہ مگر تجھے بیوفا نہ جانا

پھیرا گلے پر بارہا لیکن نہ اسپر بھی کٹا / خنجر کو اپنے سنگدل تو سان پا پتھر چٹا

بوسہ تو لینے کو لیا پر خوف رنجش ہی رہا / خون عاشق ناشاد کا تل تل بڑھا تل تل گھٹا

آزردہ کیون سہے تو بھلا بتلا تو کچھ بہر خدا / کی مین نے تیری کیا خطا کیون مجھسے تیرا دل ہٹا

وحشت کا میری بخیہ گر تجھ سے نہو گا چارہ کچھ / تو نے گریبان کل سیا یان آج پھر دامن پھٹا

فکر کمر کو چھوڑ کر فکر دہن کرنے لگا / انجم مرا ذہن رسا اب دوسری جانب ہٹا

دیکھا نقاب ابر کو جھٹ پٹ ہٹا کر ماہ نے
سہرے سے جو کل اس شوخ نے اوڑھا دوپٹا لپیٹا

۵۵

روئے صبیح یار پر بکھری ہے یون زلف سیہ
جس طرح انجم چاند پر چھا جاتی ہے کالی گھٹا

۵

اگر بالفرض برسا ابر تر دو تین دن برسا
مگر کیا جوش ہوئیگا ہمارے دیدۂ تر سا

اگر فرقت مین تیری اے پری دل کھو کر روان
روان ہو جائیگا آنکھون سے بہری اک سمندر سا

نہین کچھ بات کرنیکا تجھے ناصح وقوف اصلا
یہ کی ہے بات گویا کھینچ مارا تو نے پتھر سا

نہ آوارہ پھرو تم کو بکو دل مین رہو اگر
نہ ممکن ہو گا دنیا مین کوئی گھر تمکو اس گھر سا

۵۶

خوشی سے وامق و فرہاد آنکھون پر قدم لیوین
اگر ٹلجائے کوئی آسمان سا بادیہ فرسا

۵

فریب مین ان بتونکے اگر رہا نہ دنیا کا نہ دین کا
برا ہو اس عشق کا الٰہی رکھا نہ اسنے مجھے کہین کا

جو امتحان تونے دلمین ٹھانا کہان ہے دنیا کا پھیر کھٹکا
الٹ پلٹ کر دے زمانہ الٹنا تیرا یہ آستین کا

ہے جابجا تیری سخت مشکل چڑھ جائیگا سو تجکو قاتل
چھپیگا زلفون مین کیونکر اے دل کہ شانہ جاسوس ہے کمین کا

ستانہ بیکار ہاو ہمدم نہ چھوڑینگے مرتے دم تک ہم
عزیز جان کیون نہو ترا غم کہ ہمنشین ہے دل حزین کا

۵۷

پھرا یا اس بت کے آستان کو منایا کیا کیا مر شتان کو
حسد ہے انجم یہ آسمان کو ہوا مین پیوند کیون زمین کا

۲۵

نہین بھاتا اسے کوئی ہزارون پر جو مائل تھا
یہی تھین آرزو مین کیا خدایا کیا یہی دل تھا

تری قدرت کے صدقے تو نے کیا پوری تمنا کی
ہوا ہے زیب اب وہ جو آگے زیب محفل تھا

نہ پوچھو حال کچھ آوارہ و سرگشتہ کا اپنے
قیامت کا سفر بھی اُسکے آگے پہلی منزل تھا

نہین گر بیقراری دلکی صاحب حد سے گذری تھی
تو کیون تسکین کی تمنے نہ گر تسکین کے قابل تھا

وہ اگلی صحبتین یادش بخیر اب یاد آتی ہین
کوئی زہرہ جبین تھا اور کوئی زہرہ شمائل تھا

گئے مقتل کو کیون تم اور گر دیکھا تو کیا دیکھا
بھلا اتنا تو بتلاؤ کوئی ہم سا بھی بسمل تھا

سمندر کو جو شہرت دی نہین معلوم کیا باعث
مرے اشکون کا دریا بھی تو بے پایان ساحل تھا

تصور نے ترے لاکھون نکالین حسرتین دلکی
تری فرقت مین بھی ہمکو مزا وصلت کا حاصل تھا

نہین کچھ موسی عمران سے کم عاشق ترا ثابت
کہ بن دیکھے تری صورت تری باتون پہ مائل تھا

رہا نظرون مین تیری گر کے یہ نظرون سے بھی تیری
سویدا سے دل عاشق ترے رخسار کا تل تھا

خطا میری نہین کچھ پر کفر کا اطلاق کیون مجھپر
دکھا دیتے اگر قامت قیامت کا بھی قائل تھا

سنایا تھا تمھین منصف سمجھکر حال دل اپنا
مذمت تمنے کی ہوتی نہ گر تحسین کے قابل تھا

نہ چھوڑا مرکے بھی دامن ترا گرویدہ نے تیرے
غبار آسا ترے ہمراہ یہ منزل بہ منزل تھا

مجھے تو ناز ہے جلاد عالم بیقراری پر
شکیبائی کا مین دعوی اگر کرتا تو باطل تھا

یکایک آگیا کیون بن بلائے وہ مرے گھر مین
مرا آرام جان بھی یا الٰہی کیا مراد دل تھا

ہوا ثابت کہ بس دونون تجھی پر جان دیتے ہین
جہان نالہ کنان ہم تھے وہین شور عنادل تھا

نہ دیکھا موت کا مارا ہوا محشر مین بھی ہمنے
کوئی تھا کشتۂ ابرو کوئی مژگان کا گھائل تھا

کیا کیون ذبح بسم اللہ کہکر تونے او قاتل
کہ مشتق لفظ بسم اللہ سے خود تیرا بسمل تھا

تری رحمت کے بارے مین تجاہل عارفانہ ہے
گیا جہل مرکب جب تو مین کسطرح جاہل تھا

خداوندا اسکو کردیا خود رفتہ کیون تونے
بتونکی نذر کے قابل اگر تھا تو یہی دل تھا

نہ مرتے دم بھی صاحب میرا حال دل سنا تم نے
زبان کیون بند کی میری مین کیا کچھ تمسے سائل تھا

اٹھائین سختیان سی سختیان کیون بجاے دیگر
ترے سینے مین انجم دوسرا دل کیا تہ دل تھا

نہ کیونکر رحم آتا تجکو انجم پر کہ اے داور
گنہگارون مین تھا لیکن تری رحمت کا قائل تھا

ہمارا دل تو ہے وابستہ گیسوے محبوبان
وہ دیوانہ تھا انجم جو کہ پابند سلاسل تھا

۵۸ — ۲۱

چھپایا مدعاے دل جو تم نے کیا ہوا انجم
زبان کا کھولنا آگے بتونکے کوئی مشکل تھا

ہے زیر ابر حسن عجب ماہتاب کا
کونہ الٹ کے دیکھ لو تم بھی نقاب کا

بیجرم و بیقصور یہ باعث عتاب کا
آخر حضور مجھسے سبب اجتناب کا

بے خان ومان ہوا تو ہوئی انکے دلمین جا
ممنون مین تو ہون دل خانہ خراب کا

سینے کو چاک کرکے مرے دلکو دیکھلے
مجھسے سبب نہ پوچھ مرے اضطراب کا

منھ دھوکے رات بھر کا تو غصہ اتار لے
حاضر فلک ہے طشت لیے آفتاب کا

پردہ الٹ کے تونے تو دل ہی الٹ دیا
قائل ہے آسمان بھی ترے انقلاب کا

کیا کوئی نازکی ترے لب کی بیان کرے
ہم نے تو عطر کھینچ لیا ہے گلاب کا

رندونکو کچھ فضیلت عشق بتان سنا
زاہد کوئی تو کام کیا کر ثواب کا

اس ماہوش سے میرے مقابل نہو سکا
دوروز مین اتر گیا منھ ماہتاب کا

اوبت عبث تو کرتا ہے یہ لن ترانیان
کیا منھ جواب دے جو مرے لاجواب کا

واعظ سمجھ کے نوح کا قصہ بیانکر — افسانہ یہ بھی ہے کسی چشم پر آب کا

تم تو ہو پاس پھر ہے یہ دل بیقرار کیون — کھلتا نہین ہے مجھپہ سبب اضطراب کا

ساقی وہان تو ہے در توبہ کھلا ہوا — تو نے ابھی سے حکم دیا سد باب کا

کیون مجھسے پوچھتے ہو کٹی زیست کسطرح — پابند مین نہین ہون حساب و کتاب کا

کیونکر جمال رخ سے ہم آغوش ہو نگاہ — تم تو اُلٹتے ہی نہین پردہ حجاب کا

آفت نہ ڈھاے خندۂ دندان نما ترا — کھلتا چلا ہے پھول چمن مین گلاب کا

یوسف کا قصہ کہتی ہے جسکو تمام خلق — چھوٹا سا تذکرہ ہے تمھارے شباب کا

سلجھا کے اپنی اُلجھی ہوئی کاکلونکو دیکھ — کھلجائے تجھپہ حال مرے اضطراب کا

قرآن تک مین قصۂ یوسف نے پائی جا — قائل ہون مین تو عشق فضیلت مآب کا

پابوسیونکی بادِ صبا کو ہے آرزو — او شہسوار کھولدے تسمہ رکاب کا

۵۹

کیونکر نہووے بڑھ کے سلیمان سے مرتبہ — انجم گدا ہون مین تو درِ بوتراب کا

۸

تری فرقت مین ان دیدون نے وہ طوفان کیا برپا — جگر اور دل کا اے پیارے نہین لگتا ہے تھل بیڑا

نہ ہنسنا غیر سے دلکو ہمارے لگ رہا تھا — غضب ہے جانیکا ظالم یہ کیون زیبا انکو چھیڑا

نہ چھوٹا کوئی پھنسکر جیتے جی دام محبت سے — ترے گیسو نہین کافر قیامت کا ہے بکھیڑا

غضب ڈھایا یہ کیونکر والی قیان کیون بنا آئے — پھنسانیکو مرے ناحق نکالا در اُلجھیڑا

چلا تھا کشتہ تیرا [illegible] گھبرا کر — وہین [illegible] مالک نے جہنم کا یہ اک بکھیڑا

بچے دل کسطرح تیری نگاہ و چشم و ابرو سے
کہین چوروںکی ہے بستی سپاہی کا کہین بیڑا

بیان احوال اُلفت کردیا تونے رقیبوں سے
ارے او آسمان یہ ہجر کا چھتہ تونے کیون چھیڑا

٦٠ — ٩

بہائے آنسوؤن سے ہین دل سوزان جو اپنا ہم
مراد آئی تھی اے انجم جو چھوڑا خضر کا بیڑا

تمھین مطلوب ہمسکو طالب دیدار ہونا تھا
بس اتنی بات پر اس حشر کا طومار ہونا تھا

الٰہی کچھ تو ہوتی پردہ داری جوش وحشت کی
ہر اک زخم جگر کو میرے دامن دار ہونا تھا

مری قسمت مین لکھدی تھی اگر سرگشتگی تونے
تو اے خالق مقدر بھی نگاہ یار ہونا تھا

محبت تجھسے او ظالم نکرتا مین تو کیا کرتا
مقدر مین تو رسوا و ذلیل و خوار ہونا تھا

جفا مین جو مزا پایا وفا مین وہ کہان لذت
مری قسمت سے دلبر تجکو دل آزار ہونا تھا

نہوتے نازنین گر تم اُٹھاتے ناز ہم کیونکر
تمھارے عشق مین ہمکو نحیف و زار ہونا تھا

وہی تو خون ہے جو اپنی آنکھونسے بہا برسون
ہمارے قتل سے اُنکو خجل بیکار ہونا تھا

وہ منظور نظر ہر وقت رہتا اپنی آنکھون مین
بجاے روزن در دیدۂ بیدار ہونا تھا

٦١ — ٥

مین اب سمجھا بکھیڑا حشر کا تھا اس لیئے انجم
کہ طشت از بام تیرے عشق کا اظہار ہونا تھا

غم ہجر تیرا ایجان جو نہ غمگسار ہوتا
تو عجب طرح کا صدمہ پئے جان زار ہوتا

مین ہزار بار جا کر اُسے درد دل سناتا
مرے یار بدگمان کو اگر اعتبار ہوتا

کہون کس سے حال کیا ہے کہون کیا ملال کیا ہے
نہ وہ دل مرا دکھاتے نہ مین اشکبار ہوتا

مین وہ رہرو وفا ہون جو نہ میرے پانون ٹوٹتا — تو کبھی نہ خار صحرا تجھے افتخار ہوتا

نہین کچھ خطا کسیکی ہے قصور تیرا انجم
نہ تو چاہتا کسیکو نہ ذلیل وخوار ہوتا

٦٢ — ۵

خدا حافظ ہے تیرے ان لگاوٹ کے اشارونکا — ہوے دو ایک جانبر اور دم نکلا ہزارون کا

ذرا تربہ کوئی دیکھے شہیدون کے مزارونکا — چڑھاتے ہین وہ اک اک پھول اپنے باسی ہارونکا

لب جان بخش سے اپنے ذرا ہان کہکے دیکھو تو — اگر ہو امتحان منظور اپنے جان نثارون کا

دماغ عیسی دوران چہارم آسمان پہ ہے — لبوں پر دیکھ کر دم وصل کے امیدوارون کا

پکارین الامان دلکو فرشتے تھام کر انجم
پہونچ جائے اگر نالہ فلک تک بیقرارون کا

٦٣ — ٦

کیا حسد دل آماج گاہ کا کیسا — ہدف بنا ہے فلک تیر آہ کا کیسا

بڑھی ہوئی ہے غضب ہے کہین تری رحمت — معاوضہ مرے جرم وگناہ کا کیسا

جب اک جہان سے درگذرین تب وہان پہونچین — یہ پھیر پھار ترے گھر کی راہ کا کیسا

ترے لیے جو نہین ہے وفا کی پابندی — مرے لیے یہ بکھیڑا نباہ کا کیسا

لڑائی کی جو نہین تمنے ٹھان لی دل پر — تو پھر ہر اک سے لڑنا نگاہ کا کیسا

جو آپکو نہین منظور دل دہی صاحب — تو پوچھنا مرے حال تباہ کا کیسا

ڈبو نہ دے کہین انجم یہ آبرو تیری — مزا پڑا ہے ترے دل کو چاہ کا کیسا

نہ کسی کے عشق مین مرتے ہم نہ کسی کے سر پر خون ہوتا — نہ کسی پہ اپنا دل آتا نہ بہار آتی نہ جنون ہوتا

تسلی دلکو دین کیونکر ستمگر کچھ تو کہتا جا
و یا سینے پہ اپنے رکھ لین پتھر کچھ تو کہتا جا

یہ دل سہتے سہتے سبھی کچھ سہے گا
زمانہ مگر تجھکو کیا کچھ کہے گا

پہلو سے مرے اُٹھ کے جو تو بیرجان گیا
یہ جان سے لے کہ جان سے مین نیم جان گیا

گیسوے یار تراز ور گھٹا
دیکھ وہ اُٹھی ہے گھنگھور گھٹا

یہ کس موکمر کا خیال آگیا
جو اس شیشۂ دل مین بال آگیا

ابھی ہو پاس تم اور دل ہے بیتاب
خدا جانے کہ ہو وقت سحر کیا

کیا سیدھی نگاہون نے تو بسمل
کریگی دیکھیے ترچھی نظر کیا

گر خدا پوچھیگا کیون انجم کیے تو نے گناہ
صاف کہدونگا کہ رحمت پر تری نازان رہا

٦٤

دیدۂ نرگس نے اُس گل کے سوا
اور کیا دیکھا جو حیران رہ گیا

١٤

نگہ یاس سے جسنے تجھے دیکھا ہوگا
اے صنم اُسکو خدا ہی نظر آیا ہوگا

تھام کر جسنے کلیجہ تمھین دیکھا ہوگا
دلمین کیا جانیے کیا اپنے وہ سمجھا ہوگا

بعد مردن جو مری آنکھون پہ باندھی پٹی
رشک یہ آیا کہ دیدار خدا کا ہوگا

وہ تو دنیا ہی مین کرتا ہے قیامت برپا
کوئی پوچھو تو سہی حشر مین پھر کیا ہوگا

عطر فتنے کا لگاتا ہے وہ مہندی ملکر
آج پھر فتنۂ تازہ کوئی برپا ہوگا

تیرا گھائل نہین جلاد فلک کا قائل
تجھسے بڑھکر کوئی سفاک بھلا کیا ہوگا

نیچی نظرون مین بتاؤ نہ یہ آلے بالے
دل تو کیا ایک زمانہ تہ و بالا ہوگا

جو سر آنکھو پہ اُٹھا تے ہین وہ ہین ناز ترے
جو کہ اُٹھتا ہی نہین سر وہ ہمارا ہوگا

بے سبب تو نہیں یہ نوح کا طوفان آیا
دل کسی تیرے دل افگار کا اُمڈا ہوگا

چشم بد دور ستم جو نظر انداز ہوا
تیر بن کر وہ کلیجے ہی مین بیٹھا ہوگا

مجھسے اب پوچھتے ہین آپ کہ اب کیا ہوگا
وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکھا ہوگا

تیرے چھلّے کا ہتھیلی پہ جو گل کھایا ہے
حشر کے روز یہ رشک ید بیضا ہوگا

آسمان غرق ہے دریاے محبت مین تو
شعر جو ہوگا ترا عشق مین ڈوبا ہوگا

۶۵ ۱۴

بے سبب تو نہین انجم یہ تمھاری اُلجھن
دل کسی گیسوے پرپیچ مین اُلجھا ہوگا

جاتے جاتے لاش کو ٹھکرا گیا
اُٹھتے اُٹھتے اک قیامت ڈھا گیا

ہاے رے الھڑپنا اُس شوخ کا
مجھکو روتے دیکھکر گھبرا گیا

بے سبب یہ کرب و بیتابی نہین
پھر کسی پر دل ہمارا آگیا

سر نہین اُٹھتا اُٹھائین ناز کیا
ناتوانی ابتو جی اُکتا گیا

اپنے جینے سے تنفر کیون ہوا
کس کا انداز تلون بھا گیا

جاتے جاتے لوٹ آئے آپ کیون
لیجیے یان دم مین دم پھر آگیا

دلکو کیون اتنا لُٹاتا ہے مرے
مفت کا کیا مال ظالم پا گیا

دل نہین پھولون سماتا ہے مرا
کون سا گل پیرہن یاد آگیا

آج کیون وہ دلکی بیتابی نہین
کچھ تو او جلاد تو سمجھا گیا

دل ہمارا عرش سے کچھ کم نہین
آہ جب کی ہمنے یہ تھرا گیا

گالیون کی کر گیا بوچھار وہ
اک جھڑی ساونکی سی برسا گیا
مجھکو فقرے باز فرماتے ہین آپ
یہ تو فقرہ آپ ہی پر چھا گیا
آپ اُٹھے مین نے دیدی اپنی جان
یعنے مطلب آپکا مین پا گیا

٦٦ — ٥

اُڑ چلا دل خودبخود کیون آسمان
کس پری رو کا تصور آگیا

وہ نظر سے گو کہ نہان رہا ولے اُسکا دل مین خیال تھا
کیا غور ہمنے جو آسمان یہ فراق عین وصال تھا
ہوا مرکے ہمکو یہ تجربہ کہ یہ زندگی کا مآل تھا
جسے عمر خضر ہوئی عطا اُسے اک نفس بھی وبال تھا
نہ ثواب ہی کے لیے جزا نہ پئے گناہ کوئی سزا
تری غفلتون سے یہ کھل گیا کہ تجھے ہمارا خیال تھا
نہ وفا پہ تمسے بجد ہوئے گئے اپنی جان سے اسلیے
ہمین جان دینا تو سہل تھا تمھین قول دینا محال تھا

٦٧ — ١١

اگر آگے داور حشر کے وہ کہ بھی جاتے تو ہوتا کیا
ترا درد دل ہی خود آسمان ترے دلکے دُکھنے پہ دال تھا

مجھے محشر مین ہونا ہے گریبانگیر قاتل کا
مرے بازو پہ کوئی باندھ دو ٹکڑہ مرے دل کا
ہوئے حسرتِ دیدار نے کیسا غضب ڈھایا
کیا برباد مجنون کو اُڑا کر پردہ محمل کا

ذرا تو چین سے لینے دو عزیزو ن کیون ستاتے ہو
پڑا رہنے دو دم مارے تھکا ماندہ ہون منزل کا

وہ کھینچے تیغ مجھپر یہ سب اُسکی ہے غلط فہمی
کہان سر مجھ سیہ رو کا کہان احسان قاتل کا

نہ موت آئی نہ عزرائیل پھر قبض روح آئے
الٰہی کسکے قبضے مین ہے قبضہ تیغ قاتل کا

کسی پہلو نکلتا ہی نہین سینے سے یہ ظالم
ترا تیر نظر ارمان بن بیٹھا مرے دل کا

نہ کھینچی تیغ او ظالم مگر دل کٹ کے کر ڈالا
کیا ارمان کیون پورا نہ اپنے نیم بسمل کا

جبھی جانین نمونہ حشر کا خلقت کو دکھلا دو
اُٹھا دو پردہ ایسا جب گرا دو میم مشکل کا

الٰہی شکر اتنی تو جگہ اُس بت کے دل مین ہے
نکالا مجکو محفل سے بنا کر حوصلہ دل کا

دکھائی دے رہی ہے کیا ہی نیرنگی زمانے کی
یہ کس کا رنگ اُلفت بن گیا ہے رنگ محفل کا

۶۸ — ۷

بپا اندھیر ہے دن کو نظر آنے لگے تارے
تصور بندھ گیا انجم یہ کس زہرہ شمائل کا

جان دینا بھی محبت مین نہ کچھ کام آیا
اُلٹے ملزم ہوے الزام یہ الزام آیا

ڈھونڈتا تھا تری گلیون کو کلیجہ پکڑے
وہ پر ارمان ہون ارم مین بھی نہ آرام آیا

بت پرستی مین بھی اللہ نے حرمت رکھی
مین سوے دیر بھی باندھے ہوے احرام آیا

چاندنی کیون نظر آنے لگی دھندلی دھندلی
کون سا ماہ لقا آج لب بام آیا

تو ہی کہہ حشر مین دامن ترا کیونکر تھامون
ہون وہ خود رفتہ کہ دل بھی نہ مجھے تھام آیا

نہ کرم کا ہے سلیقہ نہ ستم کا ہے وقوف
آج تک چرخ کہن کو نہ کوئی کام آیا

۶۹ — ۵

ہائے محرومی تفرقہ پردازی قسمت انجم
ہو گئے ہونٹ جدا وصل کا جب نام آیا

ہاتھ سینے سے جدا ہجر مین اک دم نہوا
رات آخر ہوئی پر درد جگر کم نہوا

نہ بندھا دل مین تصور ترے آنیکا کبھی
میرا پہلو افق نیر اعظم نہوا

آہ سوزان نے سکھائے مرے آنسو ایسے
حیف صد حیف کہ دامان نظر نم نہوا

بات مین یار مسیحائی دکھائی تونے
زخم دل کا مرے منت کش مرہم نہوا

اُس دل آزار کے جانے پہ تو دے بیٹھا جان
جان کے جانے کا انجم تجھے کچھ غم نہوا

سارے عالم مین نور ہے تیرا
ہر جگہ پر ظہور ہے تیرا

شرق سے غرب قاف سے تا قاف
تذکرہ دور دور ہے تیرا

دل عاشق کو کیون جلاتا ہے
یہ بھی کیا کوہ طور ہے تیرا

مین کہان اور تیرا نام کہان
سب کرم کا وفور ہے تیرا

شب فرقت کو کیون دراز کیا
کیا یہ روز نشور ہے تیرا

اُس ستمگر کا کیا کرین شکوہ
او رے دل سب قصور ہے تیرا

رحم کر آسمان پہ اے باری
بندۂ پر قصور ہے تیرا

اُسکو کہتے ہین انجم عاصی
نام رب غفور ہے تیرا

جو دیکھا شمع کو دل سوز میرا
جلا ہے رشک سے پروانہ کیا کیا

سوال وصل پر محجوب ہو کر
وہ اُنکا ناز سے فرمانا کیا کیا

ابھی تو خیر سے ہے پر آ گئے آگے
دکھائے گا دل دیوانہ کیا کیا

زبان کے بند ہونے نے بچایا
نہین معلوم مین کہتا نہ کیا کیا

ہوا باندھی ہے نالون نے ہمارے
صبا پھرتی ہے بیتابانہ کیا کیا

تصدق تیرے او بیتابیِ دل
سنا اُسنے مرا افسانہ کیا کیا

کشش اُلٹی دکھائی آہ تو نے
کھنچا مجھ سے مرا جانانہ کیا کیا

نکل کر دل سے بگڑی اوٹ تل کی
تصور سے کیا پروانہ کیا کیا

نہ نکلی جان لاکھون ظلم جھیلے
دکھائی ہمت مردانہ کیا کیا

نہین موقوف کچھ محشر پہ صاحب
کروگے تم ابھی رسوانہ کیا کیا

نہ نکلا دم جو فرقت مین تمھاری
مرے دل مین خیال آیا نہ کیا کیا

۷۲

نہ پوچھا اُسنے انجم خیر گذری
دگرنہ اُس سے مین کہتا نہ کیا کیا

۶

ہمکو تو ہی یہ بتلا دے ہمنے کب اصرار ہی کیا
اچھا یہ بھی ہمنے مانا تجکو پیار ہی کیا

تجکو ظالم آنا تھا تو پھر یہ شرط فرصت کیا
تو نے پردے پردے مین تو یہ انکار ہی کیا

میری چاہت جھوٹی تھی تو پھر یہ شہرت کسنے کی
تمنے اپنے منہ سے دیکھو خود اظہار ہی کیا

تم تو میری آنکھو نمین ہو تم تو میرے دلمین ہو
تمنے ظاہر کا یہ پردہ تو بیکار ہی کیا

مجھسے چارہ سازی اپنی درد فرقت کی کیا ہو
میرے دل نے تو خود مجھکو ناچار ہی کیا

انجم میرے جذبِ الفت نے ایسا کیا ناچار
آخر اسنے میری چاہت کا اقرار ہی کیا

۷۲ ۹

وہ دل آرام کیون نہین آتا
دل کو آرام کیون نہین آتا

واسطے جسکے ہین ہوا بدنام
لب پہ وہ نام کیون نہین آتا

یا الٰہی وہ ترک سے آشام
ہو گئی شام کیون نہین آتا

جور کیسا یہ چرخ نیلی فام
میرا گلفام کیون نہین آتا

مین نے مانا کہ دل نہین ناکام
پھر مرے کام کیون نہین آتا

بک گئے جسکے ہاتھ ہم بے دام
وہ گل اندام کیون نہین آتا

ساقیا سوچتا ہے کیا انجام
شیشہ و جام کیون نہین آتا

ہم لب گور ہو گئے ظالم
تو لب بام کیون نہین آتا

عشق کے باندھتا ہے انجم لام
خوف آلام کیون نہین آتا

۷۳ ۷

ردیف بای

کیون خود بخود پھری نگہ یار کیا سبب
کیون سرنگون ہے ابروے خمدار کیا سبب

قسمت پلٹ گئی کہ نصیبا الٹ گیا
کیون خود بخود پھری نگہ یار کیا سبب

کیا آگیا قریب زمانہ وصال کا
کیون بیقرار ہے یہ دل زار کیا سبب

طاقت کہان سے آگئی اس ناتوان مین آج
دم توڑتا جو ہے دل بیمار کیا سبب

کس سے لڑی نگاہ یہ کیسا عتاب ہے
ہوتے ہین بند روزن دیوار کیا سبب

فرقت کی رات روز قیامت کہین نہو
ہوتی نہین جو صبح شب تار کیا سبب

۷۵

انجم گئے تھے اُنکو سنانے کیواسطے
پھر حال دل کیا جو نہ اظہار کیا سبب

٦

تھا دمِ ذبح جو سینے مین مرا دل بیتاب
ہاتھ رُک رُک گیا ایسا ہوا قاتل بیتاب

ہاتھ سے چھوٹ گیا دامن تسلیم و رضا
حیف صد حیف ہوا کیون دل بسمل بیتاب

تاب و طاقت ہو نہ دیکھی تھی ترے دیوانے مین
نالہ کرنے لگی ہو ہو کے سلاسل بیتاب

ایک سان قاتل و مقتول کو پایا ہمنے
آپ بیفکر ہین اور آپ کا بسمل بیتاب

باغبان کا نہین کھٹکا تجھے کچھ او صیاد
آج چیخین گے اگر ہونگے عنادل بیتاب

۷٦

تھام کر دل کو ذرا نالے کرو اے انجم
کہین ہو جائے نہ وہ رونق محفل بیتاب

۹

چین فرقت مین تری ہمکو بھلا آیا کب
تونے آکر دل بیتاب کو سمجھایا کب

ایک بوسہ جو دیا بھی تو خفا ہو ہو کر
آٹھ آٹھ آنسو نہ تونے ہمین رُلوایا کب

تونے بے صبر جو سمجھا مجھے باعث کیا
تو ہی بتلا مین تری چاہ سے پچھتایا کب

کوئی پابند وفا مجھ سا بھلا ہوئے گا
سیکڑون ظلم اُٹھایا کیا گھبرایا کب

لاش پر آیا اگر میری تو حاصل اس سے
تونے کب آنیکا وعدہ کیا اور آیا کب

کب تمنا مرے دل کی ہوئی پوری کوئی
تجکو تنہا ارے او عہدہ جو پایا کب

چاہ مین اپنی کنوین ہمکو جھکائے کیا کیا
اپنا دیدار ہمین آپ نے دکھلایا کب

دل جو آہون مین کٹا رات کٹی زاری مین
مجھسے نالان نہ ہمین رہتا مرا ہمسایہ کب

۷۷ — ۹

آسمان بھی نہین کچھ رنگ دکھاتا اپنا
تمنے محفل ہی مین اپنی اُسے بلوایا کب

کیون مری بات مین ناحق کوئی بولے کیا خوب
سامنے آپکے مُنھ کیون کوئی کھولے کیا خوب

گریبان غیر سے کر کر کے ستمگر تو نے
ڈالے عشاق کے سینے مین پھپھولے کیا خوب

زندگی بھر تری فرقت مین کہانتک روئے
اپنی آنکھون سے کوئی ہاتھ ہی دھولے کیا خوب

ہمسے تو کرتے ہو عیاری کی کیا کیا گھاتین
اور سے چُھپتے ہو رقیبون کے ممولے کیا خوب

مجھ سے کرتے ہو ہنسی پاس بٹھا کر اُسکو
غیر پہلے ہی مری جان کو رولے کیا خوب

تم ستاؤ کوئی اُف تک نہ نکالے مُنھ سے
مُنھ مین رکھتا ہو زبان اور نہ بولے کیا خوب

ہمسے کہتے ہو کہ تمکو نہین پہچانتے ہم
ایسے ننھے مرے ایسے ہرے بھولے کیا خوب

ہمسے اور آپ نبا ہین اجی توبہ توبہ

آپ اور سے ہمسے بناتے ہین تو بولے کیا خوب

منع کرتا ہے ہمین عشق بتان سے انجم
دل مین واعظ کے بھی اُٹھتے ہین ولولے کیا خوب

ہمسے نہو گی ترک وفا یہ اور کسیکو سنائین آپ
ہم یہ سنینگے حضرت ناصح لاکھ ہمین سمجھائین آپ

شرم و حیا کے پردے مین کرتے تھے ہمپہ جفائین آپ
آپ کو ہم پہچان گئے منھ آنچل سے نہ چھپائین آپ

زلف کا تیرے انسے کوئی مضمون جو رقم ہو جاتا ہے
فرط خوشی سے لے لیتا ہون ہاتھونکی اپنے بلائین آپ

واہ جی واہ بس دیکھ لیا کیا وضع کی ہے یہی پابندی
کہتے اسکو ہین شرم و حیا ہم جان سے جائین نہ آئین آپ

سن چکے حال پرسش محشر وعظ کی انجم حد بھی ہے
یہ تو نہین ہے حکم خدا روز ایک قیامت ڈھائین آپ

ردیف تاے فوقانیہ

نقد جان دینے کو ہین جمع خریدار بہت
آج کل آپکی ہے گرمی بازار بہت

چاند سورج کی جو شہرت ہے تو ایسے در کے
پڑے رہتے ہین تمھارے پس دیوار بہت

خود ہمین دل نہین دیتے ہین کسیکو ورنہ
دل تو کیا جان بھی لینے کو ہین تیار بہت

کون سی بات سے دین دلکو تسلی اے شوخ
ایک دن آئے نہ تم آنے کے کیے اقرار بہت

اپنے بیمار کی لله خبر لے جلدی
بڑھتا جاتا ہے ترے ہجر مین آزار بہت

سچ ہے تم سا ہمین کاہے کو ملیگا کوئی
ہمسے تو مل جائینگے لیکن [illegible] بہت

کسقدر عشق جتایا ہے غزل مین انجم
بات تھوڑی سی تھی اور باندھا ہے طومار بہت

دلا تو چاہے اُس بت سے مدارات
ارے کم بخت چھوٹا منہ بڑی بات

۸۰

لیتے ہین عبث مجھ سے وہ اقرار محبت
چہرے سے عیان ہوتے ہین آثار محبت کے

کہنے ہی کو ہین آپ مسیحائے زمانہ
کچھ بھی نہ کیا چارۂ آزار محبت

کیون کہتے تھے ہم کہ یہ ٹھہرے ہے ہمین تک
اب کیا ہوئی وہ گرمی بازار محبت

اک حشر بپا ہے نہین معلوم خدایا
آثار قیامت ہین کہ آثار محبت

اے رشک مسیحا اگر آنا ہے تو بس آ
دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت

اے دل تجھے امید رہائی کی ہے ناحق
چھوٹا ہے کبھی کوئی گرفتار محبت

وہ اور سنا دینگے زیادہ تمہین انجم
گر کچھ بھی زبان سے کیا اظہار محبت

۸۱

دل لبھاتی ہے عاشق کا تمہاری بات چیت
بھولی بھولی گفتگو ہے پیاری پیاری بات چیت

اب یہ سب ہین حوالے وصل کے ہنگام تک
کھائین قسمین ہو چکی بس ختم ساری بات چیت

کیون دم گلگشت تم ساکت ہو کچھ منہ سے کہو
کیا اڑا لیجائیگی بلبل تمہاری بات چیت

تیر ہین پلکین بھوین خنجر نگاہین برچھیان
مسکرا دینا چھری ہے اور کٹاری بات چیت

ہو چکین غزلین مری جان گھر اٹھو چلیگا
تیرے منہ سے پیاری لگتی ہے گنواری بات چیت

باتون ہی باتون مین دل انجم کا تم نے لے لیا
سارے عالم سے انوکھی ہے تمہاری بات چیت

ردیف تاے ہندی

بیمار سے تیرے نہین لیجاتی ہے کروٹ — آآ کے صبا اسکو بدلواتی ہے کروٹ

توآ کے بدلوا دے ذرا پیار سے کروٹ — بدلی نہین جاتی ترے بیمار سے کروٹ

گستاخ اگر مین ہون تو جو چاہو سزا دو — پر پھیر کے سوؤ نہ گنہگار سے کروٹ

انجم کو جو کوچے مین ترے آتی نہین نیند — سوتا ہے لگا کر تری دیوار سے کروٹ

دے ندیتے رقیب دم جھٹ پٹ — کھا گئے آپ کیون قسم جھٹ پٹ

یہی عاشق کے حق مین خیر ہوئی — کھل گئے آپ کے ستم جھٹ پٹ

کہین مضمون وصل بھول نجاؤن — اسکو نامہ کرون رقم جھٹ پٹ

ابھی وہ اٹھنے بھی نہین پاتے — یان بھر آتی ہے چشم نم جھٹ پٹ

گر کسی اور کو بلاتے ہین وہ — دوڑے جاتے ہین سنکے ہم جھٹ پٹ

کوئی کرلو گواہ وعدۂ وصل — بھول جاتے ہو تم صنم جھٹ پٹ

کیا دھرا ہے ترا دہان زاہد — تو جو دوڑا سوے حرم جھٹ پٹ

مل گئی بندش دہان و کمر — لکھدے اے آسمان عدم جھٹ پٹ

بس تھا انجم کو خنجر ابرو — تیغ کیون تمنے کی علم جھٹ پٹ

۸۴ ردیف تاے مثلثہ ۶

آفت اپنے سر پہ لاتے ہو عبث
اُنسے انجم دل لگاتے ہو عبث

ٹھیرو ٹھیرو دم نکلتے دیکھ لو
پھر ابھی آؤ گے جاتے ہو عبث

ہم تو یوہین کہتے ہین قاتل ہمین
زیر ابرو تل بناتے ہو عبث

مر رہا ہون اے خیال یار مین
میری آنکھو نمین سماتے ہو عبث

جب نہین اُنسے امید دلدہی
انکو درد دل سناتے ہو عبث

رحم کب آتا ہے اُس بے رحم کو
اشک اے انجم بہاتے ہو عبث

۸۵ ردیف جیم ۸

ہے التجا جو وصل بتان کی خدا سے آج
شرمندہ ہے اثر بھی ہماری دعا سے آج

حسرت نکل گئی جو دل مبتلا سے آج
مہمان اُٹھ گیا مری مہمان سرا سے آج

جلدی اُسے ہے اور مجھے انتظار یار
بے طرح کا پڑا ہے یہ جھگڑا قضا سے آج

یارب بچائیو دل پُر آرزو مرا
بن ٹھن کے وہ نکلتے ہین دولت سرا سے آج

کس بے گنہ کا خون بہانے چلا ہے تو
پیدا جو شوخیان ہین ترے نقش پا سے آج

ٹکرا کے سر کو پھوڑا ہے دیوار کعبہ سے
فریاد کر رہے ہین بتو نکی خدا سے آج

نازان عبث ہے دل مرا وعدے پہ یار کے
پھر ٹال دیگا دے کے وہ کچھ دم دلاسے آج

۸۶

کچھ اپنے سر کا ہوش ہے تمکو نہ پانون کا
انجمؔ بگاڑ ہوگیا کس دلربا سے آج

۶

بدلی ہوئی سی آتی ہے انکی نظر آج
کل سے زیادہ ہے یان درد جگر آج

جی مین ہے دل تھام کر کیجیے آہین
ہو نگے فلک آسمان زیر و زبر آج

پہونچی شب ہجر مین جان پہ نوبت
مر گئے تقدیر سے مرغ سحر آج

اوج پہ ہے آج تو اپنا ستارہ
بام پہ بیٹھا ہے وہ رشک قمر آج

تیری فرقت مین ہون کب سے تڑپتا
تجکو ہوئی بیخبر مری خبر آج

پہلے اُسے آسمان دے چکے تم دل
سوچنے بیٹھے ہو کیا نفع و ضرر آج

۸۷

ردیف جیم فارسی

۵

طوفان سر پہ روز اُٹھاتے ہین جھوٹ سچ
جا جا کے لوگ اُنسے لگاتے ہین جھوٹ سچ

نوبت یہان تو جان پہ آئی فراق مین
وہ گھر مین بیٹھے باتین بناتے ہین جھوٹ سچ

معلوم ہوگیا کہ انھین مین نہین عزیز
قسمین جو میرے سر کی وہ کھاتے ہین جھوٹ سچ

سوز فراق کی تو شکایت نہین ہمین
دل مین ہمارے آگ لگاتے ہین جھوٹ سچ

شاعر ہے کون عشق کہان وصل و ہجر کیا
انجمؔ یہ ساری آپکی باتین ہین جھوٹ سچ

انجم اگر نہین در دلدار تک پہونچ
ہوجائے کاش روزن دیوار تک پہونچ

جاتا ہے کوئی کعبے کو اور کوئی سوے دیر
مجھ رند کی ہے خانۂ خمار تک پہونچ

نالے کی نارسائی نے عاجز کیا ہمین
ہوجاتی ورنہ آپکی سرکار تک پہونچ

یہ کیا ہے میٹھا باتین بناتا ہے دور سے
عیسےٰ اگر بنا ہے تو بیمار تک پہونچ

لیجائیگی بہا کے کبھی سیل چشم تر
انجم کبھی تو ہوگی دریار تک پہونچ

پیچ کی باتین یار کرتا ہے
مطلع
کسطرح دل مرا نکھاسے پیچ

۸۹ ردیف حاے مہملہ ۱۷

داغ ہین دل مین گلستان کی طرح
خار حسرت ہین بیابان کی طرح

ذبح کرتے ہین وہ کس نخرے کے ساتھ
ظلم بھی کرتے ہین احسان کی طرح

دفعۃً سامان بربادی ہوا
آگیا دل کسپہ طوفان کی طرح

ہے تمنا دل کو تیغ ناز کی
درد کی حسرت ہے درمانکی طرح

دم مرا نکلا ترے وعدے کے ساتھ
تیری شرمائی ہوئی ہان کی طرح

سادہ پن نے تیرے کی آفت بپا
کیا قیامت ڈھائیگی بانکی طرح

مین بیان کرتا ہون اپنا درد دل
چپکے سنتے ہین وہ نادانکی طرح

خاک مجنون ناقۂ لیلےٰ کے ساتھ
آگے آگے ہے حدی خوان کی طرح

باتون باتون مین مری اُلفت کا حال
اُنسے کہدے کوئی بہتان کیطرح

ہے گلے مین اُنکے خالی ڈھولنا
پر اُٹھا لیتے ہین قرآن کی طرح

دیکھ کر سرو شمشاد قد یار کو
جل گیا سرو چراغان کی طرح

قتل کی سیر سے بہار کیا دین
لوگ اُنکو عید قربان کی طرح

مٹ گئے سب ولولے سب حوصلے
وصل کی باتون کے ارمانکی طرح

چارہ سازی کیا کریگا چارہ گر
چاک ہے سینہ بھی دامانکی طرح

آرزو تیرِ نگاہ یار کی
رہ گئی سینے مین پیکانکی طرح

حشر مین ہمنے خیال یار کو
ساتھ رکھا دین و ایمانکی طرح

عشق مین بدنام و رسوا ہوگئے
آسمان تم آہ سوزان کی طرح

بپا ہے خلق مین اندھیر میرے گھر کی طرح
دکھاوے جلوہ خدارا کبھی قمر کی طرح

لے اب خفا نہو آکے گلے لپٹ جاؤ
تمام دن بھی گذارو گے رات بھر کیطرح

جو تو نہ پوچھے تو پھر کون لے خبر اپنی
قضا بھی پھر گئی ہم سے تری نظر کیطرح

یہ کس نگاہ نے بجلی گرائی بجلی پر
تڑپ رہی ہے یہ کم بخت کیون جگر کیطرح

اگر مین قتل نہوتا تو وصل ہی ہوتا
ارادہ باندھا تو ہوتا کبھی کمر کی طرح

نہ بھیجا ہمنے کبوتر تو کیا ہوا ضد سے
وہ باتین کترینگے قاصد کی بال و پر کیطرح

تو ہی بتا کہ ہے کعبہ مین کیا دھرا زاہد
جو سجدہ گاہِ خلائق ہے اُسکے گھر کی طرح

یہ آج کسنے خبر اُسکے آنے کی کہدی | نکل گیا مرا دم نالۂ سحر کی طرح

بھلا مین دیکھون تو کیونکر ہٹاتا ہے رضوان | وہان بھی جاکے دھونی دونگا اُسکے گھر کیطرح

پھرا جو کرتا ہے انجم یہ گنبد گردان | بھرا ہے اسمین بھی سودا تمھارے سر کیطرح

ردیف خاے معجمہ

۹۱ — ۵

وصل کی کوئی بتاتا نہین کاہن تاریخ | حشر ٹھہرا کہ نہین جسکا کوئی دن تاریخ

گویا مرنا مرا بے اصل تھا اُنکے آگے | سنگ تربت جو مرا چھوڑ دیا بن تاریخ

سال دو سال کا کیا ذکر مسیحا زمان | عمر کاٹی ترے بیمار نے گن گن تاریخ

سنگِ در جن کا رہا سجدہ گہ اہل سخن | نہوئی سنگ لحد کے لیئے ممکن تاریخ

امتحان لینا جو انجم کا تھا منظور نظر | کیون نہ ٹھہرا دی کوئی او بت کم سن تاریخ

ہر ایک بات پہ یہ گفتگو تمھاری تلخ | فرد | یہ جان لو کہ ہوئی زندگی ہماری تلخ

ردیف دال مہملہ

۹۲ — ۷

پہونچ گئی جو مری تا بہ آسمان فریاد | فرشتے چیخ اُٹھے کہکے الامان فریاد

سکھا گئی جو تجھے بلبل یہ ہین فغان فریاد | لگین گی کرنے قفس کی بھی تیلیان فریاد

چلا ہون چھوڑنے جب سے گو جوش وحشت مین
لگا ہے کرنے ترا سنگ آستان فریاد

بتا تو کسنے ستایا ہے اِسکو اے گلچین
جو کرتی پھرتی ہے بلبل جہان تہان فریاد

لبونپہ رہ گئی ہے بنکے مُہر خاموشی
کبھی جو آئی ہے فرقت مین تا زبان فریاد

برا ہے گُل کے لیے تیرا رونا اے بلبل
خدا کرے نہ سُنے تیری باغبان فریاد

۹۳ — ۵

نہ پوچھو کیسی گذرتی ہے ہجر مین انجم
کبھی ہے نالہ وزاری کبھی فغان فریاد

دل بھولتا نہین تری زلف رسا کی یاد
دیوانہ کہنے کو ہے پہ ہے کس بلا کی یاد

پھرنے لگی ہے نظرونمین گردش زمانے کی
آئی ہے جب تری نگہِ فتنہ زا کی یاد

آنا ہنساتا ہے ترا جانا رُلاتا ہے
وہ ابتدا کی یاد ہے یہ انتہا کی یاد

دل ہوگیا ہے کیسا ہمارا جفا پسند
جب سے ہوئی ہے ایک ستم آشنا کی یاد

۹۴ — ۶

عقبے کو چھوڑ بیٹھے ہو دنیا کیواسطے
عشق بتان مین بھولے ہو انجم خدا کی یاد

چو آن قاتل برای امتحان شد
ز ہر نقشِ قدم محشر عیان شد

دلِ وحشی مجھ سرگرم فغان شد
تہ و بالا زمین و آسمان شد

اجل با ابروے وہم رکاب ست
بلا با گیسوی او ہم عنان شد

دلم از آرزو ہا گشت خالی
جرس نالان باند و کاروان شد

کنی رنگین لبِ معجز بیان را
بس مدّت خیالِ کشتگان شد

چنان فریاد کردم در تلاشت — که هر ناله محیط آسمان شد

شدم ممنون تائید الٰهی — که آن نا مهربان با هم مهربان شد

چو از پهلوی من آن یار برخاست — دلم آناً فآناً نیم جان شد

۹۵ — چو در هجر تو نالان گشت انجم
ز هر اشکے دو صد دریا روان شد — ۵

گر شب وصل دلا ناله گلوگیر شود — مهر خاموشی لب حامل تقریر شود

خط محبوب تقاضای تمنا گشته — اے خوشا وقت که صرف دم تحریر شود

خط شوقیهٔ خود را چو به بالش بندم — از قلق نغمه سرا بلبل تصویر شود

پیچ و تاب دل بیتاب چو آید به رقم — قلم از جوش جنون زلف گره گیر شود

۹۶ — انجم شیفته این درجه فغان لازم نیست
باز آ باز که آن یار نه دل گیر شود — ۹

ردیف دال ہندی

گر انھین ہے اپنی صورت پر گھمنڈ — ہمکو ہے اپنی محبت پر گھمنڈ

میرے اُنکے پھر بھلا کیونکر بنے — ختم ہے دونون کی خصلت پر گھمنڈ

کیا نہین دیکھی بلندی آہ کی — کیون فلک کرتا ہے رفعت پر گھمنڈ

کام قارون کے نہ آیا مال و زر — منعمو بیجا ہے دولت پر گھمنڈ

بادشاہ ہفت کشور ہے تو کیا | گر نہ دو دون کی حکومت پر گھمنڈ
دیکھکر آئینہ تجکو ننگ ہے | مجکو بھی ہے اپنی حیرت پر گھمنڈ
ہمکو اپنی صبح محشر پر ہے ناز | ہمکو اپنی شام فرقت پر گھمنڈ
چھپ چھپا کر دیکھ بھی لینگے تمھین | ہمکو بھی ہے اپنی جرأت پر گھمنڈ

۹۷ — ۵

کچھ نہین کر سکتا انجم آپکا
آسمان کو ہے جو حسرت پر گھمنڈ

آپ ہم سے جو کیا کرتے ہین بیکار گھمنڈ | چاہنے والے سے لازم نہین اے یار گھمنڈ
وعدۂ وصل پہ بولی کہا سب انشاء اللہ | تیری ہر بات مین ہے او بت عیار گھمنڈ
آج مین تمکو کسی طرح نہ جانے دون گا | تم کیا کرتے ہو ہمسے یونہین ہر بار گھمنڈ
میرے دروازے سے کترا کے چلا جاتا ہے | تجکو سکھلاتی ہے ظالم تری رفتار گھمنڈ

جس سے مطلب ہمین ہو وہ نہ سیدھا ہمسے
آسمان کرنے دو کرتے ہین جو اغیار گھمنڈ

سیکھے تیری کہین وہ ستم ایجاد نہ اینڈ | باغ مین دیکھکے تو سرو کو شمشاد نہ اینڈ

۹۸ ردیف ذال معجمہ ۵

ہاتھ لگ جائے الٰہی کوئی ایسا تعویذ | میرے سینے پہ رہے یار کے سر کا تعویذ
تھک گئے ہم تو فسون ساز بیان کرتے کرتے | اسپہ چلتا نہین مطلق کوئی گنڈا تعویذ

کشتۂ عشق و محبت ہون لحد پر میری
ہوا عامل بھی تری سنگ دلی کا قائل

بدلے تاریخ کے لکھدو کوئی حب کا تعویذ
لکھ کے پتھر کے تلے اُسنے دبایا تعویذ

۹۹

کیون نہ تاثیر ہو تعویذ کی اُلٹی انجم
باندھا بازو پہ ہے اُس شوخ نے اُلٹا تعویذ

۸

ردیف راے

شبیہ خنجر قاتل بنا کر
رکھی سینے مین ہمنے دل بنا کر

جنون دلکو نہ میرے بیٹھنے دے
اُٹھا دے سست لا یعقل بنا کر

نگاہ بد کا اندیشہ ہے مجکو
وہ بیٹھے ہین جبین پر تل بنا کر

جو قابو تجھپہ ہوتا میرا ایجان
تجھے پہلو مین رکھتا دل بنا کر

ڈرایا پرسش محشر سے ناحق
پشیمان ہون تجھے قاتل بنا کر

اُٹھایا حشر مین بھی مجکو اُسنے
سوال دید کا سائل بنا کر

اُڑا لیچل ہواے شوق مجکو
غبار رہرو منزل بنا کر

۱۰۰

نکالا آرزوے دل کو انجم
تمناے دل بسمل بنا کر

۸

لطف تو کرتا ہے مجھپر تو صنم اتنا تو کر
حال کھلجائے زمانے مین محبت کا مری

سیر ہو جائے مرا دل بھی ستم اتنا تو کر
قاتلا تجکو مرے سر کی قسم اتنا تو کر

خط کو پڑھتے ہی مرے آنکھوں مین بھر لائے اشک
اے قلم حالِ دل اس بت کو رقم اتنا تو کر

۱۰۱
اے جنون جوشِ محبت کا تقاضا یہ نہین
سر مرا زانو پہ رکھلے وہ صنم اتنا تو کر

دل جو دکھتے تو نکل جائین نہ آہین کیونکر
بیوفا عہدِ وفا تجھسے نباہین کیونکر

مرتے دم ہی سرِ بالین مرے آجا ظالم
دیکھ تو پڑتی ہین حسرت کی نگاہین کیونکر

یک بیک آگئی آفت یہ خدایا کیسی
خود بخود لڑگئین اُس بت سے نگاہین کیونکر

جان ہی تن مین نہین یون نہ تو کیا دیوین ہم
دل ہی سینے مین نہین رکھتے کراہین کیونکر

دل گیا جان گئی آنکھ ہوئی بند اپنی
آہ مسدود ہوئین ملنے کی راہین کیونکر

کچھ یہان بن نہین پڑتی تو ہی بتلا للّٰہ
چاہین کسطرح تجھے اور نہ چاہین کیونکر

یہ فریبی تری چتون یہ سُہانی صورت
تو ہی بتلادے کہ ہم تجھکو نہ چاہین کیونکر

چار ہوتے ہی نگاہون کے قیامت آئی
حشر ہونیکی نکل آئین یہ راہین کیونکر

۱۰۲
چاہنے والونکی کچھ قدر نہین ہے انجم
تم جنھین چاہو بھلا وہ تمھین چاہین کیونکر

تم ہی بتلاؤ کوئی دلکو سنبھالے کیونکر
جو نہ روئے تو پھر ارمان نکالے کیونکر

نہ تسلی نہ تشفی نہ دلاسا نہ وفا
عمر کو کاٹین ترے چاہنے والے کیونکر

یان تو افشائے محبت نہین کرنا منظور
توڑ کر سینہ نکل جاتے ہین نالے کیونکر

کچھ نہ کچھ چاہیے ہے مجکو بھی امداد ضرور
بے ترے بارِ وفا کوئی اُٹھالے کیونکر

نہ تو کی آہ نہ تڑپے تری فرقت مین ہم
زخم دل ہوگئے کیا جانیے آلے کیونکر

گرمیِ جوشِ محبت تو نہ تھی اے قاتل
پڑ گئے پھر تری تلوار مین چھالے کیونکر

(۱۰۳) جو نہ پابندِ وفا تھا تو بتا اے انجم (۵)
بند ہو گئے خونِ جگر سے ترے چھالے کیونکر

ہوئی وصلت مین لڑائی کیونکر
بگڑی کس طرح بنائی کیونکر

ان بتون کا نہین بندہ کوئی
پھر یہ کرتے ہین خدائی کیونکر

ایک بوسے پہ یہ حجت صاحب
اور ہوتی ہے رکھائی کیونکر

مجکو نظرون سے گرا کر مارا
لاش پھر تو نے اٹھائی کیونکر

(۱۰۴) تو تو مرتا ہی نتھا اُس بت پر (۸)
موت انجم تجھے آئی کیونکر

آسمان چاہ جتائی کیونکر
اُنکو مطلب کی سنائی کیونکر

ہاتھ ٹوٹین جو چھوا بھی ہو ہاتھ
دُکھ گئی اُنکی کلائی کیونکر

پردۂ دل مین نہان تھا وہ یار
دیا آنکھون کو دکھائی کیونکر

عقل حیران ہے کہ اُس خالق نے
میری تقدیر بنائی کیونکر

تیغ کھینچے ہوئے آیا قاتل
دلکی اُمید بر آئی کیونکر

دل تو نکلا نہ کسی تیر کے ساتھ
حسرت دل نکل آئی کیونکر

اُنکے دلکی نہین کھل سکتی گرہ
ہو مری عقدہ کشائی کیونکر

دل نہین صاف تو پھر اے انجم
ہو ترے اُنکے صفائی کیونکر

غش آگیا ہے یار کی تنویر دیکھکر — کہدو کہ راستہ چلین رہگیر دیکھکر

دو حصے اور ہوگئی وحشت مری سوا — گردن مین طوق پانون مین زنجیر دیکھکر

وہ شمع رو جلاتا ہے مجھکو تو اسکو کیا — پروانہ کیون جلا مری توقیر دیکھکر

اے جذب عشق ایسا تو نقشہ مرا بنا — ہنس ہنس پڑے وہ شوخ بھی تصویر دیکھکر

پھر نہ میری آہ کا الٹا اثر پڑے — گرنا اگر تو اے فلک پیر دیکھکر

آنکھون کی راہ نکلا ہے دم انتظار مین — کرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکھکر

کی میری آرزو پہ نکیرین نے فغان — خاک لحد سے مجھکو بغلگیر دیکھکر

حسرت بھری نگہ جو نظر آگئی کہین — آنسو ٹپک پڑے مری تصویر دیکھکر

١٠٦
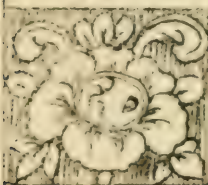
انجم ہماری آہ نے اتنا کیا اثر
رونے لگے وہ خود ہمین دلگیر دیکھکر

کرین بدنام کیون ناحق ستم کا حال کہہ کہہ کر — اسے ظالم بنایا آپ ہمنے ظلم سہہ سہہ کر

جنون عشق اے انجم لگا ہے اپنے قد مو سے — مثال آبلہ پڑتا ہے اپنے پانون رہ رہ کر

مجھے وہ گالیان دیکر کرے کیونکر نہ دل خالی — بھرے ہین کان انکے کچھ نہ کچھ لوگون نے کہہ کہہ کر

کسی دن او ستمگر تو نہ بیٹھا آکے پہلو مین — بلا کا درد اٹھتا ہے ہمارے دل مین رہ رہ کر

شکایت آسمان سے تجھکو ہے بیکار اے انجم
ڈبوئی آبرو تیری ترے اشکون نے بہہ بہہ کر

غزل در صنعت ذوبحرین کہ ہر مصرعش دو وزن میدارد

فاعلاتن فعلاتن فعلن	وزن دیگر	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل
کوئی نالہ پس دیوار تو کر		کبھی انجم اُسے ہشیار تو کر
نہ دے بوسہ مگر اقرار تو کر		دل بیتاب کو تسکین تو ہو
ہمیں رسوا سر بازار تو کر		کہیں معشوق تو مشہور تو ہو
ذرا آنے کا تو انکار تو کر		تجھے معلوم تو ہو حال میرا

انھیں انجم کبھی تو دیکھ تو لے
کسی دن حال دل اظہار تو کر

مربع

الجھ پڑتے ہو ناحق ہے ہر بار	ذرا سی بات پر بیکار بیگار
دل برخاستہ را عذر بسیار	یہ ثابت ہو گیا ہے ہمکو اے یار

مطلع

قتل کر سر پر مرے احسان کر	او ستمگر بس خدا کو مان کر

مطلع

خالق مرے دیدے مجھے دل اور جگر اور	مرضی ہے تری میرے تڑپنے میں اگر اور

ردیف رائے ہندی

ہم اُسکو چھوڑ دینگے نہیں دے وہ ہمکو چھوڑ	دیتا ہے کوئی چاہنے والا بھی غمکو چھوڑ

مرتے ہین سیکڑون ترے عہد وفائی پر — ظالم خدا کو مان کے قول و قسم کو چھوڑ

ہے آپسا کوئی تو بتا دیجیے ہمین — جائین کہان ہم آپکے صاحب قدم کو چھوڑ

ہو جاتا سارا آپکا بیکار حشر نشر — دیتا جو میرا یار جفا و ستم کو چھوڑ

منظور ہے وہی ہمین جو کچھ خدا کرے — اب سوے کعبہ جاتے ہین بیت الصنم کو چھوڑ

لکھواتے نام آپ جو مجھ بیقرار کا — دیتے فرشتے ہاتھ سے لوح و قلم کو چھوڑ

پڑتے ہین دلپہ سیکڑون بل اور ہزار پیچ
انجم خیالِ کاکلِ پُرپیچ و خم کو چھوڑ

۱۰۹ — ردیف زاے معجمہ — ۵

مین تو آتا نہین خطا سے باز — آپ کیون آیئے جفا سے باز

یار پر کوئی بات بار نہو — رکھ زبان حرف مدعا سے باز

کام دیوانگی مرے آئی — رکھ لیا پرسش خدا سے باز

پردے ہی پردے مین تمام کیا — آیا صاحب کی مین حیا سے باز

۱۱۰ — ۱

دیکھ کہتے ہین رہ ارے انجم
اُلفتِ غفلت آشنا سے باز

پردہ دار در روے نورانی ہنوز — ماہِ کنعا نسبت زندانی ہنوز

چارہ گر چاک گریبان را مدوز — ہست در دل شوقِ عریانی ہنوز

ای دلم بردی بصد ناز و ادا — وای مغروری بنادانی ہنوز

دل بتو دادم که جانِ من شوی — وای هستی دشمن جانی هنوز

زیرِ دیوارِ صنم افتاده ام — هست بر من ظلِ سبحانی هنوز

غرق کردی کشتی دل سیل اشک — پس چرا این جوشش و طغیانی هنوز

نقش گشته صورتِ تو بر دلم — لیک حسن تست لاثانی هنوز

بارها شد امتحان عاشقی — وای نادانی که تو دانی هنوز

نقد جان در رونمائی داده ئه — ای دلم در فکر مهمانی هنوز

چاک کردی سینه و دل بارها — دست انجم در گریبانی هنوز

مطلع

ہم جو عاشق نہیں برائے ناز — کیا کوئی بار کش اٹھائے ناز

۱۱۱ — ردیف سین مہملہ — ۸

ہو نہ میری چشم تر سے شرمسار ابکے برس — پھر برس جا ابر تر دو ایک بار ابکے برس

تا بہ دامن کر گریبان تار تار ابکے برس — جوش پر ہے اے جنون فصل بہار ابکے برس

پھر سے سر سے اترے سارا بوجھ بھار ابکے برس — اپنے اوپر سے مجھے صدقے اتار ابکے برس

سال بھر جب ایڑیاں رگڑیں تو اتنے دن پھرے — اضطرار اگلے برس تھا انتظار ابکے برس

تو سے سمجھاتے ہیں تیرے اے جنون بیکل مجھے — خار صحرا کو نہ رکھ امیدوار ابکے برس

تیر سے چھلوں کے جو ہم نے کھائے ہیں گل جسم پر — پھیکے پھیکے ہو رہے ہیں لالہ زار ابکے برس

سنتے ہین پھر دلبری کا شوق ہے انکو ہوا
ہم بھی لے لین دل کسی سے مستعار ایک برس

۱۱۲ — ۹

کیا نہین باقی رہا انجم سا کوئی سرفروش
باندھے پھرتا ہے جو وہ قاتل کٹار ایک برس

بنگئی ہے درد درمان کی ہوس
بڑھ گئی ہے صبح ہجران کی ہوس

پھر بہار آئی بڑھے پھر ولولے
پھر ہوئی چاک گریبان کی ہوس

ق

پھر نکالا گھر سے وحشت نے ہمین
پھر ہوئی کوہ و بیابان کی ہوس

تیغ ابرو کا چلا ہے پہ نہ وار
تھی جو دلکو تیر مژگان کی ہوس

کیون نہ کھٹکے دلمین کانٹے کیطرح
گل کی بلبل کی گلستان کی ہوس

ہمنشینون کیون نہ روؤن ہجر مین
کچھ تو نکلے چشم گریان کی ہوس

حال جنت سنکے واعظ کیا کرین
ہے ہمین تو کوئے جانان کی ہوس

مرمٹا ہون تیرا جلوہ دیکھکر
گور پر بھی ہے چراغان کی ہوس

۱۱۳ — ۷

کھینچتی پھرتی ہے کانٹون پر ہمین
آسمان فصل بہاران کی ہوس

گر نہ ہوتا ہمین وفا کا پاس
دیکھ لیتے تری حیا کا پاس

دل نہ توڑو یہ ہے خدا کا گھر
کیا نہین اے بتو خدا کا پاس

کیجیے ذبح دم لبون پر ہے
آپ کیون کرتے ہین قضا کا پاس

کبھی بھولے سے پوچھ لے ظالم
چاہیئے کچھ تو آشنا کا پاس

نام رکھتے ہو قاضی الحاجات / تو کرو میری التجا کا پاس
پانون دھو دھو کے پیتے قاتل کے / گر نہوتا اُسے حنا کا پاس

۱۱۴
کیون نہین گھر مین آتے انجم کے
کیا نہین اپنے مبتلا کا پاس

ردیف شین معجمہ

نہین ہمکو انجم کسیکی تلاش / جو ہے بھی تو بس اُس پری کی تلاش
ترے واسطے ہم تو کھوئے گئے / ہماری نہ تو نے کبھی کی تلاش
سنا ہے وہ آتے ہین خنجر بکف / ہوئی ہے ہمین جان بری کی تلاش
انگوٹھی سلیمان کی درکار ہے / کہ ہے آدمی کو پری کی تلاش
جسے دوست سمجھے تھے دشمن ہے وہ / نہین اب ہمین دوستی کی تلاش
گھٹا اُٹھی ہے آج مستانہ خوب / کرو میکشو میکشی کی تلاش

۱۱۵
بگڑتا ہے ناحق تو زہرہ جبین
ہے انجم کو تیری خوشی کی تلاش

ہے دلمین اُنکے وصل کی تکرار کی خلش / ہمسے نکالتے ہین وہ بیکار کی خلش
کیونکر رقیب کھٹکے نہ اپنی نگاہ مین / بلبل کے دل سے پوچھے کوئی خار کی خلش
مرقد مین بھی نہ آئی ہمین نیند چین سے / مرنے پہ بھی رہی مژۂ یار کی خلش
آنے نہ پائے لاش پہ بھی وہ ہزار حیف / جاتی نہین کسیطرح اغیار کی خلش

۱۱۶
سینے سے دلکو پھینک دے انجم نکالکے / جھگڑا چکے مٹے کہین ہر بار کی خلش

انکو بغل مین دیکھکر جاتا نہو تو جاے ہوش | زلف سنگھا رہے ہین وہ یارب ابھی نہ آئے ہوش

سیر چمن کو گر کبھی آئے مرا وہ سرو قد | بلبل و گل کے باغبان جھنکین نہین اڑائے ہوش

ہوش نہ جب لے ہے بجا آئے وہ ہمکو دیکھنے | غش نے تو یہ دکھا دیا ورنہ یہ کچھ دکھائے ہوش

اپنا جنون منحصر فصل بہار پر نہین | یان تو خزان مین بھی کبھی ہمنے بجا نہ پاے ہوش

ایسا ہے بیحواس تو بھولگیا خود اپنا نام
یاد نے کسکی آسمان ایسے ترے اڑے ہوش

مطلع

اب اور نہین کچھ دل بیمار کی خواہش | باقی ہے فقط اک ترے دیدار کی خواہش

۱۱۷ ردیف صاد مہملہ ۹

بے گناہ ہے تیری پناہ کی تخصیص | کہ ہے تجھی پہ ہر اک دادخواہ کی تخصیص

جو آپ سمجھے ہین مجرم ہمین تو کچھ نہین ڈر | کہ کی ہے آپہی نے دو گواہ کی تخصیص

فراق یار مین سب بے روئے بن نہین پڑتی | اثر کیواسطے کر دی ہے آہ کی تخصیص

نہ دل چراتے ہمارا نہ تم خجل ہوتے | بے حجاب ہے نیچی نگاہ کی تخصیص

دکھا دے اور کوئی اپنا یار زہرہ جبین | جو آسمان نہین اس رشک ماہ کی تخصیص

پہونچ ہی جاتے کبھی پھر پھرا کے در پہ ترے | یہ تو نے کا ہیکو کی ایک راہ کی تخصیص

تمام خلق خدا تجھکو چاہنے لگتی | لگا نہ دیتا اگر تو نباہ کی تخصیص

وہ مجھسے کہتے ہین تم چاہتے نہین مجکو | مرے ڈبونیکو کرتے ہین چاہ کی تخصیص

۱۱۸ ۵

ہے تیری ذرہ نوازی کی یہ دلیل ادنا
کہ آسمان کے ہے ہمراہ جاہ کی تخصیص

بدلا نہ مجھ فقیر کی تقدیر کا خواص
تھا خاک پائے یار مین اکسیر کا خواص

جاتی ہے جان سیکڑونکی اک اشارہ مین
ابروے یار رکھتے ہین شمشیر کا خواص

دل پیچ و تاب مین جو رہا کرتا ہے مدام
سیکھا ہے کسکی زلف گرہ گیر کا خواص

تیری وفا کا دل مرا پابند ہوگیا
رکھتی ہے تیری زلف بھی زنجیر کا خواص

سینہ کو توڑ کر نہ کرے دلمین تیرے گھر
انجم نگاہ یار مین ہے تیر کا خواص

۱۱۹ ردیف ضاد معجمہ ۷

یان کفر سے غرض ہے نہ اسلام سے غرض
بس ہے اگر غرض تو ترے نام سے غرض

عیش و نشاط زیست ہے سب آپسے حصول
یان شیشے سے غرض ہے نہ ہے جام سے غرض

تم پاس ہو اگر تو برابر ہے رات دن
کچھ صبح سے غرض ہے نہین شام سے غرض

دل پھیر دیجیے نہ بگڑیے حضور آپ
یان بوسے سے غرض ہے نہ دشنام سے غرض

پڑ رہنے بھر کو دیجیے در پر ہمین جگہ
راحت سے کچھ غرض ہے نہ آرام سے غرض

آنکھین دلاتی ہین رونے کیواسطے
ناکامیون سے کام نہ ہے کام سے غرض

۱۲۰ ۵

انجم کا شعر کہنے سے بکنا مراد ہے
تحسین سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض

چلے آؤ اگر دم بھر کو تم تو یہ جاتا رہے فی الفور مرض
کہ نہیں ہے بجز ہجر غم ہجران مجھے کوئی اور مرض

نہیں کہتا میں تم سے کہ چارہ کرو مگر آکے کبھی نبض کبھی دیکھ تو لو
کہ سمجھتا نہیں ہے طبیب کوئی ہے تمہارے ہی قابل غور مرض

مرے عیسیٰ دم مرے بے پروا نہ علاج سے تیرا ہاتھ اٹھا
نہیں بچنے کا یہ مریض ترا کہ ہے بڑھتا چلا بے طور مرض

نہیں اسکا تعجب یارو اگر مرے دل میں رہے ہو رہ کر
کرے غفلت عیسیٰ دوران جب تو نہ بڑھے کیونکر دور مرض

تجھے انجم درد فراق بھلا کیوں چین سے بیٹھنے اٹھنے دے
وہ مسیح نہ جب کچھ رحم کرے کرے کیوں نہ جفا و جور مرض

ردیف طاے مہملہ

۱۲۱ — ۵

کبھی لکھتا ہوں میں انکو اگر خط
چلا جاتا ہے قاصد بھول کر خط

نہیں آزاد کر سکتے ہمیں وہ
لکیریں اپنے ماتھے کی ہیں سر خط

جو تم بے اعتنائی سے نہ لکھتے
نہ دیتا ہمکو قاصد پھینک کر خط

مری قسمت سے بھولا نام قاصد
نہ لکھتے تم تو ورنہ عمر بھر خط

خوشی سے اٹھ کے انجم پانوں چومو
کہ لایا یار کا ہے نامہ بر خط

۱۲۲ — ۵

سے ہمنے تو کی نہ تھی الم و غم سے احتیاط	پھر کیا سبب جو انکو ہوئی ہمسے احتیاط
دل پر بلا کے پیچ نہ پڑتے ہزارہا	کرتی جو آنکھ گیسوئے پرخم سے احتیاط
دشمن تو اک طرف ہیں فرقت میں ہے تری	یار و رفیق و مونس و ہمدم سے احتیاط
ہاتھ آگیا ہے جبسے ترے پانکا اُگال	زخم جگر کو ہو گئی مرہم سے احتیاط

انجم ڈبو نہ دے یہ کہیں آبرو تری
لازم ہے تجکو دیدۂ پرنم سے احتیاط

۱۲۳ ردیف ظائے معجمہ ۷

کچھ ہمارا نہیں کرتے کبھی اغیار لحاظ	پر تمہارا ہمیں آجاتا ہے ہر بار لحاظ
گفتگو کرتے ہیں بیباک جو ہمسے ہو کر	کیا کریں وہ کہ اُٹھا دیتی ہے تکرار لحاظ
حیف جی بھر کے اُسے دیکھ نہیں سکتے ہم	کرنے دیتا نہیں آنکھیں بھی ہیں چار لحاظ
ساتھ اشکوں کے بہائیگا کہانتک اسکو	کچھ لہو کا تو کرا و دیدۂ خونبار لحاظ
وصل پر روز کیا کرتا ہے ٹالے بالے	کب تلک کوئی کرے او بت عیار لحاظ
خواب ہی میں کہیں سینے سے لپٹ جا آکر	اپنے عاشق سے ہے پیارے تجھے بیکار لحاظ

وصل کا یار جو وعدہ نہیں کرتا انجم
ہونٹھ کھلنے نہیں دیتا پئے اقرار لحاظ

۱۲۴

نہیں ہمکو ساقی کسیکا لحاظ	اگر ہے تو کچھ بیخودی کا لحاظ
اُٹھاتے ہیں باتیں جو غیروں کی ہم	ہے صاحب سب آپ ہی کا لحاظ

اُٹھا دون ابھی بزم سے غیر کو
نہین دشمنی سے اُٹھاتے وہ ہاتھ

مگر ہے تری بر رخی کا لحاظ
کرون کب تلک دوستی کا لحاظ

۱۲۵

یون ہی رسم اُنسے جو انجم رہا
نکل جائیگا اُنکے جی کا لحاظ

۵

دم رخصت جو اُنسے کہکے مین اُٹھا خدا حافظ
لگے جنجھلا کے وہ کہنے بہت اچھا خدا حافظ

جو مین جاتا ہون اُٹھکر فی امان اللہ کہتا ہون
ترے مُنہ سے نہ او کافر کبھی نکلا خدا حافظ

کہا ہے کسنے تمسے چو سو چاٹو جا کے پتھر کو
تمھارے زاہدو اب دین و ایمان کا خدا حافظ

حفاظت مین وہ دیکھے غیر کی تجھکو قیامت ہے
کبھی جو بدگمانی سے نہو کہتا خدا حافظ

۱۲۶

سُنا ہے آج وہ بت خوب ہی بن ٹھن کے آتا ہے
ترے دلکا ارے او انجم شیدا خدا حافظ

۵

ایک دل ہی نہین اُلفت کے اثر سے محفوظ
اُسنے مفتون کیا جن چنکے خدائی بھر کو
اک نہ اک عیب لگا ہی دیا تونے اے دل

کان تک تیرے ہین مرنے کی خبر سے محفوظ
نہ رہا کوئی تری شوخ نظر سے محفوظ
وہ بشر کون ہے جو ہے تری شر سے محفوظ

کیون نہو نام خدا آپکا گورا پنڈا — کہ ہے دل داغ محبت کے اثر سے محفوظ

ہم بیان کس سے کرین دلکی خرابی انجم
آبرو تک نرہی دیدۂ تر سے محفوظ

۱۲۷ ردیف عین مہملہ ۷

گر جفا کی نہو وفا مانع — کوئی ظالم نہین ترا مانع
چارہ گر کے الٰہی ٹوٹین ہاتھ — ہو گئی درد کی دوا مانع
سامنے تیرے دم نہ نکلا ہاے — حسرتون کی ہوئی قضا مانع
کیون نہ الٹی نقاب چہرے سے — حشر کی کیون ہوئی حیا مانع
کیون نہ پھیری چھری رکا کیون ہاتھ — تیرا جلاد کون تھا مانع
چھوڑ کر پردہ ہٹ گیا وہ شوخ — نالہ دیدار کا ہوا مانع

۱۲۸ ۹

آسمان اُس قمر کے آنیکا
ہوا اظہار مدعا مانع

بیوفائی کے لیے گر نہین پیمان مانع — جو ستم چاہو کرو کون ہے ایجان مانع
ہوتے ہم دیکھکے پہلو مین انھین شادی مرگ — گر شب وصل نہوتا غم ہجران مانع
اپنے تلوون ہی کے نیچے انھین مل ڈالن کبھی — تیرے نظارے کے ہین دیدۂ گریان مانع
غیر ممکن تھا ترے ہجر مین جینا لیکن — ایکدم دینے کے ہین سیکڑون ارمان مانع
ہاے کیون چھوڑ دیا سینے مین تونے قاتل — حسرت دل کے نکلنے کا ہے پیکان مانع

کیون نہ کی چارہ گری اپنے مریض غم کی — کہیے تو کون تھا اے عیسیٰ دوران مانع
توڑ کر ہمتو قفس مجھکو رہا کر دیتے — خوف صیاد سے ہے اد بلبل نالان مانع
چھپ کے رانونکی اندھیر مین نکلتا ہے عبث — کون ہے ونکو ترا اے مہ تابان مانع

کیا ہی دل کھول کے نالے کرون زیر دیوار
آسمان ہو نہ اگر یار کا دربان مانع

۱۲۹ — ردیف غین معجمہ — ۴

زخم ہوتے جاتے ہین چھل چھل کے داغ — کسکو دکھلاؤن الٰہی دل کے داغ
دیکھتے ہی چاند سا مکھڑا اترا — پڑ گیا دل مین مہ کامل کے داغ
سامنے غیرون کے کیا کھولون بتان — کچھ کا کچھ دین نہ یہ سب مل کے داغ

داغ سوزی نے دکھایا ہاتھ کا
آسمان تو بھی دکھا دے دل کے داغ

۱۳۰ — ۵

کسکی بلا کو ہے غرض سیر چمن کو جائے باغ
قطعہ
اپنے جگر کے سامنے آنکھون مین کیا سمائے باغ

چھلے کے تیر سے ہمنے گل کھائے جو ہین ہزار ہا
سینہ ہمارا آپ سے ہے سرو روان بجائے باغ

دیکھنے کے گلون سے کہ ہین لالے پڑے ہوئے ہمین
جائے خزان بہار آئے جلد خدا دکھائے باغ

تا لوں ہے آنکے باغبان کیون نہ اُڑین گلونکے ہوش
بھر گئی ہے دماغ مین بلبلون کے ہواے باغ

کس مین ہین ایسی قدرتین صدقے مین تیرے باغبان
باغ کو تو بناے دشت دشت کو تو بناے باغ

خون سے ہمارے قاتلا جوہرون کا چمن کھلا
تیغ کی دھار پر ترے زخمی نے ہین لگاے باغ

دلکو تمھارے آسمان سے لے گیا کون غنچہ لب
سینے پہ ہاتھ رکھکے کیون کہتے ہو تم کہ ہاے باغ

۱۳۱ ردیف فا ۷

لیچلی وحشت بیابان کیطرف
ہاتھ دوڑا جیب و دامان کیطرف

اے مسیحا آنکھ اُٹھا کر دیکھ لے
اک نظر بیمار ہجران کیطرف

دل نہین لیتے تو یہ بتلائیے
میل ہے ایجان کیا جان کیطرف

دیکھ لو میرے دل پر داغ کو
کیون چلے صاحب گلستان کیطرف

جذب مقناطیس ہے الفت مین بھی
دل کھنچا جاتا ہے پیکان کیطرف

رات گذری تارے ہی گنتے ہمین
پڑ گئی تھی آنکھ افشان کیطرف

۱۳۲ ۷

آسمان آنسو تو تھمتے ہی نہین
دیکھون کیونکر روے جانان کیطرف

نہ تھا دل ہمارا کبھی غمسے واقف
مگر اب ہوا آپکے دم سے واقف

یہ بتلاؤ ہمکو بھی پہچانتے ہو
ہمین کیا جو ہو سارے عالم سے واقف

عبث آتی ہے روز گھر گھر کے بجلی
نہین کیا مرے دیدۂ نم سے واقف

انھین حال دل کسطرح لکھ کے بھیجین
نہ ہم اُنسے واقف نہ وہ ہمسے واقف

۱۲۳ — ۵

دکھایا اثر آہ نے اپنی انجم
کہ ہوتے چلے ہین وہ اب ہمسے واقف

کیا ہمنے نہ اپنی جان کا خوف
رہا لیکن تمھاری آن کا خوف

کیا کرتا ہے تو پامال دل کو
نہین کافر تجھے ایمان کا خوف

گلی مین تیری آسکتے نہین ہم
کہ ہے ظالم ترے دربان کا خوف

نہ گھٹتا ایک بوسے مین ترا کچھ
تجھے ناحق ہوا نقصان کا خوف

کبھی دل کھول کر رو لیتے انجم
نہ ہوتا گر ہمین طوفان کا خوف

۱۲۴ ردیف قاف ۱۱

ترے ناز تو ہین اُٹھانے کے لایق
مگر دل نہین تاب لانے کے لایق

نہ کہنے دیا جوش گریہ نے اُنسے
جو کچھ حال دل تھا سنانے کے لایق

اسی دل نے آفت مین ڈالا ہے مجھکو
یہی ہے تمھارے نشانے کے لایق

رہا تیری فرقت مین اب دل ہمارا
نہ آنیکے لایق نہ جانے کے لایق

ترے ہجر مین دل نہ بیٹھے تو کیا ہو
کہ سر ہی نہین اب اُٹھانے کے لایق

ہمارا ابھی کچھ امتحان آپ کرتے
سمجھتے اگر آزمانے کے لایق

دیا ایک بوسہ نہ تمنے مرجان
نہ سمجھے ہمین منھ لگانے کے لایق

عوض سنگ کے نصب کر میری آنکھین
کہ ہین یہ ترے آستانے کے لایق

چہ میگوئیان کیون نہ ہمسے کرین وہ
ہوے ابتو باتین بنانیکے لایق

جو بوسہ نہ ہوتا تو یہ دل نہ ہوتا
لگا ہون مین اُنکے ستانیکے لایق

۱۳۵
حسین تو بہت ہین زمانے مین انجم
مگر ہم نہین دل لگانے کے لایق
۱۰

او دل آزار مرے دلکو دکھایا ناحق
تجکو جانا ہی اگر تھا تو پھر آیا ناحق

ساتھ غیرونکو مری قبر پر لایا ناحق
میرے مُردے پہ ستم تونے یہ ڈھایا ناحق

تمنے نظرون سے گرا کر جو مجھے مارا تھا
دھوم سے میرے جنازیکو اُٹھایا ناحق

سارے عالم کی اگر آپکو کرنا تھی سیر
گھر مرے دلمین مریجان بنایا ناحق

ہمسے ملنے مین اگر خوف تھا رسوائی کا
اسقدر رسم مریجان بڑھایا ناحق

کیا خبر تھی کہ وہ اُٹھتے ہی چلے جاینگے
نیند سے ہمنے انھین ہاے جگایا ناحق

تھا مٹانا ہی اگر نام و نشان کا میرے
میرے اللہ مجھے تونے بنایا ناحق

چاہنے والا اگر تھا کوئی کافر تو نہ تھا
جیتے جی تونے مجھے یار جلایا ناحق

لوگ ہنستے ہوے رو دیتے ہین یا تو نہ مری
اپنی محفل مین مجھے تمنے بلایا ناحق

۱۳۶
آسمان ظلم اُٹھائیگی اگر تاب تجھی
ایسے بیرحم سے دل تمنے لگایا ناحق
۸

نالۂ دل کو وہ سنکر نکل آیا ناحق
اُسکے آرام مین انجم خلل آیا ناحق

قتل کرنیکو مرے سیدھی نگہ کافی ہے
تیرے ابرو پہ ستمگار بل آیا ناحق

لوگ کہتے ہین وہ آتے ہین ترے دیکھنے کو
نیل اسوقت مین آنکھون سے ڈھل آیا ناحق

سخت جانی مری اِسکو بھی کریگی ناقص
اپنی تلوار کو قاتل بدل آیا ناحق

تھا جو مشتاق تو آنکھون سے تجھے آنا تھا
کوے جانان مین لا سر کے بل آیا ناحق

مین تو مرتا ہون اداؤن پہ تری او قاتل
کان تک پھر مرے نام اجل آیا ناحق

تھا مرے خون سے ہاتھ اُسکو جو رنگین کرنا
منھدی پھر جا کے وہ جلاد مل آیا ناحق

۱۳۷

تیری فریاد کی تاثیر کا قائل جو نہ تھا
گھر سے انجم وہ تڑپکر نکل آیا ناحق

۷

تیری جانب ترا تیرِ نظر آیا ناحق
توڑ کر سینہ مرے دلمین در آیا ناحق

باتین اغیار کی سن سنکے لگے رونے ہم
کان تو بھر چکے تھے دل بھی بھر آیا ناحق

تھا کھنچا رہنا ہی منظور اگر مجھسے تجھے
عرش سے دلمین مرے پھر اُتر آیا ناحق

خود بخود ٹوٹ گئے ٹانکے مرے زخمونکے
دیکھنے کو مرے وہ بدنظر آیا ناحق

ہجر دلدار مین ہے جینے سے مرنا بہتر
چارہ سازی کے لیئے چارہ گر آیا ناحق

جان تھوڑی سی ہے باقی ابھی مرتے نہین
تو خبر لینے کو او بیخبر آیا ناحق

۱۳۸

چاند کی رات مین آنا تھا اُسے گھر میرے
آسمان دن کو وہ رشک قمر آیا ناحق

۶

ترے وحشی کے دم تک تھی تری سرکار کی رونق
کہان باقی ہے وہ اب کوچہ و بازار کی رونق

اُڑی ہین شہر تین ہر سو مجھے چو رنگ کرنے سے
نکیون دونی ہوا سے قاتل تری تلوار کی رونق

بچائے رکھ جہانتک ہو سکے گلچین کی نظرون سے
گلون کے دم سے ہے او باغبان گلزار کی رونق

مرے اشکون نے کی ہے میری پلکون کی وہ آرایش
جو دیکھی قطرۂ شبنم سے نوک خار کی رونق

تمھارے عکس رخ سے کیون نہو سینہ مرا روشن
کہ ہوتی چاندنی سے ہے در و دیوار کی رونق

ہماری حسرت دل نے ہمین بھی خاک کر ڈالا
جو انجم دیکھی سرمہ سے نگاہ یار کی رونق

۱۳۹ ردیف کاف ۷

مری کیون زبان کو کاٹا کہ نکر سکون بیان تک
ارے او ستم کے بانی یہ ترے ستم کہان تک

مری بیخودی نے مجکو کیا محو دید ایسا
کہ پئے ادائے مطلب نہ ہلا سکا زبان تک

ہمین کسطرح یقین ہو کہ ملے گا یار ہمسے
کہ اثر کا خاتمہ ہے فقط اپنی ہی فغان تک

کبھی ہمنے بت کو پوجا کبھی چوما سنگ اسود
نہ ہوئی مگر رسائی ترے سنگ آستان تک

کھویا دن سپنے خونکا کردن کیا دکھا کے دعوٰی
کہ مٹا یا چارہ گرنے مرے زخم کا نشان تک

تجھے اپنا زور بازو بھلا کسطرح ہو ثابت
کہ نہ آیا پوچھنے کو ئی تیرے نیمجان تک

(۱۴۰) تجھے دل کے جلنے کا کیون ہوا آسمان تعجب
جو یہی ہے سوز فرقت تو پھکینگی ہڈیان تک (۷)

مٹھا کرینگے مجھسے ہٹکے حضور کب تک
معتوب ہی ہونگا مین حضور کب تک

بیتاب ہونے دلکی تاب و توان کھویا
تڑپا کریگا ناحق یہ ناصبور کب تک

ہم آج چھوڑتے ہین اُس تیکو پہ یہ بتلا
زاہد ملینگے ہمکو حور و قصور کب تک

اس انتظار کی حد معلوم کبھی تو ہو کچھ
بخشیگا تیرا جلوہ آنکھونکو نور کب تک

حسن و دروزہ پر تو نازان عبث ہے اتنا
آخر غرور تیرا اور پر غرور کب تک

تاکے رہینگے جاری آنکھونسے اپنی آنسو
رحمت سے تیری ہوگا یہ رنج دور کب تک

(۱۴۱) جیتا تو دیکھ لیتا انجم وہ شان و شوکت
آخر تمہارا صاحب ہوگا ظہور کب تک (۵)

نہ کیا تونے کبھی وعدہ ملاقات کا ٹھیک
نہیں اے عہد شکن تیری کسی بات کا ٹھیک

کام رکھتے ہین ترے ہجر مین ہم رونے سے
نہ یہان درد کی تخصیص نہ دن رات کا ٹھیک

کب سزا دیکے اٹھائینگی بلیگی ہمکو
نہ کیا آپنے اظہار مکافات کا ٹھیک

جگر و دل ہی کے جھگڑے مین پڑا رہتا ہون
ملے کچھ ہوتا نہیں آپکی سوغات کا ٹھیک

۱۴۲ — ک

وسوسے سیکڑون آئے جو نہ آیا وہ یار
آسمان کچھ نہ رہا اپنے خیالات کا ٹھیک

کل تلک جبن ناتوان کا تھا گذر گلزار تک
آج جا سکتا نہیں وہ سایۂ دیوار تک

ضعف سے مجھ ناتوان کے پانون اٹھ سکتے نہیں
تو ہی لیچل جوش وحشت کوچۂ دلدار تک

مرگئے ہم سر پٹک کر تیرے دروازے پہ حیف
تونے دکھلایا نہ ہمکو آخری دیدار تک

چپ ہی رہتا ہے سوال وصل پر وہ ہوشیار
ملے اقرار اک طرف کرتا نہیں انکار تک

دامن و جیب و گریبان پھاڑتا تو اک طرف
توڑ ڈالے ہین جنون نے آنسوؤن کے تار تک

زخم خندان دیکھکر میرے دل رنجور کے
کھل کھلا کر ہنس پڑا وہ قاتل خونخوار تک

۱۴۳ — ۵

بھیڑ ہوگی عاشقون کی جبکہ نکلیگا وہ ماہ
بند ہو جاینگے انجم کوچہ و بازار تک

روز تو کرتا ہے ایجاد نیا ایک سے ایک
بڑھتے جاتے ہین ترے جور و جفا ایک سے ایک

وائے محرومی طالع جو لیا نام وصال
ہوگیا ہونٹھ تلک اپنا جدا ایک سے ایک

کس لقب سے مین تجھے یاد کرون بتلا تو
نام اعلی ہے ترا نام خدا ایک سے ایک

دل کو تھاموں ارے ظالم کہ جگر کو روکون
کہ یہان تو ہین تڑپنے مین ع ۱ ایک سے ایک

۱۴۴

کسطرح ہوش رہین اپنے بجا اے انجم
اُسکے ہین ناز و ادا ہوش ربا ایک سے ایک

۱۱

مجھسے رہیگا جدا یار مرا کب تلک
سینے مین تڑپیگا دل بار خدا کب تلک

پاس سے اُٹھ کر مرے جاتے تو ہین آپ آج
یہ تو بتا دیجیے آئیے گا کب تلک

مین بھی نہ بولونگا اب تمسے خدا کی قسم
دیکھون تو رہتے ہو تم مجھسے خفا کب تلک

اے صنم سیمبر بہر خدا غور کر
عاشق ناشاد پر جور و جفا کب تلک

آیا نہ وہ یار ادھر اور نہ بلایا مجھے
ہاتھ بھی دُکھنے لگے مانگون دعا کب تلک

ایکدن اُکتا کے اب جان ہی دیدونگا مین
صدمۂ فرقت سہون روز بھلا کب تلک

دیکھ ہی لونگا تمھین ایک نہ ایک دن ضرور
دیکھون تو کرتے ہو تم شرم و حیا کب تلک

کوئی ستارہ شناس آئے تو پوچھون مین
مجھسے ملیگا مرا ماہ لقا کب تلک

ایک دن آنا انھین ہوگا میرے گھر ضرور
دیکھون تو کرتے ہین وہ عذر حنا کب تلک

میرے مسیحا سے یہ جاکے کوئی پوچھ آئے
ہجر کے بیمار کو ہوگی شفا کب تلک

انجم ناشاد کی حاجتین جو کچھ کہ ہین
اے مرے مشکلکشا ہون گی روا کب تلک

ہمین اور عشق سے تو روکے زاہد
یہی چرچا ہے ہر سو لامکان تک

دیکھا کرینگے تمکو ہم گھور گھور کب تک
بھاگا کروگے ہمسے تم دور دور کب تک

ردیف کاف فارسی

١٤٥ — ٩

میری جانب سے اُسے جا جا کے سمجھاتے ہین لوگ
وہ نہین سننے کا قصد بیکار رولوستے ہین لوگ

شعلہ خو میرا سنے مجھ دل جلے کا حال کیون
آگ مین آگ اور بھی ناحق لگاتے ہین لوگ

میرے مرنے پر اُنھین کیون یہ شک ہے پوچھو کوئی
کیون سر بالین مرے بیکار چلاتے ہین لوگ

کوئی کہتا ہے تجھے جلاد کوئی سنگدل
تیری جانب سے مجھے آآ کے دھمکاتے ہین لوگ

مین تو جیتا ہون نہ مرتا ہون سکتا ہون بڑا
جھوٹ سچ قسمین تمھارے سامنے کھاتے ہین لوگ

دوستی کے پردہ مین کرتے ہین مجھسے دشمنی
تمکو پھر اگلی جفائین یاد دلواتے ہین لوگ

تیری محفل مین مرا آنا جو اُنکو بار ہے
چھیڑ کر تجھکو مجھے باتین ہی سنواتے ہین لوگ

تم سے اور وعدہ وفا ہو یہ ہمین باور نہین
قسمین دیکر تمکو ناحق جھوٹھ بلواتے ہین لوگ

١٤٦ — ٨

بار آیا آسمان انکی ہوا خواہی سے مین
آگ دل کی اور بھی آآ کے بھڑکاتے ہین لوگ

میرے آنے سے تمھارے پاس گھبراتے ہین لوگ
بیٹھتا ہون مین اگر دم بھر تو اُٹھ جاتے ہین لوگ

گر کبھی بھولے سے بھی آجاتا ہے میرا خیال
جھوٹ سچ باتین بنا کے اُنکو بہلاتے ہین لوگ

پانون مین مہندی وہان ملتا ہے جب وہ حیلہ جو
خون کے آنسو ہمین آآ کے رُلواتے ہین لوگ

یون تو اُسکے سامنے سب اپنی اپنی کہتے ہین

جب ہمارا ذکر آتا ہے تو اُکتاتے ہین لوگ
ایسے اُلجھیرونین سلجھے دل کی گتھی کسطرح
دیکھکر مجکو اُنھین باتون مین اُلجھاتے ہین لوگ
تم نہ مانو گر تو کیون عاشق کو پھر روکے کوئی
کھینچتے ہو ہاتھ تم تو پاؤن پھیلاتے ہین لوگ
کیا اُنھون نے کچھ بگاڑا ہے مرا تبلاؤ تو
سامنے آتے ہوے کیون میرے شرماتے ہین لوگ

کر دیا مشہور ظالم اُسکو ناحق آسمان
وہ تو خود ایسا نہین پر اُسکو سکھلاتے ہین لوگ

ردیف لام

مرغوب ہے جو صحبت اغیار آجکل
جو بن پہ ہے حضور کا دربار آجکل
ناحق خفا ہے مجھسے مرا یار آجکل
ہے اپنی زندگی مجھے دشوار آجکل
پہلو مین اپنے ہے جو وہ دلدار آجکل
پھولون نہین سماتا دل زار آجکل
ہے سرد حسن و عشق کا بازار آجکل
کوئی نہین ہے دل کا خریدار آجکل
اے شوخ تیری بات کا ہے اعتبار کیا
ہے وعدۂ وصال مین ہر بار آجکل
وہ قہقہے وہ صحبتین وہ دل لگی کہان
اب بیٹھے روتے ہین پس دیوار آجکل
ٹھوکر لگا کے یار جگاتا نہین مجھے
سوتے ہین میرے طالع بیدار آجکل

آتا نہ تیرے کوچہ مین ایجان جان کبھی
پر دل نے کر دیا ہے مجھے ناچار آجکل

روتے ہین یاد مین در دندان یار کی
ہے چشم تر ہماری گہر بار آجکل

جب دیکھتے ہین مجھکو تو ازراہ طعن
کہتے ہین کیا ہوا ہے تجھے آزار آجکل

مجھ سخت جان کے قتل سے کیون ہاتھ اٹھا لیا
کیون باندھتے نہین ہین وہ تلوار آجکل

بوسہ جو لے لیا ہے تری چشم مست کا
دشمن ہوے ہین ابروے خمدار آجکل

سینا عبث ہے چاک گریبان کا دوستو
ممکن نہین رہے جو کوئی تار آجکل

۱۴۸ — ۵

یار و رفیق اپنا بجز نالہ و فغان
انجم ہوا نہ کوئی بھی زنہار آجکل

تری جدائی کی اے مسیحا نہین ہے اب دل کو تاب بالکل
شکیب و صبر و قرار نے تو دیا ہے ہمکو جواب بالکل

اٹھا کے بیٹھو تم اپنے رخ سے اگر مری جان نقاب بالکل
ابھی تو ہو کر خجل چھپیگا یہ ماہ زیر سحاب بالکل

جو تیری الفت یونہین رہیگی نہ چین ہوگا مزار مین بھی
نہ آنے دیگا خیال تیرا ہماری آنکھون مین خواب بالکل

یہ آتش عشق شعلہ رویان جلائیگی آگے دیکھین کیا کیا
دل و جگر تو ابھی سے یارو ہوئے ہین جلکر کباب بالکل

اگرچہ فرقت کی بات ہوتی تو پھرتے آوارہ کسلیے تم

۱۴۹ — ۵

یہ بیقراری نے دلکی انجم کیا ہے تمکو خراب بالکل

ہمتو ہین اپنی خطا کے قائل — وہ نہین جور و جفا کے قائل

اُسکی قدرت مین نہین اُنکو کلام — بت بھی ہین میرے خدا کے قائل

دلکو کس ناز سے نے لیا ہے — ہم تو ہین تیری ادا کے قائل

ہمتو قادر یہ ہین کہتے ہین انہین — کیون وہ کرتے ہین دُعا کے قائل

۱۵۰ — ۹

وہ بھی بھرنے لگے انجم آہین

جو نہ تھے آہ رسا کے قائل

الٰہی کوئی ہوا کا جھونکا دکھادے چہرہ اُڑا کے آنچل

کہ جھانکتا بھی ہے وہ ستمگر تو کھڑکی مین لگا کے آنچل

ضرور ڈھائیگا کوئی آفت ضرور فتنہ بپا کرے گا

یہ تیرا اٹکھیلیون سے چلنا جھکا کے گردن اُٹھا کے آنچل

جو تمکو منظور ہے پھر آنا تمھین کہو پھر یہ کیسا جانا

جتا کے غصہ سُنا کے باتین چڑھا کے تیوری چھڑا کے آنچل

سُنی جو پانون کی میرے آہٹ تو کیا ہی بن ٹھن کے سو رہے وہ

جو مین نے تلوونمین گدگدایا اُلٹ دیا مسکرا کے آنچل

زمانہ فرقت کا جائے یارب وہ وقت وہ دن بھی آئے یارب

ادا کرونمین ترا دوگانہ کھڑے رہین وہ بچھا کے آنچل

ضرور ہین کچھ نہ کچھ کشیدہ کہ رہتے ہین وہ دور ہم سے
جو پاس بھی آکے بیٹھتے ہین تو زیر زانو دبا کے آنچل

تمھین سہے صاحب لحاظ کسکا یہ کوسنا پھپکے پھپکے کیسا
دعا کرون مین رگڑ کے ماتھا کہو تم آمین اٹھا کے آنچل

ترا یہ بوٹا سا قد قیامت یہ چال متوالی آفت آفت
یہ پیاری صورت ستم دوپٹہ غضب کی رنگت بلا کے آنچل

سمجھ لے یہ دل بین آسمان تو وہ لوٹ ہین تیرے لوٹنے پہ
جو اوڑھ کر لٹ پٹا دوپٹہ لٹاتے ہین ادا کے آنچل

[illegible] اٹھا کے آنچل

۱۵۱ ردیف میم

دیکھکر اُس یار کی تنویر ہم
خود سراپا بنگئے تصویر ہم

کچھ گلہ تجھ سے نہین اے جانجان
کر رہے ہین شکوۂ تقدیر ہم

ڈر ہے آزردہ نہو وہ تندخو
حال دل کیونکر کرین تحریر ہم

مانی و بہزاد خود حیران ہین
کس سے کھنچوائین تری تصویر ہم

یاد جب آتے ہین عارض یار کے
چوستے ہین کھول کے تفسیر ہم

جور اُس بتکے سہینگے کب تلک
تیرے ہاتھون آہ بے تاثیر ہم

مثل نقش پا پڑے ہین خاکپر
تیرے کوچے مین بت بے پیر ہم

آہ و زاری بیقراری شوق و ذوق
کر چکے سب یار کو تحریر ہم

ظلم جو چاہو بیسان کرلو تم
اے ہوس لا کے خاک پاے یار
کسطرح اُس دشمن جان سے ہو وصل
مرتے اسواسطے اے جانجان
جس طرف دیکھو ہماری آہ ہے

ہونگے روز حشر دامنگیر ہم
کیا بنا سکتے نہین اکسیر ہم
کیا کرین اے دوست تو تدبیر ہم
خاک بنکر ہونگے دامنگیر ہم
بنگئے ہین ابر عالمگیر ہم

۱۵۲
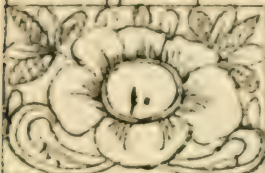
شوق نظارہ جو ہے اُنکی کا
جاتے ہین انجم مثال تیر ہم

۱۰

دل تڑپ کر رہگیا تجھ بن صنم
دل تو میرا لے لیا دے کے دم
دے دیا بے عذر دل اُس شوخ کو
کیا خطا مجھسے ہوئی جو آپ نے
تنکے چنے مین گذر جاتا ہے دن
درد سر کا یہ بہانہ ہے عبث
اے دل بیتاب بنجا نامہ بر
وہ مسیحا تو نہ آئے گا کبھی
حسرت و حرمان کا لشکر ساتھ ہو
آسمان عاشق تمھارا ہے تو

پھر گیا ہونٹون تلک آ آ کے دم
اُس پہ کہتے ہو نہین دمباز ہم
سچ یہ ہے ہین لائق تعزیر ہم
کر دیا موقوف آنا ایک قلم
رات بھر تارے گنا کرتے ہین ہم
مین نہ مانونگا ترے سر کی قسم
یار کو ہم نامہ کرتے ہین رقم
رک رہا کیون آنکر آنکھون مین دم
لاش بھی اُٹھے تو باجاہ و حشم
اسقدر کرتے ہو کیون ظلم و ستم

ہر دم ہزاروں روز کے ظلم و ستم اور ایک ہم
یارب یہ سو بیدادگر دو لاکھ غم اور ایک ہم

۱۵۳ ۵

ساری خدائی ہو تری ہمکو کسی سے کیا غرض
میدان محشر میں بھی ہو اک وہ صنم اور ایک ہم

ہوش میں جب آسمان آتے ہیں ہم — اپنے آپے سے گذر جاتے ہیں ہم
وصل کی شب بات بھی کی تو یہ کی — رات آئی ہے بہت جاتے ہیں ہم
منہ کفن سے ڈھانپ لیں ہم کس لیے — اے اجل کیا تجھ سے شرماتے ہیں ہم
ہجر جاناں میں نہ آئی موت بھی — اس ندامت سے موئے جاتے ہیں ہم
خون دل پیتے ہیں ہجر یار میں — لخت دل اے دوستو کھاتے ہیں ہم

۱۵۴ ردیف نون ۶

جو صبح وصل وہ جانیکا نام لیتے ہیں — ہم اپنے ہاتھوں سے دل اپنا تھام لیتے ہیں
یہی تھا حسن کا شہرہ کہ خود سے بکے یوسف — وہ اک ادا پہ ہزاروں غلام لیتے ہیں
خدا بھی پوچھے گا اب تجھسے تو صاف کہدونگا — یہ مجھپہ چاہنے کا اتہام لیتے ہیں
صدا چمن سے یہ آتی ہے روز چٹ چٹ کی — بلائیں غنچے تری صبح و شام لیتے ہیں
بھلا جواب سخن کی امید کیا اُنسے — اشارے سے جو ہمارا سلام لیتے ہیں

۱۵۵ ۱۴

اثر ہوا مرے نالوں میں اسقدر انجم
کہ اُنکے دل کو وہ ہاتھوں سے تھام لیتے ہیں

نہ پھندا ہے نہ کوئی پیچ گیسوے مسلسل مین
الٰہی آگیا پھر یہ دل کم بخت کس بل مین

سنا ہے سیر گلشن کو وہ مست ناز آتا ہے
بھلا دین آج ہم بھی دو جہان کو ایک بوتل مین

ہمارا ذکر سنکر پیستا ہے دانت اک عالم
لگا کر آپسے دل پڑ گئی ہے جان کل کل مین

ہوے ہم خاک جلکر دل مگر اتبک سلگتا ہے
دبا رکھا ہے اس چھوٹی سی چنگاری کو بھوبل مین

یہ کسکے سامنے دُہرا لیا آنچل ارے ظالم
یہ کسکی آنکھ کے دورے پڑے ہین تیری ہیکل مین

نہین اچھا یہ صاحب روز کا عذر فراموشی
گرہ پھر وصل کا وعدہ گرہ دو پہلے آنچل مین

اُٹھا کر دونون ہاتھون کو وہ بت انگڑائی لیتا ہے
نہ دیکھا ہوئے جسنے دیکھا وہ چاند کندل مین

الٰہی سخت حیران ہون لگی دلکی بجھے کیونکر
نہ کوئی قطرہ آنکھون مین نہ کوئی بوند بادل مین

پرستش کو عبث تو اُسکی زاہد منع کرتا ہے
خدائی کے کرشمے ہین بھرے جس شوخ چنچل مین

ارے جادو نگہ کافر نہ ہون گر غیرت ہاروت
ملا دون اپنی آنکھون کی سیاہی تیرے کاجل مین

خرام ناز پر تیرے ستمگر کون مرتا ہے
گلے کا کسکے گھنگرو بولتا ہے تیری پایل مین

یہ او صیاد کسکو حسرت پرواز نے مارا
یہ کسکی خاک اڑتی ہے بگولہ بنکے جنگل مین

١٥٦　　١٣

ابھی سے دلکو لے انجم چکھا دی دردکی لذت
یہ کیسا قہر ڈھایا گھن لگا یا اٹھتی کونپل مین

یون تو خدا کے فضل سے کہنے کو کیا نہین
پر تو نہین تو جینے کا اپنے مزا نہین

جز یار اسمین غیر کے رہنے کی جا نہین
اے آرزو دون دل ہے یہ مہمان سرا نہین

ہم سے تمہارے چاہنے والے ہزار ہا
تم سا مگر ہمارے لیے دوسرا نہین

آجاؤ تم تو درد جدائی ہے کیا بلا
وہ کونسا مرض ہے کہ جسکی دوا نہین

کس دلربا کی دل کو خدایا تلاش تھی
کھویا گیا ہے ایسا کہ ملتا پتا نہین

جینے کی اپنے ہمکو توقع ہو کسطرح
مرتے ہین جسپہ ہم وہ ہمین پوچھتا نہین

دُنیا تماشہ گاہ دو روزہ ہے آسمان
آنیکو آئے ہین پہ ٹھہرنے کی جا نہین

سب سمجھے ہو جھے مین نے ہے دل آپکو دیا
میری ہی یہ خطا ہے قصور آپ کا نہین

مین لاکھ چاہتا ہون نہ آؤن تمھارے پاس
پر کیا کرون کہ دل ہی مرا مانتا نہین

دیکھا کبھی نہ نخل تمنا کو بارور
یہ وہ شجر ہے جو کبھی پھولا پھلا نہین

طوفان نوح اُٹھا بھی اور اُٹھکے رہگیا
لیکن ہماری آنکھ سے آنسو تھما نہین

پامال کررہے ہو مری حسرتون کو کیون
دل خانۂ خدا ہے کوئی کربلا نہین

ستار کیون نہ ڈھانپے گا تیرے گناہ کو
کیا آسمان تو پیر و آل عبا نہین

۱۵۷ — ۷

ادھر تو زندگی سے اپنی ہم اُکتا ئے جاتے ہین
اُدھر وہ سخت جانی دیکھکر گھبرائے جاتے ہین

عیان کیواسطے حاجت بیان کی کچھ نہین صاحب
یہان چہرے ہی سے آثار اُلفت پائے جاتے ہین

ارے جلاد عالم ہم تو تجھپر آپ مرتے ہین
ہمارے قتل پہ بیڑے عبث اُٹھوائے جاتے ہین

زہے قسمت زہے شان نزول رحمت باری
یہان آنسو وہان تیر ستم برسائے جاتے ہین

سرشک دیدہ تو پہلے یہ دفتر دھو چکا یارب
ہمارے نامۂ اعمال کیون ڈھونڈے جاتے ہین

پئے تسکین گوارا کی کشاکش یان تو نالون کی
یہ ظالم آگ مین آگ اور بھی بھڑکائے جاتے ہین

یہ کیسا حشر ہو ہمپر ستم کیون ڈھائے جاتے ہین	توقع پر اسی دن کی بتون کے ناز اٹھاتے ہین

فراق یار مین ہم رنج و غم بھی کھا نہین سکتے
کہ رنج و غم تو انجم ہمکو خود ہی کھائے جاتے ہین

۱۵۸ — ۹

وہ چال اٹھکھیلیون سے چلکر دل و جگر روندے ڈالتے ہین
ابھی جوانی کا ہے جو عالم نہ دیکھتے ہین نہ بھالتے ہین

چلا ہے پہلو سے یار اٹھکر غم جدائی کو ٹالتے ہین
کبھی تو ہم دل کو تھامتے ہین کبھی جگر کو سنبھالتے ہین

کبھی نہ جنکو لگایا تھا منھ گلے مین باہین وہ ڈالتے ہین
جو مانگتا ہون مین ایک بوسہ تو آپ آنکھین نکالتے ہین

اگر یہی ہے تلون انکا خدا ہی ہے وعدہ ہو جو پورا
کہا تھا کل آج وصل ہوگا وہ آج پھر کل پہ ٹالتے ہین

نہ قہر رفتار ناز ڈھائے لچک نہ وقت خرام آئے
خدا ہی نازک کمر بچائے کہ پائنچے وہ سنبھالتے ہین

نہ جان بلب کیون مریض غم ہو پئے عیادت نہ آئے دیکھو
مسیح کہتے ہین لوگ جنکو وہ جان کر مار ڈالتے ہین

کبھی یہ کہتے ہین درد سر ہے کبھی یہ کہتے ہین اب سحر ہے
ستم یہ مشتاق وصل پر ہے ہزارون حیلے نکالتے ہین

نکالون ارمان کیون نہ جی کے کہ مست ہون جام عشق پیکے
ہین صدقے اس اپنی بیخودی کے کہ دور کر وہ سنبھالتے ہین

۱۵۹ کسیکے انجم جو ہین سکھائے تو ہین بنا رنگ آج لائے
کہ چپکے بیٹھے ہین سر جھکائے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین ۱۵

سیر کو اپنے گئے گلزار مین
رہ گیا دل چھد کے نوک خار مین

بیخبر اب تو خبر لے آن کر
کچھ نہین باقی ترے بیمار مین

بعد مردن بھی رہین آنکھین کھلی
دم جو نکلا تھا خیال یار مین

یا الٰہی حسن کا ہوئے برا
بھر دیا جادو نگاہِ یار مین

گر قبول افتد زہے عز و شرف
پیش کش ہے دل تری سرکار مین

نام سے اُسکے غرض ہے زاہدا
فرق کیا ہے سبحہ و زنار مین

دل کا مین پاتا نہین نام و نشان
ڈھونڈ آیا کوچہ و بازار مین

رنگ لایا خون عاشق قاتلا
پڑ گئے جوہر تری تلوار مین

کام کیا مسجد سے ہے مجھ رند کو
پڑ رہون گا خانۂ خمار مین

دیکھیے یہ پیچ و تاب اچھا نہین
آ گیا بل ابروے خمدار مین

ڈھونڈتا ہے دل مرا سینے مین کیون
دیکھ لے پیکان مین سوفار مین

مر گیا جانباز تیرا اے مسیح
رہ گئی حسرت دل بیمار مین

دل نے کیا اچھی جگہ پائی مرے
بنگیا عشوہ نگاہِ یار مین

کس خطا کی آپ دیتے ہین سزا	کس لیے حاضر ہون مین دربار مین

۱۶۰ رات دن انجم یہ کیون رہتے ہین نم / کیا بھرا ہے دیدۂ خونبار مین **۸**

پھول سے جتنے ہین تمھارے ہار مین	سب گندھے ہین آنسوؤن کے تار مین
جسنے چاہا تجھکو سرگردان رہا	دشت مین کوئی کوئی کہسار مین
دل کے ٹکڑے او ستمگر باندھ لے	کوئی غنچے مین کوئی تلوار مین
ہر جگہ ہین چاہنے والے ترے	کوئی صحرا مین کوئی گلزار مین
ہے جگہ سر پھوڑنے لینے کو بہت	کیا دھرا ہے آپ کی دیوار مین
تو اگر دم بھر کو آجائے مسیح	جان آجائے ترے بیمار مین
جو بنے ای چرخ وہ ہم پر بنے	پر نہ فرق آئے تری رفتار مین

۱۶۱ آنکھوں ہی آنکھوں مین اے انجم کٹی / رات ساری انتظار یار مین **۷**

دل ہمارا آنسوؤن کو جذب کر سکتا نہین	سچ یہ ہے غربال مین پانی ٹھہر سکتا نہین
حال دل تو پوچھتا ہے اور مین بیٹھا ہون چپ	تو ہی بتلا اور یہ کیا ہے اگر سکتا نہین
صدمۂ فرقت سے آیا دم لبون پر بارہا	اشتیاق وصل ایسا ہے کہ مر سکتا نہین
نیچی نظرین تیری ہین دل کے چرانے پر گواہ	لاکھ تو مکرے مگر ایجان مکر سکتا نہین
سینۂ دل اسقدر پھونکے ہین سوز عشق نے	عاشق جانباز ٹھنڈی سانس بھر سکتا نہین

ناتوانی کا یہ عالم ہے تڑپنا تو کجا | دامن قاتل بھی میرے خون سے بھر سکتا نہین

۱۶۲ — ۹

سر کے بل چلتا جو ہے انجم تمھاری راہ مین
باعث ترک ادب ہے پانون دھر سکتا نہین

لگی ہے مسی پان کھائے ہوئے ہین | ستانے پہ بیڑا اُٹھائے ہوئے ہین
غضب ہے حسینون سے دل کا لگانا | یہ آفت کے پتلے بنائے ہوئے ہین
مرے خط کو پھاڑا رقیبون کے آگے | کسی کی وہ پٹی پڑھائے ہوئے ہین
اُلجھنے سے بالون کے بگڑو نہ صاحب | تمھارے ہی یہ سر چڑھائے ہوئے ہین
کلیجہ ہتیلی پہ رکھ لون تو جاؤن | وہ ہاتھون مین مہندی لگائے ہوئے ہین
شب ہجر جب خواب دیکھا یہ دیکھا | کہ تجھکو گلے سے لگائے ہوئے ہین
تری تیغ کی آب جاتی رہی ہے | مرے زخم پانی چرائے ہوئے ہین
جدھر دیکھتا ہون اُنھین کا ہے جلوہ | وہ نظرون مین ایسے سمائے ہوئے ہین

۱۶۳ — ۱۰

اُتارینگے کس کس کو نظرون سے انجم
وہ کیون آج تیوری چڑھائے ہوئے ہین

خدایا وہ حرارت دے ہماری آہ سوزان مین | نہو پاسنگ بھی جسکا ترے مہر درخشان مین
پڑے دیکھے جو دھبے خون کے قاتل کے دامان مین | دم لب ل بھر آئے اشک میری چشم گریان مین
ہماری آہ نے ٹھنڈا کیا مہر درخشان کو | تمھارے حُسن نے دھبہ لگایا ماہ تابان مین
اگلی [illegible] سے تڑپ سینے مین جو تھی وہ نہین پاتا | اُلجھکر رہگیا دل کیا کسی کی زلف پیچان مین

ارے تو بہ یہ نسبت کسنے دی اسکی کلائی سے
لگا دی اور بھی اک شاخ ناحق شاخ مرجان مین

تمھارے باغ مین آکر مرا دل رنگ لایا ہے
ابھی دیکھو نیا گل آج پھولا ہے گلستان مین

اگر اشک خجالت مغفرت کا یہ بڑی حیلہ تھا
تو یارب بھر دیا ہوتا سمندر چشم گریان مین

نہ پوچھو کس طرح اپنی بسر اوقات ہوتی ہے
جو شب کاٹی تو حسرت مین جو دن کاٹا تو حرمان مین

الٰہی کیا ہوا کیون ہے یہ مثل آئنہ ششدر
یہ صورت کسکی پھرتی ہے ہماری چشم حیران مین

۱۶۴

اگر انصاف سے پوچھو تو اے انجم دونون حق پر ہین
یہ سب ہے بیکار کا جھگڑا پڑا گبر و مسلمان مین

۲۱

جوش پر اپنی مستیان آئین
یاد کسکی یہ شوخیان آئین

باتون باتون مین لے لیا دلکو
تمھین کیونکر یہ پھرتیان آئین

کہین انکو نہ یاد آیا ہون
آج کیون مجھکو ہچکیان آئین

دونون عالم ہوے تہ و بالا
انکو کیون خوش خرامیان آئین

رک رہا دم جو آکے آنکھون مین
یاد کس بت کی انکھڑیان آئین

بال کھولے نہا رہے تھے وہ
کیا ہی گھر گھر کے بدلیان آئین

تم جو سوئے تو تلوے سہلانے
میری آنکھون کی پتلیان آئین

پھر لگاتے ہو مہندی ہاتھون مین
یاد پھر رنگ رلیان آئین

جوش وحشت کے دن پھر آ پہونچے
مژدہ اے دل کہ بیڑیان آئین

پڑ گیا ہاتھ جب گریبان پر
ہاتھ دو چار دھجیان آئین

نخلِ اُمید بارور نہوا — پھول آئے نہ پتیان آئین
مین نے فرقت مین آہین کین دو چار — لوگ سمجھے کہ آندھیان آئین
کل سے دلکو جو کل نہین پڑتی — یاد کسکی کلائیان آئین
مین نے لکھے یہانسے مطلبِ دل — واںسے لکھ لکھ کے گالیان آئین
رُخ پہ بوسون کے بنگئے ہین نشان — غازہ ملیے کہ جھائیان آئین
حسبِ وعدہ جو کل نہ آئے تُم — دلمین لاکھون بُرائیان آئین
آیا گلشن مین جب وہ سروِ سہی — گرد پھرنے کو قُمریان آئین
اپنے جینے سے ہوگئی نفرت — یاد کسکی رُکھائیان آئین
جی نہ لگتا تھا حسرتون کے بغیر — خوش ہوا دل سہیلیان آئین
دل تڑپنے لگا جو سینے مین — یاد کس بُت کی شوخیان آئین

۱۶۵ — اشکِ حسرت نکل پڑے اے انجم — اُٹھو اُٹھو کہ بوندیان آئین — ۷

کسنے دکھلا دیا خرام ہمین — آگیا موت کا پیام ہمین
گردشِ چشمِ یار دیکھ جو لی — ایک جا پر نہین قیام ہمین
یاد مین تیری ہین زخود رفتہ — خود نہین یاد اپنا نام ہمین
آبِ شمشیر سے بجھا دے پیاس — رکھ نہ اے یار تشنہ کام ہمین
رات کٹتی ہے یار کے در پر — دن گذرتا ہے زیرِ بام ہمین

آپ ہی سے فقط شکایت ہے
غیر سے ہے کچھ نہین کلام ہمین

۱۶۶

پھر کرینگے خدا خدا انجم
اتبو ہے درد اُسکا نام ہمین

۱۲

سوال کیا کرون تجھ سے گناہگار ہون مین
نگاہ چار ہو کیونکر کہ شرمسار ہون مین

روا نہ رکھ کہ جہان مین ذلیل و خوار ہون مین
جو ہون سو ہون پہ ترے در کا خاکسار ہون مین

پڑا ہوا ہون بتون کی گلی مین دل تھامے
صبا سنبھل کے ذرا چل نحیف و زار ہون مین

کسی سے مطلب دل میرا حل نہین ہوتا
سوال مسئلۂ جبر و اختیار ہون مین

جفا و ظلم کا اُس سے گلا کرون کیونکر
ستم شعار ہے وہ اور وفا شعار ہون مین

تمھین بتاؤ کرے صبر کب تلک کوئی
نہ ہر کسی سے ہنسو تم نہ اشکبار ہون مین

ہی کو کہتے ہین یا رب نصیب کی یاری
کہ یار وہ بھی نہوا اور بے دیار ہون مین

فا کا لطف سلے گر ہزار جانین ہون
نثار تجھپہ مری جان ہزار بار ہون مین

بان ہو بند زبانسے اگر سوال کرون
قلم ہون ہاتھ اگر مدعا نگار ہون مین

ہی جذب محبت مین دے اثر اتنا
کلیجہ تھام لے وہ بھی جو بیقرار ہون مین

زار اپنی کہون اُسکی ایک بھی نہ سنون
خدا وہ دن کرے اُس سے کہین دو چار ہون مین

۱۶۷

یہ مست بادۂ حب علی ہون اے انجم
کبھی بہک نہ سکے جو وہ بادہ خوار ہون مین

۱۷

وہ رات کی تکرار ہوئی یا کہ نہین
عفو تقصیر گنہگار ہوئی یا کہ نہین

پارۂ دل بھی ہین اور لخت جگر بھی حاضر
کہیے کچھ رونق دربار ہوئی یا کہ نہین

منھ پہ منھ رکھ کے شب وصل وہ فرماتے ہین
اب تو تسکین دل زار ہوئی یا کہ نہین

آپ لپٹے ہوے سوتے ہین گلے سے میرے
کشمش طالع بیدار ہوئی یا کہ نہین

جسکا اقرار قسم کھا کے کیا تھا تم نے
پھر اُسی بات پہ تکرار ہوئی یا کہ نہین

صُور پھونکا جو سرافیل نے تو پھونکنے دو
اُسکی پازیب کی جھنکار ہوئی یا کہ نہین

جو نہان دل مین تھا آخر وہی آیا لب پر
کیون زبان واقف اسرار ہوئی یا کہ نہین

دیدۂ تر نے تو اشکون کے بہائے دریا
آہ کچھ تو بھی شرربار ہوئی یا کہ نہین

مر گئے عاشق جانباز تو مرجانے دو
اُنکی کچھ گرمی بازار ہوئی یا کہ نہین

کوے جانان سے اُٹھاؤ نہ ابھی لاش مری
پوچھ لو قبر بھی تیار ہوئی یا کہ نہین

پھری میّت کے بھی دن پھر گئے مرتے مرتے
سایہ افگن تری دیوار ہوئی یا کہ نہین

بعد مردن بھی خلش ہے یہی دلمین باقی
سینہ بھی ہم سے نگہ یار ہوئی یا کہ نہین

مین نہ کہتا تھا نہ بھر عشق کا دم اے دل زار
سانس لینی تجھے دشوار ہوئی یا کہ نہین

نیم بسمل مجھے چھوڑا تو ہوا کیا حاصل
پھر چھری ذبح کو درکار ہوئی یا کہ نہین

مار ڈالا مجھے دم دے کے مسیحا تو نے
چارہ سازی تری بیکار ہوئی یا کہ نہین

منع کرتے تھے نہ جا سیر چمن کو بلبل
آج آخر کو گرفتار ہوئی یا کہ نہین

عقدے حل ہو گئے انجم ترے اک آمین سب
مدد حیدر کرار ہوئی یا کہ نہین

صاف ہم تمسے آج کہتے ہین
سب تمھین بدمزاج کہتے ہین

تیرے بیمار غم کو ہے وہ مرض
حکما لا علاج کہتے ہین

میری دھڑکن سے وہ بھی ہین بےچین
ہان اسے اختلاج کہتے ہین

کیا عناصر مین ہے تری قدرت
بس اسے امتزاج کہتے ہین

ہے شہادت کی آرزو قاتل
دل کی ہم احتیاج کہتے ہین

داغ سودا نے سرفراز کیا
ہم اسے اپنا تاج کہتے ہین

۱۶۹

خوب پیدا کیا ہے نام انجم
لوگ عاشق مزاج کہتے ہین

۵

حال دل بھی ابتو کچھ اظہار کر سکتا نہین
آہ تک منھ سے ترا بیمار کر سکتا نہین

یہ سبب آوارہ طبیعت اور وہ نازک مزاج
ہین دل وارفتہ نذر یار کر سکتا نہین

ہے گوارا آئین موسیٰ کی طرح سو بار غش
اور تو کچھ بھی ترا بیمار کر سکتا نہین

نالۂ پر درد میرے سُنکے وہ برہم نہون
اسلیے بستر پس دیوار کر سکتا نہین

۱۷۰

کُھل نجائے حال غیرون پر محبت کا کہین
اسلیے انجم وہ آنکھین چار کر سکتا نہین

۱۲

نامہ بر واقف نہین دولتسرا سے کیا کہین
حال درد دل زبانی ہم صبا سے کیا کہین

وعدہ آنے ہی کا گر لوٹا لینے کے واسطے
کچھ تو کہتے جاؤ اسے عیسیٰ قضا سے کیا کہین

کوئی تو ظالم اُسے کہتا ہے کوئی سنگدل
ہم تو واقف ہی نہین اُس بیوفا سے کیا کہین

جب مین کہتا ہون سوال وصل مین کچھ تو کہو
ہنس کے کہتا ہے وہ کس ناز و ادا سے کیا کہین

نامہ دیکر تو جو رخصت ہونا اُس سے نامہ بر
پوچھ لینا اُس گرفتار بلا سے کیا کہین

التجائے وصل کرتے کرتے برسون ہو گئے
بُت ہی جب سنتے نہین یارو خدا سے کیا کہین

جب مین کہتا ہون کہ نادم ہو کچھ اپنے ظلم پر
سر جھکا کر کہتے ہین شرم و حیا سے کیا کہین

کیون کرین ہم شکوہ بیرحمیِ قاتل عبث
موت نے مارا ہمین اُس کج ادا سے کیا کہین

جب نہین کہکر ہمین مارا نہ پوچھا اُس گھڑی
پوچھتے ہو دیکے اب تم دم دلاسے کیا کہین

حال دل کیونکر سناؤین جاکے اُس بیرحم کو
وہ نکلتا ہی نہین ودلتسرا سے کیا کہین

سیکڑون شکوے شکایت دلمین اپنے ہین بھرے
وہ تو سنتا ہی نہین اُس بیوفا سے کیا کہین

۱۶۱ — ۶

اپنی ہی خوش قسمتی کا ہمکو انجم ہے گلا
یار سے شکوہ ہو کیا آہِ رسا سے کیا کہین

خدا خدا کرکے آئے بھی وہ تو مُنھ لپیٹے پڑے ہوئے ہین
نہ کہتے ہین کچھ نہ سنتے ہین کچھ کسی سے جیسے لڑے ہوئے ہین

ہزار ہا منتین کرینگے لپٹ کے قدمون پہ سر دھرینگے
منانے دینگے نجانے دینگے عبث وہ بگڑے کھڑے ہوئے ہین

سوال کرتے ہین مجھ سے کیا کیا سپئے خدا میرے راہ بر آ
پڑا مین تکتا ہون تیرا رستہ نکیر و منکر کھڑے ہوئے ہین

رہی جو اُسنے تمھین کدورت تو بڑھ گئی وحشیونکی وحشت

اُڑائی اس درجہ خاک حسرت کمر کمر تک گڑے ہوئے ہین
ادھر تو جینے سے ہم ہین عاری اُدھر منگاتے ہو تم سواری
یہ کیسی ہین گرمیان تمھاری پھپھولے دل مین پڑے ہوئے ہین

۱۷۲ فریبی آنکھین رسیلی چیتون ادا اشارہ نگاہ رہزن
یہ اپنے دو تین ہین جو دشمن نظر مین انجم ترے ہوئے ہین ۱۷۲

جب سے پہلو مین وہ نگار نہین
کسی پہلو مجھے قرار نہین

ہان بھلا کس طرح وہ مُنھ سے کہین
اسکے سر پر تو ہے سوار نہین

ساقیا جام دے نہ تلچھٹ کا
کچھ مین کم ظرف بادہ خوار نہین

رات بھر کی یہ حسرتین ہین مری
اُنکی گردن مین باسی ہار نہین

نہ بلو چل کے ٹیڑھی ترچھی چال
دل مرا ہے یہ سبزہ زار نہین

ترک اُلفت مین کی بہت کوشش
کیا کرون دل پہ اختیار نہین

جیسا مشہور کرتے ہین اُسے لوگ
وہ تو ایسا جفا شعار نہین

اپنے کشتون مین دیکھ لے قاتل
کوئی مجھ سا تو دلفگار نہین

لاش کیون دھوم سے اُٹھاتے ہو
مین تو شرمندہ وقار نہین

جب کہا مین نے تم پہ مرتا ہون
ہنس کے بولے کہ اعتبار نہین

تو جو آئی تو اے اجل بتلا
کیا مقدر مین وصل یار نہین

تم ستم روز کرتے ہو ایجاد
پھر سبب کیا جو ناگوار نہین

مجھکو دم بھر بٹھالو پاس اےجان — اور مطلب کا خواستگار نہین

جرم اُلفت پہ قتل کرتے ہو — مین توایسا گناہگار نہین

جسکی جانب ہوا رہا تا زیست — دل مرا ہے مزاج یار نہین

مرتے دم وعدۂ وصال نکر — مجھکو منظور انتظار نہیں

۱۶۳

دل نہ دینا کسی کو اے انجم
کہ تمہین عشق سازوار نہین

۱۶

تم جو آتے سر مزار نہین — کیا تمہارا مین جان نثار نہین

حال درد جگر کہون کس سے — کوئی دلسوز و غمگسار نہین

مانگا بوسہ تو بولے جھنجھلا کر — کہہ چکے ہم ہزار بار نہین

گردش چشم سرگین سے سوا — گردش چرخ کجمدار نہین

نور سے ہے نقش پاے دلبر کا — شمع روشن سر مزار نہین

مین جو کہتا ہون جان دیدونگا — کہتے ہین جاے افتخار نہین

اسقدر وصل مین بڑھی تکرار — اک نہین سے ہوئی ہزار نہین

رہگیا رسم ظاہری اُنسے — چاہ اب وہ نہین وہ پیار نہین

واہ کیا کہنا تیرا دست جنون — کہ گریبان مین ایک تار نہین

خاک تک میری کرچکی برباد — کیون صبا اب تو کچھ غبار نہین

برق میرے لیے تڑپتی ہے — کوئی مجھ سا بھی بیقرار نہین

پھر بھی آئینگے کہ گئے ہین وہ — دلکو لیکن مرے قرار نہین

مین وہ کشتہ ہون جسکی تربت پر — پھول تو پھول کوئی خار نہین

آئین وہ قبر پر تو پوچھون مین — طبع نازک پہ اتنو بار نہین

دیکھا سیماب کو بھی برق کو بھی — دل کے مانند بیقرار نہین

(١٧٤) (٧)

دھوم ہے جسکے حسن کی انجم
کہین تیرا تو وہ نگار نہین

بزم مین اول تو مرضی پانون دھرنیکی نہین — اور گئے بھی تو اجازت بات کرنیکی نہین

کل کیا تھا وصل کا اقرار آج انکار ہے — اُس پہ کہتے ہو مجھے عادت مکرنیکی نہین

اب نہ روکینگے سے چلے جانا ذرا سی دیر ہے — آرہی ہے جان ہونٹون پر ٹھہرنیکی نہین

مستعد ہین ذبح کرنیکو وہ اپنے ہاتھ سے — کون ہے جسکو تمنا آج مرنیکی نہین

اُس مسیحا سے کرون کسطرح مین اظہار حال — مر رہا ہون مجھ مین طاقت بات کرنیکی نہین

سینہ و دل چھا گیا ہے حسرتون سے اسقدر — اے غم جانان جگہ اب تل بھی دھرنیکی نہین

(١٧٥) (١١)

آج بھی ارمان اے انجم دلکے دل ہی مین رہے
صبح تک اُس حیلہ جو کی نیند بھرنیکی نہین

آج مہندی لگائے بیٹھے ہین — خوب وہ رنگ لائے بیٹھے ہین

میرے آتے ہی ہو گئے برہم — کچھ کسی کے سکھائے بیٹھے ہین

تیغ کھینچی ہے قتل پر میرے — ہاتھ مجھ سے اُٹھائے بیٹھے ہین

مین شکایت جفا کی کرتا ہون
چھپکے وہ سر جھکائے بیٹھے ہین

دم چرائے ہوے پڑے ہین ہم
وہ جو بالین پہ آئے بیٹھے ہین

امتحان کو کہا تو بولے وہ
ہم تمھین آزمائے بیٹھے ہین

کس کو نظرون سے آج اُتارینگے
کیون وہ تیوری چڑھائے بیٹھے ہین

دیکھیے کب وہ شمع رُو آئے
شام سے لَو لگائے بیٹھے ہین

ٹالنا وصل کا جو ہے منظور
خود بخود مُنھ تھُوتھائے بیٹھے ہین

سادہ پن مین ہزار جوبن ہے
بال کھولے نہلائے بیٹھے ہین

۱۷۶

کون پہلو سے اُٹھ گیا انجم
آپ کیون دل دبائے بیٹھے ہین

۵

یہ نقشے اور یہ انداز دنیا سے نرالے ہین
تمھارے دست و پا اللہ نے سانچے مین ڈھالے ہین

نہین چھوڑی ہین زلفین تمنے رخسارونپہ ہمسایا
دل عاشق کے ڈسنے کو یہ کالے سانپ پالے ہین

بناگوش صنم کے حلقے دیتے ہین خبر ہمکو
قمر کے گرد ہالے ہین نہین کانون مین بالے ہین

بوقت امتحان اغیار ٹھہرینگے نہ مقتل مین
ہمین جانباز عاشق جان اپنی دینے والے ہین

۱۷۷

نہین اچھی یہ باتین اے قمر کہتے ہین ہم تمسے
طریقے آسمان سے کیون یہ کاوشکے نکالے ہین

۷

دم نہین دم مین فغان کیونکر کرون
حالِ دل اُنپر عیان کیونکر کرون

دل نہین پہلو مین تو ارمان کہان
جو گذرتی ہے بیان کیونکر کرون

دل کسی قابل نہین مجبور ہون
اسکو نذر امتحان کیونکر کرون

گر کہون تم سے نہ اپنا حال زار
تمکو صاحب مہربان کیونکر کرون

اس دلِ آوارہ کا کیا اعتبار
اسکو اپنا رازدان کیونکر کرون

پاس دارئ جنون منظور ہے
ہین گریبان دھجیان کیونکر کرون

۱۴۸ — ۲۷

آپ ہون اپنے کیے سے شرمسار
شکوہ تیرا آسمان کیونکر کرون

ہمنشین تیری صبا کرتے ہین
ق — لاخبر جا کے وہ کیا کرتے ہین

ہمکو گر پوچھین تو یہ کہہ دینا
رات دن آہ و بکا کرتے ہین

رات بھر لوٹتے ہین بستر پر
اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین

تنکے چنتے ہین وہ پھرون دنکو
تارے راتون کو گنا کرتے ہین

دھجیان کرتے ہین دامن کی کبھی
گہ گریبان کو سیا کرتے ہین

پھرون دیوانون کے مانند کبھی
آپ ہی آپ بکا کرتے ہین

رونے لگتے ہین کبھی آپ ہی آپ
خود بخود گاہ ہنسا کرتے ہین

ہو کے حیران کبھی آئنہ سان
منھ کو اِک اک کے تکا کرتے ہین

کبھی ویرانے مین جا بیٹھتے ہین
کبھی گلیون مین پھرا کرتے ہین

کبھی خاموش ہین مثلِ تصویر
کبھی نالے ہی کیا کرتے ہین

گر کوئی پوچھتا ہے کیسے ہو
کہتے ہین شکر خدا کرتے ہین

غزل

مختصر حال یہ ہے شام و سحر | آپکا نام جپا کرتے ہین
گر ہوئی اُردو سے فرصت کوئی دم | اس غزل کو وہ پڑھا کرتے ہین
ہمسے عاشق پہ جفا کرتے ہین | سچ ہے آپ برا کرتے ہین
ترک کرتے ہین محبت ہمسے | دیکھیے دیکھیے کیا کرتے ہین
آپنے خوب نکالی یہ چھیڑ | سیر سے اوڑنے پہنا کرتے ہین
زلف دکھلاکے مرے دل کو حضور | کیون گرفتار بلا کرتے ہین
مین جو کچھ حال بیان کرتا ہون | باتون مین ٹال دیا کرتے ہین
دل کے آئینہ مین ہم روز اپنا | آپ کو دیکھ لیا کرتے ہین
ق واہ کیا خوب ہے طرز گفتار | آپ تو سحر کیا کرتے ہین
مردے جی اُٹھتے ہین دو باتون مین | زندہ ور گور رہا کرتے ہین
ق اُنکی شوخی کا ہوا قائل مین | خوب وہ وعدہ وفا کرتے ہین
بوسے کا ہوتا ہے اقرار اگر | گالیان مجھکو دیا کرتے ہین
ق طرز اُلفت سے وہ آگاہ نہین | بات کرنے مین حیا کرتے ہین
نیچی نظرون سے مگر گاہ بگاہ | اک نظر دیکھ لیا کرتے ہین
ق دل مرا کہتا ہے مجھسے انجم | آپ کیون رنج سہا کرتے ہین

چھوڑیے اُس بُت ہرجائی کو
کیون عبث جان فدا کرتے ہین

عیش مین پڑ جائیگی دیکھا گلچین کی جان
بات صبا اگر کوئی پڑ گئی بلبل کے کان

مین نے تو شکوہ کبھی تیرا کیا بھی نہ تھا
پھر یہ مری فرستے دم بند ہوئی کیون زبان

یہان بھی گر دیوین ہم کوئی نہ پوچھے نہین
یہ گر زبان تم پر مرین یہ بھی خدا کی ہے شان

کہنے ہی کو تھے مسیح یا کوئی اچھا ہوا
واہ جی واہ دیکھ لی آپ کی اونچی دکان

مجھکو یقین ہو نہو ہم تو ہین عاشق ترے
ہان میان یا نہ ہان ہم ہین ترے میہمان

سر پہ تو اپنے یہان آن ہی پہونچی اجل
آپ ابھی تک مگر کرتے رہے امتحان

۱۸۰

اپنی جفاؤن پہ وہ ہونگے نہ نادم کبھی
چھوڑینگے اے آسمان اپنی نہ وہ آن بان

۱۳

جیسے عاشق ترا ہوا ہون مین
ایک آفت مین مبتلا ہون مین

اے اجل جلد آ خدا کے لیے
دیر سے منتظر ترا ہون مین

تو تو ہے بیوفا و بے پروا
تجھ سے کیونکر بھلا نبا ہون مین

دلربا دل فریب دل آرا
کہ تو کیونکر تجھے نہ چاہون مین

فرقت یار مین رہا زندہ
اس ندامت مین مر رہا ہون مین

ٹیس اوٹھتی ہے دل مین رہ رہ کر
کیون نہ آٹھون پہر کراہون مین

اے بتو اسقدر ستم نہ کرو
آخرش بندۂ خدا ہون مین

ہاتھ دھرتے ہین لوگ کانو نپر
گویا ناقوس کی صدا ہون مین

کہین دلکا پتہ نہین ملتا
خاک گلیون کی یہ چھانتا ہون مین

لو لگی ہے کسی کے آنیکی | صورت شمع جل رہا ہون مین
تم تو اچھے رہو زمانے مین | خیر یونہین سہی برا ہون مین
کیون اٹھاتا ہے اپنے کوچے سے | کہین تیرا نہ نقش پا ہون مین

۱۸۱ — ۷

بیوفا ہے وہ شوخ اے انجم
کیون نہ مشہور باوفا ہون مین

ہمین جان کنی سے مفر ہو تو جانین | دلا آج ہی شب سحر ہو تو جانین
نظر مین نہین سب جھپتے جور آسمان کے | اگر تجھ سا بیداد گر ہو تو جانین
گئے گر فلک تک یہ نالے تو کیا ہے | جو اُس بُت کے دل پر اثر ہو تو جانین
شب و روز یون اشک بہنے سے حاصل | کبھی اُنکا دامن بھی تر ہو تو جانین
جلاتی ہے ناحق ہمین آگ دل کی | اگر سوکھ کر بحر بر ہو تو جانین
ہمین کیا جو ہو کوئی خضر طریقت | ہمارا کوئی راہ بر ہو تو جانین

۱۸۲ — ۸

جو دم بھر کو انجم وہ آئے تو کیا ہے
اگر عمر یون ہی بسر ہو تو جانین

تم سے بیکار دل لگائے کون | روز صدمے نئے اُٹھائے کون
جب نہین کچھ اُمید دلداری | غم و رنج فراق کھائے کون
بیٹھے بٹھلائے اپنا دل دیکر | دشمن جان تمہین بنائے کون
تمکو تو یاد ہے دل آزاری | پھر تمہین دلربا بنائے کون

بات اتنی بھی اپنی کھو دیوے | تم یہ چاہت بھلا جتائے کون
تسلی نہ کچھ تشفی دو | پھر تمھین درد دل سنائے کون
جب نہین کرتے خود وہ دلجوئی | پوچھنے غمزدونکو آئے کون

۱۸۴ آسمان کے سوا بتا تو فلک ۱۳
تیرے ظلم و ستم اُٹھائے کون

نہ یہ شب ہونے دے برسون نہ ہونے دے سحر برسون
برسنے پر جو آجائے تو برسے چشم تر برسون
بھلا بتلا تو کس اُمید پر دین جان ہم اپنی
نہ آیا ایک دن بھی تو رہے وعدے مگر برسون
نہ پوچھو ہم نے فرقت مین بسر اوقات کیونکر کی
مہینون لخت دل کھائے پیا خون جگر برسون
شب فرقت کا کیا تم پوچھتے ہو حال اے یارو
یہ وہ شب ہے نہین ہوتی کبھی جسکی سحر برسون
خط جانان کبھی تو کوئی لیکر آ ہی جائیگا
اسی اُمید پر تکتے رہے دیوار و در برسون
ہمارے دل سے بھولے اور تو سب وصل کے سامان
مگر اک خندہ زیر لب رہا پیش نظر برسون

نہ دکھلاؤ گے جب تک طالبان دید کو جلوا
رہیگا یوہین کوچے مین تمھارے شور و شر برسون
ستمگر تو نے دکھلا کر ہمین گردش نگاہونکی
مہینون خاک چھنوائی پھرایا دربدر برسون
وہ ٹھوکر بھی نہین آکر لگاتے اتبو مرقد کو
ہا گرتا تھا زانو جنکا اپنے زیر سر برسون
سقدر کی طرح وہ بیوفا بھی پھر گیا ہم سے
کبھی اب خواب مین بھی وہ نہین آتا نظر برسون
الٰہی کیون ہے اسماعیل نازان صور پر اپنے
مرے نالے دو عالم کو کرین زیر و زبر برسون
نہ منھ اپنا دکھائینگے تجھے میدان محشر مین
کرینگے ہم تری رحمت کے پردے مین بسر برسون
جو انجم ایک دن بھی آہ دکھلائے اثر اپنا
رہے سینہ بسینہ ہم سے وہ رشک قمر برسون

تمھارا نام کسے ورد صبح و شام نہین
وہ کون ہے کہ جو کرتا تمھین سلام نہین
چھپا چھپا کے یہ ہم سے کلام کا کرنا
دلیل ہے کہ تری بات کو قیام نہین
وصال و ہجر کی لذت وہان کہان زاہد
سنا ہے ہمنے کہ جنت مین صبح و شام نہین

ضب ہی کرتی ہے اُسکی زبان کی لکنت
کلیم سے کہنے مین اُسکے ہمین کلام نہین

بسہے دل مرا تمنے تمھین سے نالش ہے
جو منتقم ہو تو پھیر لیتے انتقام نہین

یا سمجھکے مجھے آپ کرتے ہین آزاد
حضور آپ کا بندہ کوئی غلام نہین

ان دہ یار کہان تو کہان وصال اُسکا
یہ اور کیا ہے دلا گر خیال خام نہین

با یا ہے جو مری آنکھو نمین وہ ہرجائی
مری نگاہ کو بھی ایک جا قیام نہین

میرے پاس رسول اپنا تمنے کیون بھیجا
مرے تمھارے تو نامہ نہین پیام نہین

با کے پردے مین کرتے ہین وہ جفا مجھپر
کہ میرے سامنے لیتے وہ میرا نام نہین

ور قیب کی باتین مین کسطرح کاٹون
مری زبان ہے کچھ تیغ بے نیام نہین

اری روح تو مدت کی چل بسی ہوتی
یہ خیر گذری کہ دیکھا ترا خرام نہین

ھارے ہی لیے اورونسے ملتے جلتے ہین
جو تم ملو تو ہمین کچھ کسی سے کام نہین

و بھول جائے تجھے تو حرام ہے کھانا
پیے جو یاد مین تیری تو مے حرام نہین

دا کا گھر اسے کہتے ہین عالم و جاہل
مگر کچھ اُنکو مرے دل کا احترام نہین

۱۸۶

تمھارے دل کی بھلا بات کسطرح سمجھے
کوئی ولی نہین انجم کوئی امام نہین

۶

ہی کھپ گئی کس گلبدنکی گات آنکھو نمین
پھرا کرتی ہے پتلی کسطرح دن رات آنکھو نمین

یال کاکل شکین سے اک اندھیر سا ہے
تصور بنگیا ہے پردہ ظلمات آنکھو نمین

مناسب جو وہ خاک قدم ... آنے
... سرمہ بنا کر ... آنکھو نمین

نہ آنیکا اُنھین اک عذر یار دسفت ہاتھ آیا
کھٹکتی ہے خدایا ابتو یہ برسات آنکھونمین

کرشمے تیری قدرت کے سمجھ مین کچھ نہین آتے
سمائی ہے یہ کیونکر ساری مخلوقات آنکھونمین

(۱۸۷)

شب ہجران تو کاٹے ہی نہین کٹتی تھی ای انجم
شب وصلت کٹی کسطرح باتون بات آنکھونمین

(۷)

آپ کیون مجھ سے لیتے ہین قسمین
دل تو میرا ہے آپ کے بس مین

مین کلیجے ہی سے لگا رکھتا
آپ ہوتے اگر مرے بس مین

کون جھوٹا کہے اُنھین جب ہون
ایک وعدے پہ سیکڑون قسمین

اُنکے وعدے کی کوئی حد بھی ہے
دل کو کبتک رکھون مین ڈھارس مین

چھوڑا سے چرخ میرے یار کا رنگ
دھبہ آتا ہے تیری اطلس مین

ہم ہمین یو نہ ہم تمھین دل دین
بدلہ ہو جاسے یون ہی آپس مین

(۱۸۸)

دلکو کیا سب بیٹھے روتے ہو انجم
جان لیوا ہین چاہ کی رسمین

(۷)

دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین
تجھپہ قابو مرا چلتا ہی نہین

نخل اُمید بھی ہے طرفہ شجر
جو کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

وے لگے ارمان بھلا کیا نکلین
دم تو کمبخت نکلتا ہی نہین

جان دینے کو میرے سچ سمجھو
یہ وہ وعدہ ہے جو ٹلتا ہی نہین

چرخ نے رنگ ہزارون بدلے
اُنکا انداز بدلتا ہی نہین

ہم اسی غم مین اُگلتے ہین لہو	نیمچا تیرا اگلتا ہی نہین

۱۸۹　آسمان آہون سے پتھر گھلے
وہ کسی طرح یہ گھلتا ہی نہین　۹

یہ غصہ اور یہ طیش و عتاب ہمسے کیون	بغیر جرم و خطا اجتناب ہمسے کیون
یہ چھیڑ چھاڑ بھلا شیخ و شاب ہمسے کیون	یہ رد و قدح عذاب و ثواب ہمسے کیون
ہزار بار کہا ہمنے لاجواب ہے وہ	پھر اے نکیر سوال و جواب ہمسے کیون
ہمین سے ہجر کی شب مُنھ چھپا کے بیٹھ رہا	یہ سرد مہری تری آفتاب ہمسے کیون
کُھلا نہ بھید ذرا ایسے ہو گئے مانوس	یہ عشق حضرت عالی جناب ہمسے کیون
نہ آے کوئی گِنے کوئی ہجر کی گھڑیان	یہ طولِ شب کا الٰہی حساب ہمسے کیون
تم اپنی چال سے خود آپ ہو سمجھ سکتے	یہ پرسش قلق و اضطراب ہمسے کیون
یہ چھپی چھپی نگاہین رُکی رُکی باتین	یہ احتراز یہ شرم و حجاب ہمسے کیون
کسی کے چلتے تو دی جان ہمنے اے انجم	خفا ہے پھر دل خانہ خراب ہمسے کیون

۱۹۰　ردیف واو　۲۰

رسائی کا مرے نالو نکی مانع آسمان کیون ہو	جو ہو تاثیر آہون مین تو محنت رائگان کیون ہو
شکایت جب نہو پایا تو پھر مُنھ مین زبان کیون ہو	نہو جب دل ہی پہلو مین تو پھر تاب و توان کیون ہو
ہماری بھی زبان پر تو ہی تو اد باغبان کیون ہو	نہو گر ہمصفیر اپنی تو بُلبُل ہم زبان کیون ہو
ہمین اپنا عقیدہ او دل پُر آرزو تجھ سے	جو پردہ دار اُلفت ہو تو جلنے مین دھوان کیون ہو

تم اپنے شعلۂ رخ کے نہیں قائل تو بتلاؤ
نہو سوزش اگر دلمین تو سینے مین طپان کیون ہو

نہو تم بات کے پورے نہو تم قول کے سچے
لگاؤ ہاتھ گر پورا تو کوئی نیم جان کیون ہو

جلانا غیر کا منظور ہے یا مارنا میرا
بتاؤ تو سہی تم آج مجھپر مہربان کیون ہو

مٹاتے ہو تلافی کر کے ناحق داغ انکے زخمونکو
نشانی کچھ تو رہنے دو کہ عاشق بے نشان کیون ہو

نہ کر تو قتل مجھکو جان بلب ہے ن خم ہی مین غم ہے
تری گردن پہ او قاتل مرا بار گران کیون ہو

اجازت سانس لینے کی اگر فرقت مین ہو مجھکو
تو نالہ آ کے میرے حلق کا پھر دربان کیون ہو

تلاش یار مین ناحق پھرے کوئی بھی آوارہ
جو ہو تم صاحب خانہ کوئی بے خانمان کیون ہو

یہ ہمسے کج ادائی کیون یہ ہمسے روٹھنا کیسا
نہین عاشق اگر ہم پھر ہمارا امتحان کیون ہو

مکرتے ہو جو دل لیکر بتاؤ تو سبب اسکا
نہین گر دشمن جان تم تو پھر خواہان جان کیون ہو

نہین فصل بہاری گر گریبان ٹکڑے کیون ہوتے
نہو دے جوش وحشت گر تو دامن دھجیان کیون ہو

نہ دل ہی مین جگہ اسکی نہ آنکھون ہی مین جا انکی
کوئی بتلاؤ تو وہ یار میرا مہمان کیون ہو

ترے میخانہ کو ساقی کرین کیونکر نہ ہم سجدہ
نہوئے گر در کعبہ تو اسکا آستان کیون ہو

زبان کھولون نہ کھولون سامنے غیرونکے بتلاؤ
اجازت دو تو یہ پوچھون کہ مجھسے بدگمان کیون ہو

نہون گر چاہنے والے تو تم یوسف نہ کہلاؤ
نہون گر حسرتین دلمین تو پورا کاروان کیون ہو

نہین گر داور محشر کی پرسش کی تمھین پروا
مجھین بتلاؤ پھر یون مجھسے تم دامن کشان کیون ہو

سنا ہے ہم نے انجم دل سے دلکو راہ ہوتی ہے
جو یہ سچ ہے تو پھر سے انکے کوئی درمیان کیون ہو

کب کہتا ہون مین بوسہ تم دے کے چلے جاؤ
دل لے کے مرا بدلے بوسے کے چلے جاؤ

تا حشر یہان نیت سیر اپنی نہوئے گی
دکھلا کے تماشے تم جلوے کے چلے جاؤ

اے شمس و قمر چاہو گر اپنی ضیا دونی
گرد اُسکے ذرا پھر کر چہرے کے چلے جاؤ

جلدی سے ہے فرشتو کیا کہدو نگا جو کہنا ہے
لکھ لکھی دفتر تم تو دسہرے کے چلے جاؤ

یہ خون بھرا دامن دیکھے نہ کوئی دشمن
تم پاس سے اب میرے اٹھ کے چلے جاؤ

کھائی تھی قسم تم نے جانیکے نہین اب ہم
تھی شرط وفا یہ ہی جل دیکے چلے جاؤ

دروازہ نہ کھولینگے ہوتی ہے سحر ہونے
ایسا نہ ہو کھلتے ہی کھٹکے کے چلے جاؤ

گر اشک بہا دیوین تو اسکا عجب کیا ہے
تم بیچ مین کیون انجم رہ لیے کے چلے جاؤ

لس مجھ سے بجنا کہدون ہے یار چلے جاؤ | ہان پھیر دو گردن پر تلوار چلے جاؤ

تم دیکھ تو لو مین کل جیتا ہون کہ مرتا ہون — آنے کا ذرا اگر کے انکار چلے جاؤ

جب حشر بپا ہوگا دیدار دکھا دینا — تم روز یو ہین کرتے اقرار چلے جاؤ

یہ کسنے کہا آکر تم جان بچا ہی لو — بیمار کو دکھلا کے دیدار چلے جاؤ

بوسہ ابھی لے دیکے تم سر سے بلا ٹالو — بیکار بڑھاتے کیون تکرار چلے جاؤ

مین نے کہا بوسہ پر مین بیچتا ہون دلکو — وہ ہنسکے لگے کہنے بازار چلے جاؤ

کیا پوچھتے ہو ہمسے دیوانو نکا حال اپنے — تم بیڑیو نکی سنتے جھنکار چلے جاؤ

ہے یار سر بالین اب آؤ فرشتو تم — تا حشر ہرا سے لکھتے اظہار چلے جاؤ

۱۹۳

جاتے ہو جو کعبے کو جاؤ مگر اے انجم
یہ کسنے کہا تج کے گھربار چلے جاؤ

۱۳

غم واندوہ کے مارے کو جلاتے جاؤ — ہو مسیحا تو کچھ اعجاز دکھاتے جاؤ

کچھ علاج دل بیمار بتاتے جاؤ — باتین دو چار رہی اے یار سناتے جاؤ

خاک مین مجھکو اگر تم نہ ملاؤ نہ سہی — لاش تو میری ٹھکانے سے لگاتے جاؤ

اسی بیساختہ پن نے تو مجھے مارا ہے — اور ایسی کوئی تلوار لگاتے جاؤ

وعدۂ وصل مین ہر روز بکھیڑا کیسا — طول محشر تو نہین ہے جو بڑھاتے جاؤ

تم نہ آؤگے تو ہم بھی نہین اب جینے کے — یہ ہمین آخری دیدار دکھاتے جاؤ

روح جاجا کے مری تنسے پھری آتی ہے — اپنی آواز نہ للہ سناتے جاؤ

غیر ممکن ہے کہ مین اور جیون فرقت مین — جاؤ پر مجھسے بھی تم ہاتھ اٹھاتے جاؤ

بچ گرکے نہ مجھے یون ہی تڑپتا چھوڑو | کچھ مرے دل کے بھی ارمان مٹاتے جاؤ
ہمین آنا تمھین منظور نہ آنا لیکن | جاتے جاتے تو مرا دل تو دکھاتے جاؤ
ون دامن سے چھڑا کے نہ مرا دل توڑو | حشر مین ملنے کی کچھ آس لگاتے جاؤ
سنتے ہین قبر مین نام آپکا پوچھینگے ملک | گر یہ سچ ہے تو ہمین نام بتاتے جاؤ

حال دل کہنے مین تاخیر نہ کرنا انجم
جسقدر بڑھ سکے اظہار بڑھاتے جاؤ

۱۴ | ۱۳

دل خداوندا حسینون پر کبھی مائل نہو | کوئی میری طرح تیغ ناز کا بسمل نہو
یاک کرکے سیر اسینہ ڈھونڈھتا ہے تو عبث | دل مرا زیر کف پا تیرے اے قاتل نہو
کھلر میرے سویدا اے دل پر داغ کو | ہنسکے کہتے ہین کسی معشوق کا یہ تل نہو
بال بکھرائے کھڑے ہین اپنے کوٹھے پر وہ آج | پھر بلائے تازہ کوئی دیکھیے نازل نہو
دل تو مین لایا ہون صاحب نذر دینے کے لیے | پر یہ ڈرتا ہون کہ شاید آپ کے قابل نہو
تیرے ہی دم سے تو ہے اپنی نشاط زندگی | تو نہو گر بزم مین تو رونق محفل نہو
جب کیا اس سے سوال وصل تب بولا وہ شوخ | یہ وہ مطلب ہے جو ساری عمر بھی حاصل نہو
جسم خاکی کیون بنایا تو نے اے بار الٰہ | یہ کسی لیلیٰ شمائل کا کہین محمل نہو
کردیے زیر و زبر اک آہ مین دونون جہان | دیکھا او قاتل کہین تیرا تو یہ بسمل نہو
لے لیا بیتابیِ دل سے جو بوسہ یار کا | بولا جھنجھلا کر کہ اتنا مست لایعقل نہو
تا ہے ماہے تو خبر لے آنکر بہر خدا | اے مسیحا مجھ مریض عشق سے غافل نہو

نہ بس چھپے اُسکو دکھانا یہ پہلے سوچ لو | جسکو سمجھے ہو مسیحا وہ کہین قاتل نہو

سر بکف انجم چلے جاتے ہو راہِ شوق مین
جان دینا سہل سمجھے ہو مگر مشکل نہو

کب مین کہتا ہون دل مرا دے تو | خاک ہی مین اسے ملا دے تو

نام قاتل اگر خدا پوچھے | کیا بتاؤن مجھے بتا دے تو

خطِ تقدیر گر نہین مٹتا | میرا نام و نشان مٹا دے تو

دیر کیا ہے قیامت آنے مین | پردۂ در ذرا اُٹھا دے تو

روح گھبرا نجائے مرقد مین | دل نالان ذرا صدا دے تو

دل تجھے کسنے یون کیا بیچین | اے مرے دردکش دُعا دے تو

نہین ممکن اُٹھاؤن تجھ سے ہاتھ | گر مجھے نظرون سے گرا دے تو

میرے زخمون پہ تو نمک تو چھڑک | کچھ تو قاتل مزا چکھا دے تو

دل نخوت پسند کو اے اشک | طرز افتادگی بتا دے تو

حشر مین حشر ہو ابھی برپا | اپنا جلوہ اگر دکھا دے تو

دربدر ہون تلاش مین تیری | راہ سے اب مجھے لگا دے تو

مرکے باقی رہا نشان تو کیا | اے صبا خاک تک اُڑا دے تو

نہ ہٹے پانون راہِ اُلفت سے | یا رب اتنا تو حوصلہ دے تو

اپنے در سے اگر اُٹھاتا ہے | دوسرا کوئی در بتا دے تو

آئے وہ یا نہ آئے اے قاصد | حال جا کر مرا سُنا دے تو
سہل ہو جائے موت کی اُلجھن | جلوۂ آخری دکھا دے تو

(۱۹۶) اشک رُکنے نہ پائین اے انجم
دل جگر دونون کو بہا دے تو (۱۱)

کیا اظہار مدعا ابتو | عفو کیجے ہوئی خطا ابتو
باز آیا مین ایسی چاہت سے | ہو نہین سکتی التجا ابتو
جو مسیح آئے بھی تو کیا ہوگا | ہو گیا درد لا دوا ابتو
تیری بیفائدہ نصیحت سے | دم لبون پر ہے ناصحا ابتو
اب بھی باقی ہے وصل ن تکرا | تیرے وعدے پہ مر مٹا ابتو
بوسہ مانگا تو ہنسکے کہنے لگے | نیا سیکھا ہے چوچلا ابتو
کعبۂ دل مین گھر بنایا ہے | ہو گئے بُت بھی باخدا ابتو
بُت پرستی تو کی بہت اے دل | کچھ دنون کر خدا خدا ابتو
مرضِ عشق بڑھگیا ایسا | نہین ہو سکتی کچھ دوا ابتو
مختصر کر پیام وصل اے دل | لڑکھڑانے لگی صبا ابتو

(۱۹۷) باوفائی پہ میری اے انجم
وہ بھی کہتے ہین مرحبا ابتو (۲۱)

قتل پر کیون ابھی کستے ہو کمر دیکھ تو لو | سیدھی نظرونسے مری جان ادھر دیکھ تو لو

رحم کرنا کہ نہ کرنا یہ تمھاری مرضی
گو کہ بچنا مرا دشوار ہے پر دیکھ تو لو

حشر مین تم بھی ذرا آکے دکھا دو صورت
کون ہوتا ہے اِدھر کون اُدھر دیکھ تو لو

آنا موقوف خوشی پر ہے تمھاری لیکن
ساتھ چلکر مرے پیارے مرا گھر دیکھ تو لو

قتل کرتے ہو جھجکتے ہوے تم کیون مجھکو
کچھ کسی کا تو نہین خوف و خطر دیکھ تو لو

منھ سے گر بولنا منظور نہین ہے نہ سہی
آنکھ اُٹھا کر مری جان ایک نظر دیکھ تو لو

جان بلب کتنے ہین اور مر گئے کتنے عاشق
بام پر آکے تم اے رشک قمر دیکھ تو لو

بال بکھرے ہوے چہرے سے ہٹا لو اپنے
رات رہتی ہے کہ ہوتی ہے سحر دیکھ تو لو

وہ مکدر ہی رہین یا کہ صفائی ہو جاے
جوش مین آکے تم اے دیدۂ تر دیکھ تو لو

چاک کرتے مرا سینہ تو نہ منھ کو موڑو
دل ہے اے جان تڑپتا کہ جگر دیکھ تو لو

نہ ابھی ظلم سے تم ہاتھ اُٹھاؤ صاحب
نفع ہوتا ہے کہ ہوتا ہے ضرر دیکھ تو لو

اپنے کشتون کی ابھی لاش نہ دفناؤ تم
کوئی مجھ سا تو نہین خستہ جگر دیکھ تو لو

چپکے کیون بیٹھے ہو گردنکو جھکائے صاحب
چار آنکھین نہ کرو ایک نظر دیکھ تو لو

دم بخود چپکے پڑے رہتے ہو انجم ناحق
آہ منھ سے کرو نالون کا اثر دیکھ تو لو

چاک کرتے ہو ابھی کس لیے نامہ لیکر
مرگ عاشق کی نہ لکھی ہو خبر دیکھ تو لو

پائچون کو نہ جھٹک کر مرے پہلو سے اُٹھو
بل نہ کھا جاے کہین پتلی کمر دیکھ تو لو

امتحان کے لیے آج انکا ذرا منھ تو چھوو
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے مفر دیکھ تو لو

سوتے سوتے اُٹھے گھبرا کے جو گھر کو چلے
دل دھڑکتا ہے کہ بجتا ہے گجر دیکھ تو لو

ہمیں کہتا کہ تم راہ چلو ادھری سے ۔۔۔ گھر بنایا ہے سرِ راہ گذر دیکھ تو لو

درد دل کی ابھی کچھ میری نہ تدبیر کرو ۔۔۔ نبض اے چارہ گرو بار دگر دیکھ تو لو

۱۹۸

آج تم بھی چلو دیکھ آؤ اُسے اے انجم
کوئی کہتا ہے پری کوئی بشر دیکھ تو لو

۱۱

آنکھیں اپنی ڈھونڈھتی ہین یار کے دیدار کو ۔۔۔ اسلیے تکتے ہین پہرون روزن دیوار کو

چھوڑ دو تم یا تو صاحب صحبت اغیار کو ۔۔۔ یا تسلی دو ہمارے اس دل بیمار کو

درد و غم اور آہ و نالہ یاس حرمان ہین رفیق ۔۔۔ بار ہے محفل مین اپنی اب انھین دوچار کو

مانعِ گریہ جو ہوتے ہو تو مین زار و نحیف ۔۔۔ توڑ کب سکتا ہون یارو آنسوؤن کے تار کو

خنجر ابرو لگا یا تم نے مین کرتا ہون آہ ۔۔۔ کر چکے تم وار اپنا روکو میرے وار کو

جبسے دیکھی ہے گل رخسار جانانکی بہار ۔۔۔ آنکھیں پھوٹین آجتک دیکھا بھی ہو گلزار کو

دیر چھوڑا اب تو جاتے ہین اب کعبے کو ہم ۔۔۔ ہاتھ مین لے سُبحہ پھینکا توڑ کر زُنار کو

امتحان عاشقان منظور ہے تمکو اگر ۔۔۔ دیر پھر کیا ہے نکالو میانسے تلوار کو

کوچۂ جانان مین جانا ہو تو کہنا اے صبا ۔۔۔ غیر ممکن ہے شفا پانا ترے بیمار کو

جسکو پایا اپنے ہی مطلب کا پایا آشنا ۔۔۔ آزمایا خوب ہم نے یار اور غمخوار کو

۱۹۹

مشکلین جتنی ہین انجم ہونگی سب آسان تری
جان لے تو حامی اپنا حیدرِ کرار کو

ے

لطف ہو گر تو ہو اور میخانہ نہ ہو ۔۔۔ مین ہون اور میرا دل دیوانہ ہو

جس زبان پر ہو ترا افسانہ ہو | کوئی اپنا ہو یا بیگانہ ہو
یہان تو ہے دیدار سے تیری غرض | دیر ہو کعبہ ہو یا بتخانہ ہو
جسکو دیکھا جلتے ہی دیکھا یہان | شمع ہو عاشق ہو یا پروانہ ہو
ہمکو تو دو گز زمین درکار ہے | شہر ہو بستی ہو یا ویرانہ ہو
دور ساقی مین کسے گردش نہین | شیشہ ہو ساغر ہو یا پیمانہ ہو

٢٠٠ کیا قیامت ہو جو انجم حشر مین
کوئی سودائی کوئی دیوانہ ہو ٥

آنکھ ہم سے ذرا ملاؤ تو | کیون خفا ہو سبب بتاؤ تو
مرتے دم آکے دیکھ جاؤ تو | نہ جلانا ہمین یہ آؤ تو
حال کھلجائے تمپہ الفت کا | تم کبھی ہمکو آزماؤ تو
دیکھ لو کیسی ہوتی ہے چاہت | دل کسی سے ذرا لگاؤ تو

٢٠١ بے سبب کیون خفا ہو انجم سے
جی مین کیا ہے اجی بتاؤ تو

یہ نہین ممکن کہ تجھ سے ترک اپنی چال ہو | تجھکو کیا پس جائے کوئی یا کوئی پامال ہو
جوش وحشت ایجنون اتنا تو اگلی سال ہو | طوق گردن میرا اُنکے پانون کی خلخال ہو
دل مرا قائل نہین محشر کی رستاخیز کا | مجھکو دھوکا ہے کہ اسمین بھی نہ کوئی چال ہو
باز آیا ناصحا مین اس نصیحت سے تری | کوئی ایسا ذکر کر جو اپنے حسب حال ہو

…بھی سینے سے تڑپکر دل ذرا باہر نکل ۔ اُنکے آنیکا اگر منظور استقبال ہو

…جکو مارا ہے تری الھڑپنے کی چال نے ۔ سنگ تربت پر بھی کندہ سورۂ زلزال ہو

(۲۰۲)

آسمان ہم روتے ہین اک ماہوش کی یاد مین

چادر مہتاب اپنے ہاتھ کا رومال ہو

…مین کہتا آ نہ آ کر بچا لے مرنے والونکو ۔ اگر سن لے کبھی تو کان دھر کر انکے نالونکو

…ئی کہتا ہے آتے ہین کوئی کہتا ہے آئینگے ۔ خدا آباد رکھے دم دلاسا دینے والونکو

…رے دلکی گرہ اکدن نہ کھولی لٹ بیدردی ۔ یہ طرہ ہے کہ سلجھاتے ہو گھونگر والے بالونکو

…یامت ڈھائی جسنے چاند سے تشبیہ دی انکو ۔ لگایا عیب حسن عارضی کیون گورے گالونکو

…عد پر برق و ابر آ آ کے کر جلتے ہین آبادی ۔ خدا خوش رکھے ان دونو تڑپنے رونے والونکو

…دھر سے تم نکلتے ہو قیامت ہوتی ہے برپا ۔ خدارا چھوڑ دو ترچھی ترچھی ٹیڑھی ٹیڑھی چالونکو

…لکراو دلکی بیتابی سے یہ ناک مین دم ہے ۔ کہا نسبے اسقدر قوت ہوئی ان خستہ حالونکو

…بھی تو چشم گریان کیطرح سے پھوٹ بہتے ہین ۔ اگر تم نشتر مژگان سے چھیڑ دو دلکے چھالونکو

…یان کچھ حاصل دنیا نہ وان کچھ حاصل عقبی ۔ غرض کیا ہے جو پوچھے کوئی ہمسے خستہ حالونکو

…ذرا ہنس ہنس کے تم بھی تو کرو بجلی کو شرمندہ ۔ کیا ہے مات آنکھون نے مری ساون کے جھالونکو

(۲۰۳)

اگر کی تمنے مشق عشق تو بیکار کی انجم

نہین اب پوچھتا کوئی یہان صاحب کمالونکو

…کا اگر کسیکے ہوا تیر نظر دیکھین تو ۔ [illegible]

اہل محشر ابھی رہجائین کلیجہ تھامے | او کماندار تری ترچھی نظر دیکھین تو

یون ہی دل تھام کے ہم نالے کئے جائینگے | بے خبر کب تجھے ہوتی ہے خبر دیکھین تو

دیکھین کسطرح اُنھین رحم نہین آتا ہے | حال پوچھین کہ نہ پوچھین یہ ادھر دیکھین تو

سیکڑون خواہشین اور ایک دل پُر ارمان | عمر کس طرح سے ہوتی ہے بسر دیکھین تو

قتل عشاق پہ شمشیر وہ پیچھے کھینچین | پہلے کہدو کہ ذرا اپنی کمر دیکھین تو

۲۰۴

اُنسے بیرحم سے کی مین نے محبت انجم
میرا دل دیکھین ذرا میرا جگر دیکھین تو

۸

ولہ
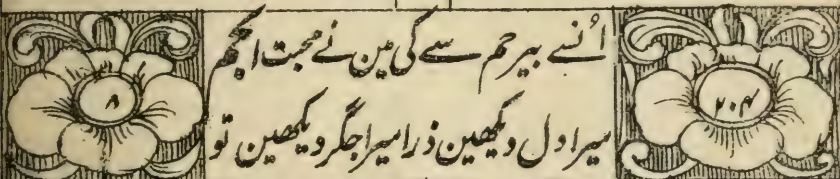
دل پہ وہ شوق سے ہنس ہنس کے گرائین بجلی | ہم بھی موجود ہین منہ آنکھون سے برسانے کو

گلبدن دل پہ ترے چھلے کے گل کھا کھا کر | ہمنے گلزار بنا رکھا ہے ویرانے کو

ہمکو ممنون اجل کیون کیا تونے ظالم | بس نہ تھا تیر نظر کیا ترا مرجانے کو

ناصحا جی نہ جلا میرا ہوا خواہی سے | ناحق آ بیٹھا دبی آگ کے بھڑکانے کو

جان جاتی ہوئی قالب مین مرے پھر آئی | آپ کیون جاتے ہوے کہتے گئے آنے کو

سحر وصل نہو صبح قیامت مجکو | شام فرقت نہ دکھائے مری شامت مجکو

کیا تعجب ہے جو کہلاؤن غریق رحمت | گر ڈبو دین یہ مرے اشک ندامت مجکو

۲۰۵
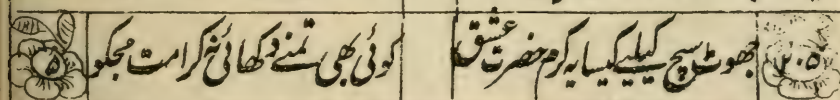
جھوٹ سچ کیلیے کیسا یہ کرم حضرت عشق | کوئی بھی تمنے دکھائی نہ کرامت مجکو

۵

دل لے کے بُرائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
پھر ذکر جدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

بھی دیر مین ہین کبھی کعبے مین کبھی دلمین ہین کبھی آنکھون مین
یہ بت بھی خدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

و بات بھی کرتے ڈرتے تھے کبھی آنکھین چار نکرتے تھے
وہ ہم سے رکھائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

از یست نہ پوچھی بات کبھی اب آکے اٹھائی لاش مری
کب وعدہ وفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

۲۰۶

وہ انجم ملنے کو آئے ساتھ اپنے رقیبونکو لائے
کیا خوب صفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

۱۹

یون فغان کر حال دل افشا نہو
دیکھ اے انجم کہین رسوا نہو

اسکی حسرت پر نظر کیسے وفا
تو نے جھوٹون بھی جب پوچھا نہو

گل چمن مین کرتے ہین گوشے نشین
کچھ ہمارا آپ کا چرچا نہو

یا الٰہی یہ تپکتا ہی رہے
حشر تک زخم جگر اچھا نہو

چھپ جاتے ہین وہ میرے نام سے
حیف ہمسا بھی کوئی رسوا نہو

جان پر میری بنے لیکن ترے
دشمنون کا بال بھی بیکا نہو

ہوگیا مین عشق مین ضرب المثل
کیون ہر اک جا پر مرا چرچا نہو

کیون نہ جاگین وصل مین انکے نصیب
ابھرون جبہ جبین سے سویا نہو

عشق مین جو کچھ نہونا تھا ہوا
اور آگے دیکھیے کیا کیا نہو

عشق کے ہاتھون ہوا ہے وہ مرض — چارہ گر جسکا کوئی چارا نہو

جان دے جو تیری بے پروائی پر — حیف اُسکی کچھ تجھے پروا نہو

ساری دنیا جسکو کہتی ہے شفق — وہ کسی کے خون کا دھبا نہو

ہے غضب ظالم اُسے تو بھولجائے — مرتے دم تک جو تجھے بھولا نہو

جسپہ دھوکا ہے تجھے زنار کا — وہ ہماری آنکھ کا ڈورا نہو

سیر سے گھر مین اگر تو آئے بھلا — راستہ ظالم کہین بھولا نہو

کیا قیامت ڈھائے انجم وہ شوخ
پرسش محشر کا گر دھڑکا نہو

تم اک نگاہ مین صاحب کمال کرتے ہو — مطلع — کسی کو ذبح کسی کو حلال کرتے ہو

ردیف ے

آپ نے ظلم ڈھائے کیا کیا کچھ — دل کے ارمان مٹائے کیا کیا کچھ

عالم بیخودی مین جا کر ہم — کیا کہین دیکھ آئے کیا کیا کچھ

آئینے نے بگاڑا اُنکا مزاج — اِسنے عشوے سکھائے کیا کیا کچھ

ستیاناس ہو محبت کا — عیب اِسنے لگائے کیا کیا کچھ

کچھ بھی حاصل ہوا نہ اے اشکو — تم نے طوفان اُٹھائے کیا کیا کچھ

مجھپر اُس دیدۂ فسون گر نے — شعبدے آزمائے کیا کیا کچھ

شب وصلت نہ اک فریب چلا — اُسنے فقرے بنائے کیا کیا کچھ

ہ بناہے ابھی فقط دلسوز | دیکھین آگے جلاے کیا کیا کچھ
ل ہی لیجاے کوئی پہلو سے | روگ اسنے لگاے کیا کیا کچھ

(۲۰۸) پرسشِ حشر سے بچے انجم
رستے وحشت مین پاے کیا کیا کچھ (ے)

ر سے پہلے کچھ نہ جانی تونے سمجھانیکی آ | تا بہ لب اے جوشِ گریہ اب نہین آنیکی آہ
ی بازار تیری ہو وہ بیچارہ جلے | پھوک دیگی شمع محفل تجکو پروانیکی آہ
شنہ ذ مینخوار و ساغر کیون پڑے ہین خاک پر | لائی کیا بھونچال ساقی تیرے میخانیکی آہ
ٹھا نالۂ دل سنکے وہ آفت خرام | کیا قیامت خیز تھی کمبخت دیوانیکی آہ

(۲۰۹) یار اپنا چاہیئے ہے اپنے اوپر مہربان
کیا کریگی تیرا انجم اپنے بیگانے کی آہ (ہ)
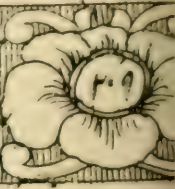
مل ہوا فراغ تری اک نظر کے ساتھ | دل بھی مرا گیا مرے دردِ جگر کے ساتھ
رشید تا بہ حشر الٰہی جلا کرے | رخصت ہوا وہ رشکِ قمر بھی سحر کے ساتھ
ن رات دن برستا ہے منہ جھوم جھوم کر | کیا شرط باندھ لی ہے مری چشمِ تر کے ساتھ
دیکھنا بلندیِ عرشِ عظیم کو | اے آہ و نالہ کیون نہ گئے تم اثر کے ساتھ
آنکھ سے تمھارے سوا سوجھتا نہین | تارِ نظر لپٹ گیا موے کمر کے ساتھ

(۲۱۰) دل بھی دیا تو کیسے ستمگر کو آسمان
الفت جو کی بھی تم نے تو کس بیخبر کے ساتھ

رہ جائے کیون نہ آنسو نئے بدل کے آنکھ
پچھتا رہے ہین آپ سے صاحب لگا کے آنکھ

نرگس مری طرح متحیر ہے کسلیے
حیران بنا دیا اسے کسنے دکھا کے آنکھ

کیا تمنے مجکو اپنی نظر سے گرا دیا
کیون دیکھتے نہین مری جانب اٹھا کے آنکھ

ثابت نہو کسی پہ نظر التفات کی
اسواسطے وہ کرتے ہین باتین جھکا کے آنکھ

اتنے سے سن مین ہین تری چالاکیان غضب
سینے سے کیا نکال لیا دل بچا کے آنکھ

کیا آج تمنے دلپہ لڑائی کی ٹھان لی
باتین جو ہمسے کرتے ہو صاحب ملا کے آنکھ

۲۱۱ کیونکر نہ انپہ دل کے چرانیکا ہو گمان
انجم وہ مسکراتے ہین ہمسے چرا کے آنکھ ۱۳

قصور مجھسے ترا کوئی گر ہوا ہو تو کہ
علاوہ چاہنے کے اور کچھ خطا ہو تو
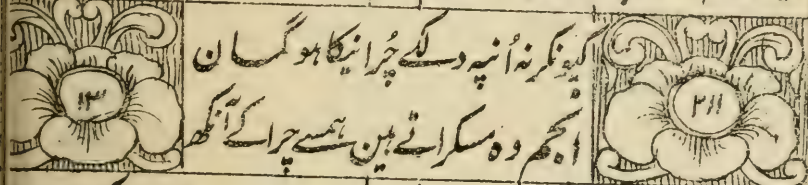
یہ کسلیے ہین نگاہین پھری پھری مجھسے
خدا نکردہ اگر دل ترا پھرا ہو تو

ہماری موت ہے ظالم لکھی ترے ہاتھون
اجل کا نام نہ لے گر تری ادا ہو تو

ہماری عمر کٹی تجکو سجدے ہی کرتے
جو سنگ در ترا خالی کبھی رہا ہو تو

مسیح کہنے کو کوئی جو ہو تو ہمکو کیا
ہمارے درد جگر کی اگر دوا ہو تو

مین اپنے ضعف کے صدقے کہ آبرو رکھلی
کبھی جو بھولون بھی زانو سے سر اٹھا ہو تو

ہمارا دل نہین کیون تیری نذر کے لایق
ترے سوا جو کسی اور کو دیا ہو تو

اسے تو مارا ہے عیسیٰ ترے تغافل نے
ترا مریض جو شرمندۂ قضا ہو تو

ڈبو یا تجھکو تو اے دل تری محبت نے
ہماری آنکھ سے قطرہ کوئی گرا ہو تو

بلا مین تو نے پھنسایا ہمین عبث ظالم
جو تیری زلف کو ہم نے کبھی چھوا ہو تو کہہ

یہ آج کیا ہے جو تو پاس سے اُٹھا میرے
جو شہر اور کسی دن پہ اُٹھ رہا ہو تو کہہ

کہان تلک ارے جلاد کوئی صبر کرے
ترے ستم کی اگر کوئی انتہا ہو تو کہہ

۲۱۲
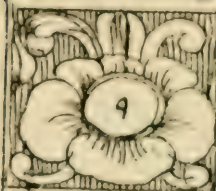
کسی کو چاہے کوئی اسمین کیا ترا انجم
بتون کا بندہ اگر بندۂ خدا ہو تو کہہ

۹

یون تو ان آنکھون سے ہم نے او بت کہنے کو دنیا دیکھی
لیکن ساری خدائی بھر تیری صورت یکتا دیکھی

کھیل گئے کیون جانپہ انجم تم نے ابھی کیا دنیا دیکھی
مرنے لگے خوبان جہان پر تیری میری دیکھا دیکھی

درد جگر کم تھا کہ نہین تھا یہ تو بتا دم تھا کہ نہین تھا
کہہ تو مریض مین کچھ بھی دیکھا نبض جو تو نے مسیحا دیکھی

اُسکو بھلا کیونکر چین آیا دل کو کیا کہکر سمجھایا
صورت تیری جسنے ستمگر تھام کے اپنا کلیجا دیکھی

وصل کی شب بر ہم ہی رہا وہ تا بہ سحر اُلجھا ہی کیا وہ
بل نہ گیا ابرو سے اُسکی زلف بھی ہم نے سلجھا دیکھی

واہ رے وا-اسے نالۂ سوزان دیکھ لی تیری ٹھنڈی گرمی
دل نہ پسیجا اُس کافر کا آگ بھی تو نے بھڑکا دیکھی

اُسکے دل سے گئی نہ کدورت دلکی دلہی مین رہگئی حسرت
ہم نے جھڑی اشکون کی برسون ان آنکھون سے برسا دیکھی

ایک ذرا سے حشر پہ واعظ اُسکو ڈراتا اللہ اللہ
جسنے ستون کی گلی مین برسون روز قیامت برپا دیکھی

۲۱۳

جیسی زیست ہماری گذری دشمن کی بھی یون نہ بسر ہو
انجم حضرت دل کی بدولت ہم نے مصیبت کیا کیا دیکھی

۹

عرش و کرسی کی خبر لاتے ہین لانیوالے
ایک موسیٰ ہی نہ تھے طور کے جانیوالے

طور کو تم نے جلایا تو بڑی بات نہ کی
آگ پانی مین لگاتے ہین لگانیوالے

میرے مرقد کو بھی آکر کبھی ٹھکرا جانا
ارے او فتنۂ محشر کے جگانیوالے

ایک عالم ترے عاشق نے کیا خاک سیاہ
وہی نالے کیے تھے طور جلانیوالے

کب تلک اپنے کرشمے ہمین دکھلاؤگے
اے میان روز نئے طرز دکھانیوالے

میری تقدیر جو پلٹے تو تعجب کیا ہے
سنتے ہین بگڑی بناتے ہین بنانیوالے

تم جو آنکھون مین مری آئے تو احسان کیا
آنکھین کیا دلمین سماتے ہین سمانیوالے

لاکھ ہو مانع فریاد مگر کیا ہوگا
عرش کو سر پہ اُٹھا لینگے اُٹھانیوالے

۲۱۴

اپنی قسمت نہین ایسی کہ ہو دیدار انجم
منتظر جنکے ہین کب آئین وہ آنیوالے

۱۰

آنیکا آپ ہم سے وعدہ جو کر نہ جاتے
کیون ہم پڑے سسکتے مدت تلک مرنجاتے

سوے عدم اگر ہم شوریدہ سر نہ جاتے
تیری گلی سے ہرگز یہ شور و شر نجاتے

دکھلاتے اپنی طاقت اے آسمان تجھے ہم
نالے اگر ہمارے حد سے گذر نجاتے

اچھا ہوا موے ہم آغاز عشق ہی مین
ورنہ تری نظر سے ہم بھی اتر نجاتے

گر اپنے نالۂ شب پہلو تہی نہ کرتے
آتے جو شام سے وہ پھر تا سحر نجاتے

فردوس سے بھی آتا گر کوئی ہمکو لینے
تیری گلی کو ہرگز ہم چھوڑ کر نجاتے

یہ لطف شاعری ہے ورنہ حضور دیکھین
خنجر جو ہوتے ابرو دل مین اتر نجاتے

تیرے جو ناز پیارے لکھونا اپنے بھاتے
ابتک ہزار دفتر شکوون سے بھر نجاتے

گر ہوتی جان پیاری کیون مرتے آپ پر ہم
الفت کا نام سنکر پہلے ہی ڈر نجاتے

رسوا نہوتا یون وہ ساری خدائی بھر مین
چھپ چھپ کے تم جو انجم اس بت کے گھر نجاتے

جان دینے کا نہین سر سے سوا اور کوئی
بس بدل دیجیے اب طرز ادا اور کوئی

درد بھی مجھکو دیا عشق بھی مجھکو بخشا
تیرا بندہ نہین کیا بار خدا اور کوئی

ہم نے مانا کہ تمھین چاہتے ہین لاکھون پر
یہ تو بتلاؤ کہ رسوا بھی ہوا اور کوئی

ہم ابھی اپنی محبت سے اٹھاتے ہین ہاتھ
چاہنے والا اگر ہم کو دکھا اور کوئی

مین نے پوچھا کہ تمھین شغل ہے جانان کیا
ہنسکے وہ عربدہ جو کہنے لگا اور کوئی

قتل بھی ہو چکا لیکن نہین نکلی حسرت
او ستمگار ابھی ہاتھ لگا اور کوئی

سر جھکائے ہوے حاضر ہین اب وکو ہاتھ
ہمسا پاؤگے نہ جویاے رضا اور کوئی

۲۱۶ — ۹
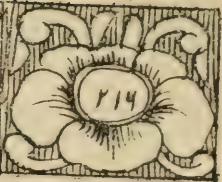
آسمان تو نے جو انجم سے نکالی کاوش
کیا زمانہ مین نہین اُسکے سوا اور کوئی

ستم ایجاد و جفا پیشہ و بیداد گرے
جسکی آئی ہو اجل تجھسے محبت وہ کرے

اک اشارہ مین یہان اپنا ہوا کام تمام
لوگ کہتے ہین غلط یک نظرے خوش گذرے

جب اجل آئی تو وہ بھی سر بالین آئے
یہ بھی اک اُنکا ستم ہے یہ بطرح دگرے

بیوفا یہ بھی کوئی طرز وفا ہے للہ
تجھکو پروا بھی نہو دوسرا ہمیوت مرے

تم جو کہتے ہو وہان بھی نہ ملیگی تجھے داد
خیر تو ہین سبھی خالق مرا وہ دن تو کرے

انجم اُنکا کے لبون پر مرا دم آیا ہے
اے مسیحا سے زمان بہر خدا یک نظرے

کیا عجب حشر مین بھی حشر بپا کر دیوے
تیرا دیوانہ گریبان در و شوریدہ سرے

تا خدا ترس خدارا نہ مجھے ترسا تو
للہ اتنا تو کیا کر کہ مرا جی تو بھرے

۲۱۷ — ۱۴

انجم آنکھین تری کاہیکو لگی رہتی ہین
گاہ بر رہ گذرے گاہ سرے بام درے

انھین ہو رہے ہین گمان کیسے کیسے
ستم ڈھا رہے ہین فغان کیسے کیسے

سُنے دل لگا کر جو قاتل تو دیکھے
دکھاتی ہے جوہر زبان کیسے کیسے

خزان دامن گل مین آکر چھپی ہے
تجسس مین ہین باغبان کیسے کیسے

نہ اب تک ہوا میری اُلفت کا باور
اسی پر ہیے تھے امتحان کیسے کیسے

تصور مین تیرے جو ہین بند آنکھین
نظر آرہے ہین سمان کیسے کیسے

سلامت رہین میرے دیدے جہانمین
ہوے انسے دریا روان کیسے کیسے
یہ دامن تلک ہاتھ پہونچا ہمارا
ملے اذن تاب وتوان کیسے کیسے
مین ہی کچھ نہین اُسکا بندہ بنا ہون
ہین سجدے مین کرد بیان کیسے کیسے
تری سرد مہری نہ کچھ بھی ہوئی کم
ہوے نالۂ آتش فشان کیسے کیسے
ہے چاہِ زنخدان ترا چاہ بابل
گرے مُنھ کے بل نکتہ دان کیسے کیسے
ذرا خواب غفلت سے چونکا نہ قاتل
گرا ہے ستم کشتگان کیسے کیسے
شب وصل اُس عربدہ جُو نے ارمان
کیے زیر دامن نہان کیسے کیسے
نہین چین سے مُردے بھی سُونے پاتے
غضب کرتی ہین شوخیان کیسے کیسے
ملے وہ جو میدان محشر مین انجم
چلے مجھسے دامن کشان کیسے کیسے

۲۱۸ ۲۲

نہ ہوئی صاف طبیعت ہی تو ہے
رہ گئی دلمین کدورت ہی تو ہے
بھا گئین دل کو ادائین اُنکی
کھپ گئی آنکھو مین صورت ہی تو ہے
میری میت پہ نہ آئے نہ سہی
نہ ہوئی آپ کو فرصت ہی تو ہے
نہین کرتا مین جفا کا شکوہ
آپ کیا کیجیے عادت ہی تو ہے
نہین آتا کسی پہلو آرام
نہین کٹتی شبِ فرقت ہی تو ہے
نکلی قاتل نہ ترے تیر کے ساتھ
دل ہی مین رہگئی حسرت ہی تو ہے
مجھسے عاصی پہ یہ بخشش یہ کرم
بندہ پرور تری رحمت ہی تو ہے
نہ ٹلی سر سے بلائے فرقت
پڑ گئی جان پہ آفت ہی تو ہے

ہم نے پھیرا نہ دل اپنا تجھ سے
جان دینے لگے مروت ہی تو ہے
حشر برپا ہے تری قامت سے
یہ بھی انداز قیامت ہی تو ہے

۲۱۹ — ۹

نہ رہا ضبط کا یارا انجم
نہ چھپی ہم سے محبت ہی تو ہے
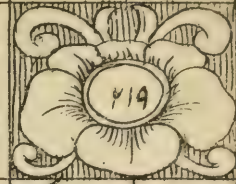
یار بدظن کہیں نہو جائے
دوست دشمن کہیں نہو جائے
ضبط کر آہ اے دل سوزان
حال روشن کہیں نہو جائے
موت بھی ہمسے کرتی ہے اغماض
تیری چتون کہیں نہو جائے
بل نہ دے یار اپنی کاکل کو
دیکھ ناگن کہیں نہو جائے
دلمیں ظالم خیال ظلم نہ کر
موم آہن کہیں نہو جائے
اے جنون میری پردہ داری کر
چاک دامن کہیں نہو جائے
رشتۂ الفت صنم اے دل
طوق گردن کہیں نہو جائے
لب گلرنگ پر دھڑی نہ جما
برگ سوسن کہیں نہو جائے

۲۲۰ — ۵

نہ لگا ہاتھ زلف کو انجم
دیکھ الجھن کہیں نہو جائے

یہ عشق بتان غضب نہ ڈھا دے
کافر نہ کہیں ہمیں بنا دے
یا میری کوئی خطا بتا دے
یا رسم و رہ جفا اٹھا دے
یا نام نہ رکھ مسیح اپنا
یا درد جگر مرا مٹا دے

…ے اشک تو فرش کو ڈبو دے
اے آہ تو عرش کو ہلا دے

(۲۲۱) (۱۳)

مانے کہ نہ مانے یار انجم
اپنی سی تو کر کے تو دکھا دے

…اک مین ہمکو ملا رکھا ہے — کچھ ابھی اور اٹھا رکھا ہے

…نسی دلمین ہے حسرت جسنے — غمکدہ دلکو بنا رکھا ہے

…ر گئے پر ملک الموت آئے — اب یہان پوچھو تو کیا رکھا ہے

…ان سے لینے کا سبحان اللہ — آپ نے نام قضا رکھا ہے

…یون چلا کعبے کو تو اے زاہد — کیا وہین خاص خدا رکھا ہے

…ارے عالم سے مگر تو نے — اپنا انداز جدا رکھا ہے

…صل گر مرنے ہی پر ہے موقوف — ہمکو کیون تو نے جلا رکھا ہے

…ب یہ ہین یارون کی باتین اے یار — عرش پر تجھکو چڑھا رکھا ہے

…م ابھی جانین بتاؤ تو بھلا — دلمین کیا ہم سے چھپا رکھا ہے

…یکھیے روشنی طبع ذرا — نام گیسو کا بلا رکھا ہے

…ھانتے خاک جو ہین دیوانے — پوچھو تو خاک مین کیا رکھا ہے

…ہے برائی بھی بھلائی کی جگہ — کیا محبت مین مزا رکھا ہے

(۲۲۲) (۸)

موت سے ہو گئی کیا انجم یاس
تہ خنجر جو گلا رکھا ہے

زلف بتان کو کیون چھیڑو کیا اسمین تمھارا رکھا ہے
اس سودے مین سیتے ہوا انجم مفت خسارا رکھا ہے

قتل کریگا کسکو قاتل آیا تو کیون تیغ بکف
اُسکے سر سے پہلے یہان سر اپنا اُتارا رکھا ہے

اُبھرے ہوے ہین بحر فنا سے جبتک ہے یہ تار نفس
اُسنے اسے دل ڈوبتے کو تنکے کا سہارا رکھا ہے

عاشقِ صادق سے وہ پھیرے آنکھ بھلا یہ ممکن ہے
یہ بھی دل لینے کا اُسنے ایک اشارا رکھا ہے

تو تو نہ آیا گھر مین ہمارے ہم ہی چلے آئے تو کیا
اسمین بھی او وعدہ شکن کیا تیرا اجارا رکھا ہے
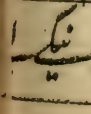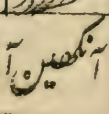
آنکھین ہمکو دے کے یہان دیدار کا تو مشتاق کیا
دیکھے کوئی یہ بیدردی محشر پہ نظارا رکھا ہے

واہ ری قسمت ابتک اُسکو مرنا میرا باور ہی نہین
سارے جہان نے کشتہ حسرت نام ہمارا رکھا ہے

۹ دیکھو نہ جانا اُس طرف انجم دشت بلا ہے کوچۂ قاتل
کھنا مان ہمارا اور نہ مفت مین مارا رکھا ہے ۲۲۳

صور اسرافیل سے عاشق کو تیری کیا غرض
ایک نالہ بس ہے سو طبقے ہلانیکے لیے

صبر کی بھی انتہا ہے بندہ پرور تابکے
کیا ہمین پیدا ہوے ہین آزمانیکے لیے

تیری مرضی گر اسی مین ہے کہ ہو دیدار عام
ہمنے آنکھون پر قدم سارے زمانیکے لیے

ایک ساغر مین نہین چھکنے کا مین مست ازل
بھر دیا ہوتا خُم گردون چڑھانیکے لیے

جو کہ خود مرنے پہ میرے غش تھی کل جانسے
لیجیے وہ آج آئے ہین جِلانیکے لیے

اے غم فرقت گھلا دے تن بدن میرا اگر
چھوڑ دے آنکھین فقط آنسو بہانیکے لیے

شوق سے تو پیش کر دامن کے پُرزے ہمنشین
ہم بھی ٹکڑے دلکے لائے ہین دکھانیکے لیے

۲۲۴

کچھ عذاب حشر کا انجم ہمین کھٹکا نہین
اشک بس ہین آتش دوزخ بجھانیکے لیے

۱۱

چال کیون چلتے ہو اٹھلائی ہوئی
کیا پسند طبع رعنائی ہوئی

دل چُرانے پر گواہی دیتی ہین
چھپی چھپی آنکھین شرمائی ہوئی

ہو گئی ہین بل مری تقدیر کا
تیری کالی زلفین بل کھائی ہوئی

مرتے دم باتین نہ کیجے صلح کی
موت بھی پھر جائیگی آئی ہوئی

اُسکے کوچے سے کہین آئی نہو
کیون صبا پھرتی ہے اترائی ہوئی

دم نکلجائے تو اے دل خوب ہے
جان ہے جینے سے اُکتائی ہوئی

دل تو کیسا تن بدن پھُکنے لگا
آگ ہے یہ کسکی بھڑکائی ہوئی

واہ وا کیا خوب تم نے چال کی
مجھ سے اور میری ہی سکھلائی ہوئی

زندہ در گور اک عالم ہو گیا
یہ قیامت کسکی ہے ڈھائی ہوئی
آنسوؤں کا منھ نہ کیون برساؤنگین
دل پہ ہے غم کی گھٹا چھائی ہوئی

۲۲۵

وہ نہ اپنا ہے نہ ہوئیگا کبھی
مفت انجم اتنی رسوائی ہوئی

۵

دل لے کے ہمارا پھرتا ہے یہ کون وتیرہ تیرا ہے
کرتا ہے جھگڑے باتین کیون ہر بات مین تیرا میرا ہے
تم چہرہ اپنا دکھلا دو کچھ راہ خلاصی بتلا دو
اک زلف کا سودا سر مین ہے اک کالی بلا نے گھیرا ہے
اس آنیکی کیا مجکو خوشی پابندی اسمین کاہے کی
بھولے سے ادھر بھی آنکلے اک جوگی کا سا پھیرا ہے
ہم آپ ہین ایک بلا سے بد کیا ہم سے کریگا کوئی کد
اغیار کرین ہم سے کاوش منھ ہمکو سارا تیرا ہے

۲۲۶

ہم جانسے اپنی جاتے ہین پر دلسے یہ جاتا ہی نہین
اس عشق کا ہوئے برا انجم کیا اسنے ڈالا ڈیرا ہے

۱۹

خود بخود دل ہی بیٹھا جاتا ہے
غش پہ غش آج ہمکو آتا ہے
پیشوائی کو دل جو جاتا ہے
اُسکے کوچے سے کون آتا ہے
میری بگڑی ہوئی بنا ورنہ
کارسازی مین فرق آتا ہے

ہمتو کہتے ہین درد دل اُس سے ‌ ‌ ‌ وہ ہمین گالیان سُناتا ہے
کیا اُٹھاتے ہین نکیر بھلا ‌ ‌ ‌ ہم یہ سمجھے کہ تو جگاتا ہے
یارو ہم خاک کھائین ہجر مین غم ‌ ‌ ‌ غم ہمین خود ہی کھائے جاتا ہے
ترک عشق بتان نہو سکے گا ‌ ‌ ‌ ناصحا کیون ہمین ستاتا ہے
مین تو خود دل سے ہون ترا بندہ ‌ ‌ ‌ لن ترانی کسے سناتا ہے
ہم بھی جی ہی پہ کھیلے بیٹھے ہین ‌ ‌ ‌ دیکھین کب تک وہ آزماتا ہے
نخل اُلفت بھی ہے عجیب شجر ‌ ‌ ‌ روز اک طرفہ گل کھلاتا ہے
مجھ سے پوچھے کوئی ستم کو ترے ‌ ‌ ‌ کون ظالم تجھے بتاتا ہے
چھوڑ اے سنگدل دل آزاری ‌ ‌ ‌ دلربائی کا لطف جاتا ہے
کیا لڑائی کی ٹھان لی جی پر ‌ ‌ ‌ سرمہ آنکھون مین کیون لگاتا ہے
اے جنون جوش مین نہ لا دل کو ‌ ‌ ‌ سُوتے فتنے کو کیون جگاتا ہے
بات کرنی جسے نہ آتی تھی ‌ ‌ ‌ چٹکیون مین وہ اب اُڑاتا ہے
ہم نے مر کر بتا دیا اُسکو ‌ ‌ ‌ دیکھ دم اس طرح سے جاتا ہے
دست رنگین مین آئنہ لیکر ‌ ‌ ‌ آگ پانی مین وہ لگاتا ہے
ہمتو ہین تیرے دیکھنے والے ‌ ‌ ‌ کب نظر مین کوئی سماتا ہے

۲۲۷

کیا کیا تم نے حیف اے انجم
کوئی بے سمجھے دل لگاتا ہے

۹

نمک ریز گر تیری صورت نہوتی | تو بیداد مین یہ حلاوت نہ ہوتی

ہماری عیادت کو آیا زمانہ | جو تم پوچھ لیتے قباحت نہ ہوتی

ہوئی خیر آیا نہ دیوانہ تیرا | قیامت مین کیا کچھ قیامت نہ ہوتی

ابھی اپنے پہلو سے مین پھینکدیتا | جو اس دل مین تیری محبت نہ ہوتی

جو آتا بھی وہ حسب وعدہ تو کیا تھا | سحر تک لڑائی سے فرصت نہ ہوتی

شکایت ہے اُس بت سے قاصد کو بیجا | پیمبر جو ہوتا سماعت نہ ہوتی

مری روح آرام پاتی نہ ہرگز | اگر تیرے کوچہ مین تربت نہ ہوتی

مری خاک کو وہ نہ برباد کرتے | اگر اُنکے دلمین کدورت نہ ہوتی

(۲۲۸) جو الفت کا اظہار ہوتا نہ انجم | خدا سے کبھی تجکو ندامت نہوتی (۸)

نہوتا جنون گر محبت نہ ہوتی | یہ نوبت نہ آتی یہ ذلت نہ ہوتی

جو دمساز ہوتا نہ میرا مسیحا | رقیبون سے دم بھر بھی مہلت نہوتی

نہ تھا عذر کچھ دل کے دینے مین مجکو | جو تجھ مین مکرنے کی عادت نہ ہوتی

بلا مین پھنسایا ترے گیسوؤن نے | یہ سودا نہ ہوتا جو الفت نہ ہوتی

ذرا بھی جو وہ چھیڑ دیتے کسی دن | تو پھر ختم دل کی حکایت نہ ہوتی

مرا دل جلانا تھا منظور اُنکو | رقیبون سے کیون گرم صحبت نہ ہوتی

جو غیرون کو وہ سر چڑھاتے نہ اتنا | تو برہم کبھی اُنکی صحبت نہ ہوتی

ترے اک اشارہ مین دلکو نہ دیتا | مروت جو او بے مروت نہ ہوتی

۲۲۹ — ۸

پریزاد ہوتا جو اے آسمان وہ
تو زنہار یہ آدمیت نہ ہوتی

اک ذرا پردے سے باہر آئیے — جلوہ مثل ماہ دکھلا جائیے
جذبہ شوق شہادت کہتا ہے — کوچہ جانان مین سر کٹوائیے
پھیرئیے خنجر گلا کٹتا ہے جلد — چرکے دیدیکے نہ یون تڑپائیے
طالب بوسہ جو مین اُنسے ہوا — ہنسکے بولے پہلے منھ بنوائیے
ہو مریض عشق کو جلدی شفا — کوئی تو ایسی دوا بتلائیے
دل کی حسرت تو نکل جائے مری — خواب ہی مین ایک دن آجائیے

۲۳۰ — ۹

انجم دل خستہ کو شاہ نجف
روضہ اقدس پہ اب بلوائیے

نگہ کیا اور مژہ کیا اے صنم اِسکو بھی اُسکو بھی
سمجھتے ہین قضا کا تیر ہم اِسکو بھی اُسکو بھی
پڑے تھے دل کے پیچھے اُسکو تو غارت کیا تمنے
رہا اب دین و ایمان لو صنم اِسکو بھی اُسکو بھی
اگر لے مول اک بوسے پہ میرا دین و ایمان تو
مین دیدونگا ترے سر کی قسم اِسکو بھی اُسکو بھی
حقیقت مین تفاوت کچھ نہین شیخ و برہمن مین

سُنا ہے ہم نے بھرتے تیرا دم اِسکو بھی اُسکو بھی

گرا دیتا ہے آنکھون سے مری سنبل ہو یا ناگن
تمھاری کاکل پیچان کا خم اِسکو بھی اُسکو بھی

کبھی تیوری چڑھانا اور کبھی مُنھ پھیر کر ہنسنا
ترا عاشق سمجھتا ہے ستم اِسکو بھی اُسکو بھی

ہماری آبرو کیا اور دلِ پُر حوصلہ کیسا
ڈبو دینا اری او چشم نم اِسکو بھی اُسکو بھی

کیا اقرار بوسے دینے کا دین گالیان تُمنے
فقیر عشق ہون سمجھا کرم اِسکو بھی اُسکو بھی

۲۳۱

خط محبوب و پاے نامہ بر قسمت سے ہاتھ آئے
لگا آنکھون سے انجم دمبدم اِسکو بھی اُسکو بھی

۱۱

کونسا طرز جفا ہے جو نہین یاد تجھے
آسمان مان گیا او ستم ایجاد تجھے

پھیر دی اُلٹی چھری میرے گلے پر تو نے
ذبح کرنا بھی نہ آیا ارے جلاد تجھے

جو ستم تو نے کیے دل نے اُٹھائی بخوشی
تیرے ناشاد نے ہر طرح کیا شاد تجھے

تو نے برباد کیا مجکو تو اسکا نہین غم
میرا اللہ ہمیشہ رکھے آباد تجھے

رات دن یون مرے تڑپانے سے پھر کیا حاصل
نہین مرغوب جو ظالم مری فریاد تجھے

پرسشِ روز قیامت سے ڈرایا تو کہا
ہم جو چاہین تو وہان بھی نہ ملے داد تجھے

بیقراری نہین لازم ہے قفس مین بلبل — چلنے ہے پیروی خاطر صیاد سے تجھے

لے کے دل خاک مین اک روز ملا ئیگا نہ — خوب سمجھا ہون ارے بانی بیداد تجھے

قید کیون فصل بہاری مین کیا بلبل کو — موت آجائے الٰہی کہین صیاد تجھے

دیکھ اچھا نہین عشق قد جانان اے دل — دار پر کھینچے گا وہ غیرت شمشاد تجھے

۲۳۲

یون جلائے حق و ناحق نہ کبھی اے انجم
آدمی زاد جو سمجھے وہ پریزاد تجھے

۷

…یر بجانب یہ گمان لو واہ وا اچھی کہی — مجھ سے اور یہ امتحان لو واہ وا اچھی کہی

ہم تمھین چاہین بھلا ایسا ہمارا منہ کہان — تم کہان اور ہم کہان لو واہ وا اچھی کہی

…پوچھتے ہو مجھ سے تم ناحق شب فرقت کا حال — مجھسے اور ہو وے بیان لو واہ وا اچھی کہی

…م تو لے جان جہان رکتا تھا تیرے ہجر مین — اب لگی کہنے زبان لو واہ وا اچھی کہی

…لیکے دل اب پھیرتے ہو مین گل دیگر شگفت — پھینکدو چاہ جہان لو واہ وا اچھی کہی

…ل کی شب میری جان ہے او ٹالکی کہتی بہار — قول ہو وے درمیان لو واہ وا اچھی کہی

۲۳۳

چاہ اے انجم چھپائے سے چھپے ممکن نہین
عشق اور ہووے نہان لو واہ وا اچھی کہی

۶

…ٹرتا ہے دم ترا بیمار اٹھتے بیٹھتے — ٹیستا ہے زخم دل ہر بار اٹھتے بیٹھتے

…مین اسکے در زندان پی روتا ہون جو مین — ٹوٹتا ہے موتیون کا ہار اٹھتے بیٹھتے

…لہ طاقت ہم مین اصلا راہ چلنے کی نہین — آہی جاتے ہین مگر اے یار اٹھتے بیٹھتے

پہلے ایجان بوسہ پر انکار کی عادت نہ تھی — ابتو تو کرنے لگا تکرار اُٹھتے بیٹھتے

دل تو ہے بیتاب لیکن کیا کرین کچھ بس نہین — ورنہ لپٹا کر مین کرتا پیار اُٹھتے بیٹھتے

ناتوانی بڑھ گئی ہے اسقدر اب عشق مین — لڑکھڑا جاتا ہون مین اے یار اُٹھتے بیٹھتے

صدقے ہو جاؤن مین اس اٹھلا کے سونے پر ترے — لون بلائین تیری اے دلدار اُٹھتے بیٹھتے

خوف رہتا ہے یہی ایجان سُن لیگا کوئی — ورنہ حالِ دل کرون اظہار اُٹھتے بیٹھتے

۲۳۴ — ۶

کہتے ہین انجم کسی سے دل لگایا ہے ضرور — طعنے دیتے ہین مجھے ہر بار اُٹھتے بیٹھتے

تڑپا کیا دل بھی غم فرقت مین جگر بھی — اے یار مگر تو نے نہ لی میری خبر بھی

دل لیکے مرا مجھسے کروگے یہ عداوت — مجھکو نہ تھی اصلا بخدا اسکی خبر بھی

مین نے کہا مرجاؤنگا فرقت مین تمھاری — جھنجھلا کے وہ بولے کہین جھگڑا چکے مر بھی

ہم حسرت دیدار مین مرجائین مگر تم — صورت نہ دکھاؤگے ہمین ایک نظر بھی

دل تو تمھین پہلے ہی سے ہم دے چکے ایجان — اسپر بھی نہ راضی ہو تو حاضر ہے جگر بھی

۲۳۵ — ۱۱

اس منزل دنیا سے یونہین چل بسے انجم — افسوس لیا ساتھ نہ کچھ زاد سفر بھی

جب سر شام ترے گیسوے پیچان دیکھے — رات بھر ہم نے عجب خواب پریشان دیکھے

طالب دید ترے جتنے مریجان دیکھے — دربدر خاک بسر چاک گریبان دیکھے

ایسا ڈوبا دل مضطر نہ ملا تھل بیڑا — آج اے دیدۂ گریان ترے طوفان د

دل نہ پھر حشر تلک قصد کرے جانیکا
کوچۂ زلف کی گر بھول بھلیان دیکھے

خود بخود شوق شہادت مین اسر جھک جائے
تیغ کو تیری جو قاتل کبھی عریان دیکھے

رات کو چاند گہن کا ہوا دھوکا مجھکو
رخ پر نور پہ گیسو جو پریشان دیکھے

تارے گن گن کے کرے صبح بہار مجبور
گر تمھین ہاتھ پہ چنتے ہوئے انشان دیکھے

جان سے دونون سر دست اٹھا بیٹھین ہاتھ
برہمن دیکھے تجھے خواہ مسلمان دیکھے

ضبط گریہ نہو قاتل سے بائین سنگدلی
چاک کر کے جو مرا سینۂ سوزان دیکھے

مجھکو کہتا ہے کہ دل اور سے الجھایا ہے
جیتے جی دوستو اس شعر کے طوفان دیکھے

۲۲۶

آسمان جو کہ ہوا اس ماہ کا عاشق کیونکر
آنکھ اٹھا کر وہ سوئے مہر درخشان دیکھے

۱۱

تم خفا ہو اے صنم کس واسطے
روٹھتے ہو دمبدم کس واسطے

ہم تو حاضر ہین تمہاری جو خوشی
پھر یہ ہین ظلم و ستم کس واسطے

میرے رونے پر وہ ہنستا بھی نہین
گریہ پھر اے چشم نم کس واسطے

جبکہ ہر شے کو فنا ہی ہے تو پھر
خواہش جاہ و حشم کس واسطے

وہ تو میت پر بھی آنے کے نہین
جان دین پھر اپنی ہم کس واسطے

تم تو بزم غیر مین خوش پھر و
ہم اٹھائین رنج و غم کس واسطے

وہ مسیحا تو نہ آئیگا کبھی
رک گیا آنکھون مین دم کس واسطے

تھی اگر ترک وفا مد نظر
پھر یہ تھے قول و قسم کس واسطے

آپ نے تیوری چڑھائی کس لیے
کھینچ لی تیغ دو دم کس واسطے

کوے جانان چھوڑ کر اے زاہدو
خواہش باغ ارم کس واسطے

۲۳۷ انجم بے خانمان کو اسقدر
دیتے ہو رنج و الم کس واسطے ۳

آنکھ آہوے صید افگن ہے
مردم شوخ دیدہ رہزن ہے

حور بھی دیکھ لے تو شرما جاے
تجھپہ نام خدا وہ جوبن ہے

مرگیا وہ جسے ڈسا اسنے
گیسوے یار ہے کہ ناگن ہے

مین تو کشتہ ہون تیرہ بختی کا
گور پر کیون چراغ روشن ہے

کیا خطا تیری ہمنے کی اے چرخ
بے سبب کیون ہمارا دشمن ہے

رات دن بولتا ہے بے کوکے
دل نالان بھی طرفہ ارگن ہے

دل مین رہنا بھی اُسنے چھوڑ دیا
اسقدر یار مجھسے بدظن ہے

حسرتین بیڑیان ہین پانُون کی
آرزو میری طوق گردن ہے

پھر ہرے ہوگئے ہین داغ جگر
آج کل پھر بہار گلشن ہے

رات دن ہے جو زلف یار کی یاد
کیا بتاؤن جو دل کو اُلجھن ہے

سبزۂ خط پہ مر مٹا ہون مین
ابر تربت پہ سایہ افگن ہے

روز کرتا ہے اک نیا حیلہ
کسقدر یار شوخ و پرفن ہے

۲۳۸ کچھ کسی کا گلا نہین انجم
دل سوا سب سے اپنا دشمن ہے ۱۳

یاد کس کسکو کیا ہے نہین معلوم مجھے — آئی کس کسکی قضا ہے نہین معلوم مجھے

جھسے دل لیکے وفا کیجیے گا یا کہ جفا — عندیہ آپکا کیا ہے نہین معلوم مجھے

و نی اللہ مرے یار سے پوچھے تو سہی — مجھسے خوش ہے کہ خفا ہے نہین معلوم مجھے

س سے دل مانگون مین اپنا کرون کس سے شکوہ — کسکے زیر کف پا ہے نہین معلوم مجھے

الیان کیون نہین سہتے ہین وہ بیباکی سے — آج کیون شرم وحیا ہے نہین معلوم مجھے

یر سے کام نہ مجھکو نہ حرم سے مطلب — کون بت کون خدا ہے نہین معلوم مجھے

س جگہ جاؤن کہان ڈھونڈھون کرون کیا انکو — کیا ترے گھر کا پتا ہے نہین معلوم مجھے

ل بکھرائے ہوے یار چلا آتا ہے — آئی یہ کسپہ بلا ہے نہین معلوم مجھے

ال دل اُنسے جو پوچھا تو کہا جھنجھلا کر — عالم الغیب خدا ہے نہین معلوم مجھے

کسنے دیوانہ کیا چاند سا مُنہ دکھلا کر — کونسا ماہ لقا ہے نہین معلوم مجھے

ل کس کسکو کیا تیغ ادا سے اُسنے — کون ممنون قضا ہے نہین معلوم مجھے

ون نہین تیغ ادا سے مجھے بسمل کرتے — کیا تڑپنے مین مزا ہے نہین معلوم مجھے

۲۳۵

دل اُسے دون کہ نہ دون کچھ تو بتاؤ انجم
وہ بھلا ہے کہ بُرا ہے نہین معلوم مجھے

۶

م ہجر کے گئے دن گذر ہوا آخر اپنا وصال ہی
پہ یہ کیا غضب ہے ارے خدا تجھے آج تک ہے ملال ہی
ہے انوکھا اُسکا جمال ہی نہ وہ بدر ہے نہ ہلال ہی

نہین ملتی کوئی مثال ہی بلغ العلیٰ بکمالہٖ

مری آہ غم نے کیا اثر کہ وہ آنکر ہوئے جلوہ گر

شب تار ہجر ہوئی سحر کشف الدجیٰ بجمالہٖ

ہے اُسی کی شان مین لافتی ہے اُسکی ثنا مین ہل اتی

ہے اُسی کی شان مین انما حسنت جمیع خصالہٖ

مین سوال وصل ہون کر رہا وہ یہ کہتا ہے کہ نہ مانونگا

یہ عجب طرح کا ہے مخمصا کہ نہ ہجر ہے نہ وصال ہی

۲۴۰

مجھے کس طرح نہ خیال ہو کہ نہ انجم اُنکو ملال ہو

کسی باتکا جو سوال ہو نہین اتنی اپنی مجال ہی

وصل سے تو جدائی بہتر ہے
صلح سے تو لڑائی بہتر ہے

اک ہمین ہین بُرے ترے آگے
اور ساری خدائی بہتر ہے

آشنا بنکے کون اُٹھاے ستم
اس سے نا آشنائی بہتر ہے

ایک عرصہ سے منتظر تھا مین
اے اجل تو جو آئی بہتر ہے

مطلب دل حصول ہو کہ نہ ہو
پر وہانتک رسائی بہتر ہے

اُنکا پنجہ ہے مہر سے پُر ضو
مہ نو سے کلائی بہتر ہے

۲۴۱

در شبیر پر چلو انجم
اب وہین جبہ سائی بہتر ہے

جب صفائی نہین تو پھر کیا ہے | یہ جدائی نہین تو پھر کیا ہے

میرے آگے اشارے غیرون سے | کج ادائی نہین تو پھر کیا ہے

ایک بوسے پہ اسقدر تکرار | بے رکھائی نہین تو پھر کیا ہے

ہم سے مانا کہ وہ بھی راضی ہون | پر رسائی نہین تو پھر کیا ہے

جان جاتی ہے خوبرویون پر | موت آئی نہین تو پھر کیا ہے

گھٹنہ ماتھے پہ ہاتھ مین تسبیح | پارسائی نہین تو پھر کیا ہے

۲۴۲ — ۵

لے کے دل وہ مکر گئے انجم
یہ ڈھٹائی نہین تو پھر کیا ہے

ذرا تو حال دل اے گریہ لب تک آنے دے | فسانۂ شب فرقت انھین سنانے دے

مین سر کے بل ترے کوچے مین لا کھڑا اون | اگر یہ ضعف ذرا بھی قدم اُٹھانے دے

کہا جو مین نے کہ فرقت مین جان جاتی ہے | وہ ہنسکے ناز سے کہنے لگا کہ جانے دے

ہزار چاہا کہ کچھ درد دل کہون اُنسے | مگر تسلسل گریہ بھی لب تک آنے دے

۲۴۳ — ۱۱

تو اُسکی یاد نہ دل سے بھلائیو انجم
اگر وہ بھول گیا ہے تو بھول جانے دے

مری جان جدائی نہ ہو گی تو ہو گی | کسی دن لڑائی نہ ہو گی تو ہو گی

انھین شرم ہے اور یہان شوق بیحد | اگر ہاتھا پائی نہ ہو گی تو ہو گی

نہین اتنی جرأت کہ قدمون پہ گرئیے | کہ اُنسے صفائی نہ ہو گی تو ہو گی

ذرا جذبۂ دل مدد کر خدا را
جو اُن تک رسائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہ کچھ حسن و خوبی مین فرق آیا ہوگا
یہ دولت لٹائی نہ ہوگی تو ہوگی

رہائی اسیر محبت کو تیرے
اگر موت آئی نہ ہوگی تو ہوگی

نئے ظلم ایجاد کرتے رہو تم
جہان مین دہائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہین باک غیرونسے ملنے مین اُنکو
جو دل مین بُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

ہر اک بات پر آفرین جب کہین سب
تو پھر خودستائی نہ ہوگی تو ہوگی

محبت کی جو آنکھ تھی آگے تیری
جو تو نے چُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

۱۳

محبت کا گر کھل گیا حال آنپر
تو انجم رُکھائی نہ ہوگی تو ہوگی

۲۴۴

میری جانب بھی خدارا دیکھیے
دیکھیئے اے ماہ پارا دیکھیے

نشۂ الفت سے ہین عشاق مست
رنگِ بزم اے بزم آرا دیکھیے

آئیے اے رشک عیسی آئیے
دم نکلتا ہے ہمارا دیکھیے

اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین
مرنجائے غم کا مارا دیکھیے

تابکے ترچھی نگاہین تابکے
سیدھی نظرون سے خدارا دیکھیے

مانیے کہنا نہ کیجے ذکرِ غیر
حال کھُل جائیگا سارا دیکھیے

بوسۂ شمشیر ابرو لے لیا
حوصلہ اے جان ہمارا دیکھیے

شام سے وہ یون ڈراتے ہین مجھے
صبح کا نکلا ہے تارا دیکھیے

چھیڑنے کو سُتے ہین وہ ہر گھڑی — کون ہے کسنے پکارا دیکھیے
بام پر پھر بیٹھتے ہین آ کے آپ — پھر رقیبون نے اُبھارا دیکھیے
مین نے پوچھا تمکو دل دون یا نہ دون — ہنسکے بولے استخارا دیکھیے
کھولکر جوڑا لگا کہنے وہ شوخ — سورۂ واللیل سارا دیکھیے

۲۴۶ — ۱۱

راز اُلفت اُنسے انجم کیون کہا
ہو نہ جائے آشکارا دیکھیے

آج کل ایسی ناتوانی ہے — بار سر سے بھی سرگرانی ہے
میرا خط اُسکو دے کے کہدینا — تیرے عاشق کی یہ نشانی ہے
کیون نہ آجائے دل حسینون پر — زاہدا عالم جوانی ہے
مجھ مصیبت زدہ کا حال نہ پوچھ — ایک قصہ ہے اک کہانی ہے
آج ہی مار ڈال اے ظالم — آخر اک دن تو جان جانی ہے
خاک لے چشم تر تھمین آنسو — دل ہی سینے مین پانی پانی ہے
کیا گنہ میرا بھا گئی جو مجھے — تیری صورت ہی خوش سہانی ہے
کہین چھوڑے سے چھوٹتی ہے — ناصحا چاہ اُستخوانی ہے
کیون نہ ہوجائین چھلنی چھلنی پانون — تیرے کوچے کی خاک چھانی ہے
یا الٰہی بھرے نہ زخم جگر — میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
حیف دل اُسپہ آگیا انجم — جو کہ ظلم و ستم کا بانی ہے

کرے جو چپکے چھپکے بلبل ہزار بن تیرے
کھلے نہ غنچۂ دل زینہار بن تیرے

یہ بیخودی ہوئی اے شہسوار بن تیرے
چھٹی عنان شکیب و قرار بن تیرے

مثال خار رہا لالہ زار بن تیرے
خزان ہوئی مجھے فصل بہار بن تیرے

قطعہ

تڑپتے گذری شب انتظار بن تیرے
نہ نیند آئی کسی طرح یار بن تیرے

کلیجہ تھام کے ہاتھوں سے یا علیؑ کہکر
مین چیخ چیخ اُٹھا بار بار بن تیرے

مریض ہجر کی جلدی خبر لے اے عیسیٰ
لبون پہ آگئی ہے جان زار بن تیرے

۲۴۷

ہر ایک پھول بھی انجم کو اپنے بستر کا
مثال خار ہے اے گلعذار بن تیرے

۹

رہ نجائے کوئی دلمین ترے ارمان باقی
وہ بھی ہوجائے ابھی جو ہو مری جان باقی

کیون ستانیکو مرے وصل کی شب بول اُٹھا
ہے ابھی رات بہت مرغ خوش الحان باقی

اپنے بیمار کا کیا خاک کیا تو نے علاج
درد دل ہی کا اگر رہگیا درمان باقی

اُف زبانسے نہین کرتے لیکن
دلمین تو ہے خلش ناوک مژگان باقی

کردیا دست جنون نے مجھے بالکل عریان
نہ رکھا نام کو بھی تار گریبان باقی

سر مرا کاٹ کے قاتل نے سبکبار کیا
تا قیامت رہا گردن پہ یہ احسان باقی

نہ بچے گا ترا بیمار ذرا دیکھ آکر
بات رہجائیگی اے عیسی دوران باقی

سب چھٹے پر نہ چھٹا دوری جانان کا غم
رہگیا اک یہ مری جان کا خواہان باقی

۲۴۸

منھ پہ منھ رکھ کے شب وصل یہ بولا وہ ماہ
سچ کہو اب بھی ہے انجم کوئی ارمان باقی

۷

نہ آج تک تو دلا زورِ بل تفضل کے چلے
ہماری جان چلی لیجیے وہ آگے چلے

ہٹا لو چہرے سے اپنے ذرا پریشان بال
یہ صبح ہوتے ہوے دوپہر ڈھلا کے چلے

تسلیون مین بھی اُنکی ہے ظلم کا پہلو
کلیجہ تھام لیا جب گلے لگا کے چلے

ابھی تو آنکھ لگی تھی ترے تصور مین
نکیر لیجیے مرقد مین بھی جگا کے چلے

بھلا یہ چوری ہے صاحب کہ سینہ زوری ہے
لڑا کے آنکھ بچا ہو نہین دل چُرا کے چلے

(۲۴۹) یہ ڈر رہا ہون کہ اندھیر کچھ نہ ہوا انجم
الٰہی خیر ہو آنکھون مین وہ سما کے چلے (۱۲)

زبان کس طرح باز آئے فغان سے
فغان کو لاگ ہے میری زبان سے

جلا دل شعلۂ ہجرِ بتان سے
شرر اُٹھنے لگے ہر استخوان سے

مرا نام و نشان گر پوچھنا ہو
تو پوچھو بلبلِ بے خانمان سے

نہین شکوہ ترا آتا زبان پر
کہون مین حال اپنا کس زبان سے

اگر سر پھوڑنا ہی ٹھہرا اے جان
تو پھر کیا کام تیری آستان سے

یہ آزارِ محبت نے کیا زار
نہ اُٹھا نازِ نازک مجھ ناتوان سے

مین ہون شوریدہ سر اُنھے نہ ہمدم
قدم اپنا اُٹھا لے درمیان سے

مجھے بھی ساتھ لیلو جانے والو
رہا جاتا ہون پیچھے کاروان سے

نہ شرماؤ ذرا آنکھین ملاؤ
یہ بتلاؤ کہ آتے ہو کہان سے

تمھارا دل تو پتھر ہے مری جان
مین ایسا دل بھلا لاؤن کہان سے

بھلا او سنگدل کیا پوچھتا ہے
تڑپنے کا مزا مجھ نیم جان سے

۲۵۰

جو سر کاٹا مرا قاتل نے انجم
سبکباری ہوئی بار گران سے

۱۰

حیا و شرم کے صدقے ہنسی مُنھ پر نہین آتی
یہان آبیٹھو پھر دیکھون تو مین کیونکر نہین آتی

مرے ہی واسطے اندھیر ہے یہ اے مہ تابان
وگرنہ چاندنی راتون کو کس کے گھر نہین آتی

بھروسے پر تری رحمت کے کرتا ہون گنہ لاکھون
ذرا بھی میرے دل مین دہشت محشر نہین آتی

بیان کرتا ہون جب حال شب فرقت تو کہتے ہین
تمھاری سی مجھے بیکار کی ٹر ٹر نہین آتی

کراہت تھی جسے روز نخستین اندر آنے مین
وہی ہے روح جو اب جسم سے باہر نہین آتی

ترے دیوانے بستی سے گئے صحرا کی جانب کو
بہت مدت ہوئی آواز شور و شر نہین آتی

مین خود اپنے دل وحشی کی نادانی کا قائل ہون
حقیقت مین ابھی اسکو محبت کرنی نہین آتی

نہین معلوم کب شمشیر کھینچے ہم پہ وہ قاتل
ہمیشہ سنتے آتے ہین قضا کہکر نہین آتی

نہاکر بال سکھلاتے ہین وہ اور دیکھتا ہون مین
یہ کیسی ہے بلا یا رب جو میرے سر نہین آتی

۲۵۱ وہ پوچھین یا نہ پوچھین تم تو چاہے جاؤ اے انجم
تمھین نام خدا غیرت تو رتی بھر نہین آتی ۱۱

کوچے مین گر جگہ نہ ملیگی مزار کی
مٹی خراب ہوگی ترے خاکسار کی

صورت کوئی نکلتی نہین وصل یار کی
تسکین ہو کس طرح سے دل بیقرار کی

گلشن مین بلبلون نے کیا آکے پھر ہجوم
پلٹی ہوا ارت آگئی فصل بہار کی

جاتا رہے یقین سے ہے مرادرد سر ابھی
ملجائے یار و خاک اگر پاے یار کی

پردا اٹھا دیا ہے یہ کس بے حجاب نے
برچھی نگہ کی کسنے مرے دل کے پار کی

ہرگز نہ اسنے صحبت اغیار ترک کی
حالانکہ مین نے یار کی منت ہزار کی

عاشق پٹک کے سر پس دیوار مر گیا
دل تو دیا تھا جان بھی تم پر نثار کی

اصرار اسنے جب کیا اقرار وصل پر
سو بار گر نہین کی تو ہان ایک بار کی

آسان نہین مقابلہ دندان یار سے
بنجائے آبرو یہ در شاہوار کی

ایک ایکدن برس کے مقابل ہے اے صنم
اک اک گھڑی پہر ہے شب انتظار کی

۲۵۲ انجم مری دکھین مشکل کشا علی
پروا نہین ہے کچھ مجھے روز شمار کی ۱۲

اُمید مہر پر اک حسرتِ دل ہم بھی رکھتے تھے
تمنا وصل کی اے ماہ کامل ہم بھی رکھتے تھے

کبھی گلزار داغ عشق سے دل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی اک تازہ گلشن اے عنادل ہم بھی رکھتے تھے

کسی دن تو وہ بحرِ حسن آ کر زیب بر ہوتا
کہ آغوش تمنا شکل ساحل ہم بھی رکھتے تھے

الگ تو بزم سے اُٹھکر جو سن لیتا تو کہدیتے
کہ کچھ کچھ التجا اے زیب محفل ہم بھی رکھتے تھے

ہمیں بے موت کیوں مارا اجل تو کس لیے آئی
ہوائے بوسۂ شمشیر قاتل ہم بھی رکھتے تھے

ہمارے دل کا عقدہ کیوں نہ اے غنچہ دہن کھولا
ہوس بوسے کی تھی تھوڑی سی مشکل ہم بھی رکھتے تھے

کریں اب کیا کہاں ڈھونڈھیں گنوایا کوئے گیسو میں
کبھی یا دش بخیر اے ہمدمو دل ہم بھی رکھتے تھے

ہمارا امتحان بھی او قدر انداز لازم تھا
دلِ مجروح و مضطر جان بسمل ہم بھی رکھتے تھے

کیا پامال اُسکو کیوں نہ تم نے ساتھ سبزے کے

تمھارے زیر پا ایجان جہان دل ہم بھی رکھتے تھے

...ین اب کثرت داغ جنون سے لائق ہدیہ
کبھی دل پیشکش کرنے کے قابل ہم بھی رکھتے تھے

...ارت سے نہ دیکھو آج ہم کو اے پری رویو
کبھی تم سا کوئی زہرہ شمائل ہم بھی رکھتے تھے

...نسبب سے کیا ہوئی اُلفت دا یجان دونون جانب کی
یہی دل تم بھی رکھتے تھے یہی دل ہم بھی رکھتے تھے

...ہین شب بھر جلا کرتے تھے یاد شعلہ رُخ مین
یہی سوزش کبھی اے شمع محفل ہم بھی رکھتے تھے

لب جان بخش پر کیا فوق دیتے چشم فتان کو
کہ انجم کچھ تمیز حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

...فو تقصیر جو ہوتی تو بڑی بات نہ تھی
کوئی مشکل تو یہ اے قبلہ حاجات نہ تھی

...لہ منظور اگر ہم سے ملاقات نہ تھی
ترک الفت ترے نزدیک تو کچھ بات نہ تھی

...ر بسر دور ہوے رنج والم فرقت کے
اور کیا تھا یہ اگر تیری عنایات نہ تھی

...اک ہوتا تر و تازہ مرا نخل اُمید
میرے اشکونکی جھڑی تھی کوئی برسات نہ تھی

...وفا تم ہوے کی ترک محبت مین سبنے
عشق بازی مرا شیوہ تمھاری ذات نہ تھی

کیون نہ اظہار کیا حال دل اپنا انجم
آج تھا حشر کا دن وصل کی تو رات نہ تھی

نالون کا اذن دے دل ناچار کے لیے — اس درجہ قید تازہ گرفتار کے لیے

کچھ مختصر سا حال نہین میرا لے خدا — دو چار حشر ہون مرے اظہار کے لیے

چھلا بھی قول کا نہ مجھے آپ نے دیا — اقرار نامے نتو مرے اقرار کے لیے

مجھ ناتوان کے قتل پہ کیون کھینچیے ہو تیغ — کافی ہے اک اشارہ تو دو چار کے لیے

اپنے ہی کوچے مین مجھے دفنانا بعد مرگ — مرتا ہون تیرے سایۂ دیوار کے لیے

قدمون کی تیرے خاک جو جائے میرے ہاتھ — سرمہ بناؤن دیدۂ بیدار کے لیے

بوسہ دے تو دے مجھے دو چار گالیان — اکسیر ہے یہی ترے بیمار کے لیے

اے آرزو اتنا تو لازم نہین ہجوم — تھوڑی جگہ تو دل مین رہے یار کے لیے

جانِ حزین و لخت جگر پارہ ہاے دل — لایا ہون نذر دینے کو سرکار کے لیے

پچھلے سے مستعد ہین وہ جانیکے واسطے — سوتے سے اٹھ کے بیٹھے ہین تکرار کے لیے

محشر مین کام کچھ ترے دیوانے کا نہ تھا — بلوا لیا ہے رونق بازار کے لیے

چر کے ہزارون دل پہ لگے تیغ ناز کے — بوسے لپٹ لپٹ کے جو تلوار کے لیے

ظالم خدا کے واسطے آنا جو ہو تو آ — آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

٢٥٥

انجم ذرا دکھایئے نازک خیالیان
تشبیہ ڈھونڈھیے کمر یار کے لیے

١١

چشم کہتی ہے کہ شرمندہ ہے بارش مجھسے — آہ کہتی ہے خجل رہتی ہے آتش مجھ سے

جان دیتے ہے مجھے پاس رضاجوئی کا — آپ کیون ہوتے ہین ناحق متوحش مجھ سے

دیدوں پس دیوار تڑپکر اے دل
اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی ہے کوشش مجھسے

رخسار کے بوسے پہ بگڑتے ہیں حضور
اتنی سی بات پہ لازم نہیں رنجش بے مجھسے

ادائی سے کیا قتل مجھے پہلے تو
کتنے دم باز ہوا اب کرتے ہو سازش مجھسے

ل سنکے تجاہل سے وہ فرماتے ہیں
میں نہ سمجھا تھا کہ ہوتی ہے گذارش مجھسے

بھر دیدہ گریانسے بہائے جو اشک
اکی برسات میں شب منہ سے بارش مجھسے

نظر دیکھنے پر کرتے ہو یہ جور و ستم
یاکوئی اسکے علاوہ بھی ہے کاوش مجھسے

ئی کا نہیں کچھ خاک ادا ہوتا حق
ان بتوں کی نہیں ہو سکتی پرستش مجھسے

بہ عشق نے اتنا تو اثر دکھلایا
اب تو خود ملنے کی رکھتے ہیں وہ خواہش مجھسے

(۲۵۶) نام لے دونگا دلِ زار کا اپنے انجم
حشر کے دن جو کریگا کوئی پرسش مجھسے (۱۳)

لیا نہیں جب سے مجھے اے ماہ لقا ہے
بیتابیِ دل درد جگر حد سے سوا ہے

لوم نہیں کوئے صنم کونسی جا ہے
میں ڈھونڈھتا پھرتا ہوں نہیں اسکا پتا ہے

ار محبت ہوں میں بیکار دوا ہے
خاک در جاناں ہی مجھے خاک شفا ہے

ری ہوئی چہرے پہ ترے زلف دوتا ہے
یا چاند پہ چھائی ہوئی یہ کالی گھٹا ہے

بر اگیا دم مجھکو بتاؤ تو یہ کیا ہے
یا روز یہ شب ہجر ہے یا کالی بلا ہے

بندہ تو ہر بات میں راضی برضا ہے
بیجا بھی کہو تم تو مری جان بجا ہے

ہ حسن خداداد ترا نام خدا ہے
جسنے کہ تجھے دیکھا کہا صلِ علیٰ ہے

کیون مجھ سے چھڑایا میرے دلدار کو تو نے
یہ اے فلک پیر مجھے تجھ سے گلا ہے
وہ طرز ملاقات و عنایات و محبت
سب بھول گئے یاد فقط جور و جفا ہے
بیتابی دل اپنی بیان کرتا ہون جب مین
وہ ہنسکے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے
کسواسطے روٹھے ہوے بیٹھے ہین حضور آپ
بتلائیے تو کونسی بندے کی خطا ہے
لا دے خبر یار رہیگا ترا احسان
تجھ سے یہی مطلب مرا اے باد صبا ہے

انجم تجھے کچھ خوف نہین روز قیامت
حامی ترا ہر وقت رسولؐ دوسرا ہے

(۲۵۷) (۱۳)

رقیبون کا تری محفل مین کسدن تھا گذر پہلے
عنایت کی نظر اپنر کہان تھی اسقدر پہلے
تڑپتا تھا کہان سینے مین دل شام و سحر پہلے
نہ تھے عاشق کسی پر ہم نہ تھا درد جگر پہلے
بڑھایا تھا جو لے دل اسقدر رسم محبت کو
اُنھین شاید نہ تھی ترک وفا مد نظر پہلے
ترا احسان بھی ہوتا ہماری جان بھی بچتی
قضا سے اے مسیحا تو چلا آتا اگر پہلے
نہ دیتا دل کبھی تمکو بلا سے جان ہی جاتی
نہ تھی مجھکو تمھاری بیوفائی کی خبر پہلے
ہتو دل لیکے اب کرنے لگے بے اعتنائی تم
وہی آخر کو پیش آیا مجھے تھا جسکا ڈر پہلے
گلا میرا ابھی کٹجائے نہ بازو بھی ترا دُکھے
ذرا خنجر کو قاتل تو لگا لے سان پر پہلے
کیا شکوہ جو مین نے اگلی باتونکا تو وہ بولے
فقط وہ امتحان تھا ہمکو منظور نظر پہلے
اگر اُس شاہ خوبان کی حضوری مجکو حاصل ہے
تو دونین نذر جاکر دو رہیم داغ جگر پہلے
بنایا کرتا ہے تو انجم لاکھون جھوٹ سچ فقرے
کہان آتی تھین یہ باتین تجھے او فتنہ گر پہلے

نہین معلوم ہوتا کچھ پڑا کیا حادثہ اس پر
کبھی رہتی نہ تھی آنکھون پہ یون چشم تر پہلے

پریشان کرتے تھے کب آ کے مجکو حلقۂ گیسو
الجھ پڑتے نہ تھے اس طرح تم ہر بات پر پہلے

(۲۵۸) (۵)

اگر ملک عدم کا قصد تم رکھتے ہوے انجم
مناسب ہے کرو تیار ساماں سفر پہلے

نہ کرنا ذبح اے ظالم مجھے شمشیر سے پہلے
مجھے آگاہ کر دینا مری تقصیر سے پہلے

ازل کے روز سے آشفتہ گیسوے لیلیٰ ہون
نہ کیونکر سلسلہ ہوتا مجھے زنجیر سے پہلے

اثر دکھلایا کیسا جذبۂ شوق شہادت نے
چھری گردن پہ میری پھر گئی تکبیر سے پہلے

نہ کیونکر بعد عارض خط جانان کا تصور ہو
معین درس ہے قرآن کا تفسیر سے پہلے

(۲۵۹) (۱۲)

فروغ اپنا نظر آئیگا انجم روز محشر مین
جو ہوگا عشق صادق حضرت شبیر سے پہلے

تمھین خیال ہمارا اگر نہین نہ سہی
ہمارے حال کی تمکو خبر نہین نہ سہی

مین اب کبھی نہ کہونگا نہ ملیے غیرون سے
نباہ آپ کو مد نظر نہین نہ سہی

جو آپ آئے یہان آپ ہی کا احسان ہے
ہماری آہ کا صاحب اثر نہین نہ سہی

مری طرف سے تمھین ہے خیال بوٹ کا
چلو مین عاشق شیدا اگر نہین نہ سہی

ہم اپنی روح کو قاصد بنا کے بھیجینگے
ترا گذر جو وہان نامہ بر نہین نہ سہی

خدا کے واسطے عاشق سے کچھ ہنسو بولو
دہن تو رکھتے ہو صاحب کمر نہین نہ سہی

جفا و ظلم کا ایجان کون مانع ہے
تمھارا ہمین اگر کچھ ضرر نہین نہ سہی

کبھی تو نخل محبت بھی بارور ہوگا
جو آج اوج چمن آرا ثمر نہین نہ سہی

ہم اپنے سر کو کہین اوجا کے پھوڑینگے
بتو تمھارا اگر سنگ در نہین نہ سہی

ہوائے حسرت دیدار لے اُڑیگی مجھے
مثال مرغ اگر بال و پر نہین نہ سہی

بہت بجا ہے جو وحشی خطاب مجھکو ملا
حضور خیر جو بندہ بشر نہین نہ سہی

٢٦٠

رسائی آہ جگر سوز کی تو ہے انجم
جو اُنکے کوچے مین اپنا گذر نہین نہ سہی

٢٥

نہ تو گل کوئی نہ بوٹا نظر آتا ہے مجھے
گلشن دل مرا اُجڑا نظر آتا ہے مجھے

دیکھکر کہتا ہے عالم ترے دیوانے کو
کسی دیوار کا سایا نظر آتا ہے مجھے

ملک الموت نہین ہے سر بالین آیا
قاصد اے جان تمھارا نظر آتا ہے مجھے

اُس مسیحا سے جو ظاہر مرض عشق کیا
ہنسکے بولا تجھے سودا نظر آتا ہے مجھے

پھر رقیبون پہ عنایت کی نگاہین ہین وہی
پھر مزاج آپ کا بدلا نظر آتا ہے مجھے

بعد مدت کے جو آئینۂ عارض دیکھا
اپنا بگڑا ہوا نقشا نظر آتا ہے مجھے

اپنے رونے کا تصور جو کبھی کرتا ہون
ایک اُمڈا ہوا دریا نظر آتا ہے مجھے

دیکھنے میرا جنازہ وہ لب بام آئے
اوج پر اپنا ستارا نظر آتا ہے مجھے

ہے یقین اب دل عاشق تہ و بالا ہوگئے
کان مین یار کے بالا نظر آتا ہے مجھے

چاندنی مین جو نکلتا ہے مرا مہ پارہ
چاند کا نور سوایا نظر آتا ہے مجھے

بوسے کے دینے مین تو آج ہے ایسی تکرار
وصل مین وعدۂ فردا نظر آتا ہے مجھے

دل مین ہے عشق صنم پر ہے یہ جوش وحشت
عین آبادی مین صحرا نظر آتا ہے مجھے

دوڑ جاتا ہون سوئے در وہین ہو کر بیتاب
خواب مین بھی جو وہ آتا نظر آتا ہے مجھے

بیٹھے ہین آج جو خلوت مین وہ بیباکانہ
اُسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

تپشِ مہر درخشان پہ جو کرتا ہون نگاہ
زخمِ دل کا مرے پھاہا نظر آتا ہے مجھے

میرے لاشے پہ تجاہل سے وہ فرماتے ہین
کسی بیرحم کا مارا نظر آتا ہے مجھے

آج زلفونکے بنانے مین ہین مصروف حضور
دل کہین آپکا اُلجھا نظر آتا ہے مجھے

لب جان بخش سے تم کہکے جِلایا مجکو
تو تو کچھ رشک مسیحا نظر آتا ہے مجھے

کون کہتا ہے فلک پر یہ شفق پھولی ہے
خون عشاق کا دھبا نظر آتا ہے مجھے

نقد دل نذر جو دیتا ہون کبھی مین جاکر
ہنسکے فرماتے ہین کھوٹا نظر آتا ہے مجھے

مجھ سے فرماتے ہین وہ تذکرۂ عشق نہ کر
آج دفتر ہی یہ اُلٹا نظر آتا ہے مجھے

حال کیا پوچھتے ہو درد جگر کا میرے
آج کچھ کل سے زیادہ نظر آتا ہے مجھے

اُنسے خلوت مین جو اظہار کیا اُلفت کا
ہنسکے کہنے لگے فقرا نظر آتا ہے مجھے

کچھ نہ کچھ کی ہے مرے نالۂ دل نے تاثیر
آج مُنھ آپ کا اُترا نظر آتا ہے مجھے

۲۶۱

کہ گئے تھے وہ ہم آئینگے بشرط فرصت
انجم اس وعدے مین دُگنا نظر آتا ہے مجھے

۸

ایک تیری نگاہ کیا بدلی
سارے عالم ہی کی ہوا بدلی

یہی دو تین ہین جنون انگیز
سبزہ دریا شفق ہوا بدلی

قول جتنے کیے تھے بھول گئے | لے کے دل بات دلربا بدلی

اُنکے آئین کیون خلل ڈالا | ستیا ناس ہو ترا بدلی

دلکے بدلے لے گئی ہماری جان | کیون ادا تو نے کج ادا بدلی

تیرے زخمی کی لاش پر قاتل | روئی آ آ کے بار ہا بدلی

تھوپ لی ہمنے دلکے زخمون پر | اُسنے تلوون کی جب حنا بدلی

(۲۶۱) آسمان ہل گئے طبق ساتون
ہم نے کروٹ جو اک ذرا بدلی (۷)

نہ کرنا کوئی چارہ تو کہ یہ درد جگر جائے | تجھے کیا کام اے عیسیٰ جیے کوئی کہ مر جائے

جو کی ہے کنگھی چوٹی اک قیامت ڈھائی ہے اُسنے | بپا اندھیر ہو کاکل جو چہرے پر بکھر جائے

چڑھائے بیٹھے ہو کیون آستین ایذا رسانی پر | ابھی ہے زخم دل آلا ذرا دم لو کہ بھر جائے

مجھے روتے ہوئے دیکھا شب وصلت تو وہ بولا | بھلا ایسے برستے مین کوئی کسطرح گھر جائے

گیا جو ڈر کے مارے راستے ہی سے پلٹ آیا | تمھارے کان تک صاحب مری کیونکر خبر جائے

وہ کمسن ہے ابھی کیا جانے مرتا ہے کوئی کیونکر | نہ آئے میری میت پر خدا ناکردہ ڈر جائے

(۲۶۲) تقاضا وصل کا انجم زیادہ نامناسب ہے
کہین ایسا نہو وہ آج پھر انکار کر جائے (۸)

خدا نے وہ صورت بنائی تمھاری | کہ عاشق ہے ساری خدائی تمھاری

کوئی صورت وصل جلدی نکالو | بہت شاق ہے اب جدائی تمھاری

لیا مین نے بوسہ تو کیون اتنا بگڑے
یہ اچھی نہین ہے رکھائی تمھاری

مرے دل پہ بس ہو گئی نقش اے جان
وہ اسدن کی بے اعتنائی تمھاری

نہ تھی مجھکو امید قسمت سے اپنی
خدا ہی نے صورت دکھائی تمھاری

نہ مارو مجھے پھینک کر پھول اے جان
نہ دکھ جائے نازک کلائی تمھاری

تمھین بے طلب دیدیا دل جو مین نے
یہ ہے میری جان رونمائی تمھاری

۲۶۲

وہ بولے شب وصل جھنجھلا کے انجم
یہ اچھی نہین ہاتھا پائی تمھاری

۱۴

صنم ہے یا خدا کیا جانے کیا ہے
ہمارا دلربا کیا جانے کیا ہے

نہ سنبل ہے نہ کالا ہے نہ ناگن
تری زلف رسا کیا جانے کیا ہے

کسی پہلو نہین آرام مجھکو
تجھے اے دل ہوا کیا جانے کیا ہے

نہین معلوم کعبہ ہے کہ قبلہ
خم ابرو ترا کیا جانے کیا ہے

مرا دل لو گے تم یا جان لو گے
تمھارا عندیہ کیا جانے کیا ہے

جفاؤن سے تری بھرتا نہین دل
تڑپنے مین مزا کیا جانے کیا ہے

نہین تو اسسے ہے امید بخشش
مگر اسکی رضا کیا جانے کیا ہے

نظر پھیری نہین تو نے تو ہم سے
یہ پھر عشوہ نما کیا جانے کیا ہے

تصور مین جو کی ہین بند آنکھین
دکھائی دے رہا کیا جانے کیا ہے

بھلا تو آشنا ہوگا کسی کا
ارے ناآشنا کیا جانے کیا ہے

قیامت ہے قد بالا تمھارا — نگاہ فتنہ زا کیا جانے کیا ہے

نکلتا ہے دھوان جو آہ کے ساتھ — یہ اسے دل جلا کیا جانے کیا ہے

۲۶۵ — ۱۲

بھلا مین کیا اُسے بتلاؤن انجم

وہ مجھ سے پوچھتا کیا جانے کیا ہے

درد دل بھی سنا نہین سکتے — اُن سے اُلفت جتا نہین سکتے

ذکر اُلفت بھی لا نہین سکتے — ہم زبان تک ہلا نہین سکتے

ضبط کی تاب لا نہین سکتے — راز الفت چھپا نہین سکتے

چار آنکھین جو ہون تو کیونکر ہون — شرم سے سر اُٹھا نہین سکتے

کون پہلو سے اُٹھ گیا اے دل — آپ مین ہم جو آ نہین سکتے

آہ و زاری تو ہے خلاف وفا — ہم تمھین منھ دکھا نہین سکتے

ہم تو اُنکے لیے جہان سے گئے — وہ لحد تک بھی آ نہین سکتے

ستیا ناس ہو محبت کا — نام قاتل بتا نہین سکتے

عیب تجھکو لگا نہ دے کوئی — اسلیے دل لگا نہین سکتے

بڑھ گئے اسقدر مرے ارمان — دلمین بھی اب سما نہین سکتے

خوف یہ ہے نہ محو ہو جاؤن — نام میرا مٹا نہین سکتے

۲۶۶ — ۱۱

ذبح وہ کس طرح کرین انجم

ہاتھ مجھ سے اُٹھا نہین سکتے

جنون ابھی تو گریبان مین تار باقی ہے
رُکے نہ ہاتھ کہ فصل بہار باقی ہے

شب فراق کی گھڑیان تو گن چکا اے دل
خدا بچائے کہ روز شمار باقی ہے

اُڑاتی پھرتی ہے بیکار خاک گلیون کی
صبا ابھی تو ہمارا غبار باقی ہے

نہین ہے دیر یہان اپنی جان جانے مین
تمھارے آنیکا بس انتظار باقی ہے

ہوئی ہین اور تو سب دلکی حسرتین پوری
بس ایک حسرت دیدار یار باقی ہے

خطِ غبار مین لکھا جو خط ہوا ثابت
کہ دلمین یار کے ابتک غبار باقی ہے

ہزارون گالیون پر بھی نہ نکلی دلکی بھڑاس
یہ دلمین آپ کے کب کا بخار باقی ہے

ذلیل و خوار ہمین کر چکا زمانے مین
ابھی کچھ اور دل بیقرار باقی ہے

لپٹ لپٹ گے نہ کسطرح سوؤن مرقد سے
کہ دلمین آرزوے وصل یار باقی ہے

برائے پنجتن پاک وہ بھی پوری ہو
جو آرزو مری پروردگار باقی ہے

٢٦٥

نصیب تھا ہمین جو کچھ وہ نذر یار کیا
بس انجم ایک دل داغدار باقی ہے

١١

جو واقف ہو تم دلکے حالات سے
دُکھاؤ نہ پھر یون ہر اک بات سے

زیادہ جو ہے اپنی اوقات سے
وہ ہے آپ ہی کی عنایات سے

سہے کون ہر روز کا رنج و غم
مین باز آیا ایسی ملاقات سے

نہین ہین مسلمان کافر سہی
گھر آپکو کیا مری ذات سے

مرا حال دل تو جو سنتا نہین
بھرے ہین ترے کان کس بات سے

نہ ہوگا میسر کبھی وصل یار — دلا باز آ ان خیالات سے
شب وصل دھڑکا جو تھا صبح کا (کھٹکا) — وہ جاگا کیے دو گھڑی رات سے
دیا دل تو اُس بے وفا کو مگر — خدا ہی بچائے گا آفات سے
چلے جوش وحشت میں صحرا کو ہم — جو نکلے کبھی کنج خرابات سے
ہٹا دو جو زلفوں کو چہرے سے تم — نکل آئے دن دوپہر رات سے
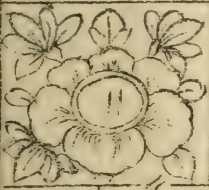
٢٦٨
رکھا آسمان اُنکے قدموں پہ سر — لیا بوسہ پا اسی گھات سے
١١

مری آہ بھی پُر اثر ہوگئی — کہ اُس بے خبر کو خبر ہوگئی
گلے پر مرے پھیری قاتل نے تیغ — تلافی دردِ جگر ہوگئی
نہ احسان قاصد گوارہ کیا — مری روح خود نامہ بر ہوگئی
وہ آنے لگے جب مری قبر پر — مری خاک خود راہ بر ہوگئی
وہ کاجل لگاتے ہیں آنکھوں میں کیا — لگاوٹ جو مد نظر ہوگئی
پس مرگ بھی جوش وحشت رہا — مری خاک بھی دربدر ہوگئی
نہ آیا ابھی تک وہ وعدہ خلاف — سر شام کی دوپہر ہوگئی
لگا پھر ٹپکنے مرا زخم دل — خدا جانے کسکی نظر ہوگئی
میں سمجھا تھا مرجاؤنگا ہجر میں — خدا جانے کیونکر بسر ہوگئی
تری بھولی باتوں نے بسمل کیا — یہ میٹھی چھری کارگر ہوگئی

۲۶۶ ۱۰

نکل جائیگی حسرتیں آسمان
جو امداد خیر البشر ہو گئی
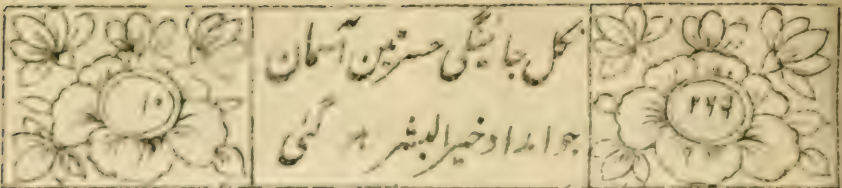
تم جو وعدہ نہ کر گئے ہوتے
ہم تو مدت سے مر گئے ہوتے

پھول رکھنا نہ تھا جو تربت پر
کاش پتھر ہی دھر گئے ہوتے

در گذر تم نہ کرتے گر صاحب
جان سے ہم گذر گئے ہوتے

آہوؤں کو جو تم دکھاتے آنکھ
نشّے سب کے اتر گئے ہوتے

خیر گذری نہ روئے ہجر میں ہم
ورنہ جل تھل تو بھر گئے ہوتے

ابھی کیوں تو نے پھیری تیغِ نگاہ
زخمِ دل اور بھر گئے ہوتے

قہر تھا وہ جو آتے محشر میں
حشر ہوتا جدھر گئے ہوتے

کھولدی دل کی چوری آنکھوں نے
ورنہ وہ تو مکر گئے ہوتے

تم جو آتے تو کیا نہ مرتا میں
مگر اپنی سی کر گئے ہوتے

۲۷۰ ۹

دل کو گھر ہی میں چھوڑ جاتے تم
آسماں جب اُدھر گئے ہوتے
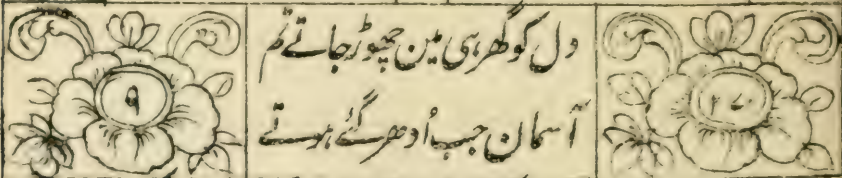
بطرزِ دلبری بیداد کیجے
جفاؤں میں ادا ایجاد کیجے

ہماری عاجزی اعجاز ہو جائے
پیمبر ہوں اگر آزاد کیجے

یہ کیسا عالمِ بالا کا جھگڑا
اجی پہلو مرا آباد کیجے

لہو مل کر شہیدوں میں سے مٹے ہیں
ہمارے نام پر بھی صاد کیجے

تمنا بڑھ نجائے حد سے زائد — ہمیں شاہ نجف اب یاد کیجے
ہماری خاک سے صحرا بھرے ہین — جہان تک چاہیے برباد کیجے
اشارون سے تو لیلی جان صاحب — ذرا منھ سے بھی کچھ ارشاد کیجے
پریشان ہے بہت انجم خدارا — شہید کربلا امداد کیجے

۲۷۱

مزاج یار ہو جائے نہ برہم
نہ اے انجم بہت فریاد کیجے

اُسنے آنیکا جو وعدہ کیا جاتے جاتے — دم مرا سینے مین رُکنے لگا آتے آتے
خاک مین مجھکو جو تم نے نہ ملایا نہ سہی — لاش ہی میری ٹھکانے سے لگاتے جاتے
تیرے دیوانونکا دیکھے تو کوئی جوش و خروش — سوے محشر بھی ہین اک شور مچاتے جاتے
ہمتو سمجھے تھے کہ نالونسے تسلی ہوگی — یہ تو ہین درد مین درد اور بڑھاتے جاتے
ساتھ لینا تھا ہمین بھی تجھے او پیک صبا — ہم بھی ہمراہ ترے ٹھوکرین کھاتے جاتے
تم نے کاندھا نہ دیا لاش کو میری نہ سہی — ایک ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاتے

۲۷۲

یون نہ جانا تھا اُنھین پاس سے اُٹھکر انجم
کوئی آفت ہی مرے سر پہ وہ ڈھاتے جاتے

عبث وہ تند خو مجھ سے خفا ہے — کوئی پوچھو تو میری کیا خطا ہے
جہان مین ایک آفت سی بپا ہے — بھلا یہ کونسی تیری ادا ہے
برا ہو اس محبت کا الٰہی — کہ عاشق کے لیے یہ بھی بلا ہے

حسین تمکو بنایا ہے خدا نے | جو ہم عاشق ہوئے تو کیا خطا ہے

کیا کرتے جو ہین ہر وقت فریاد | سُنا ہے آہ کو ہم نے رسا ہے

نہ پوچھا اُس مسیحا سے کسی نے | ترے بیمار کی بھی کچھ دوا ہے

کبھی سنتے ہین گر وہ میری آواز | تو ہنس کر کہتے ہین دیکھو تو کیا ہے

ہمارے دل نے ہم پر قہر ڈھایا | تری جلاد اِسمین کیا خطا ہے

نہین سُنتا جو میرا حال دل تو | کسی نے تجھ سے کیا کچھ کہدیا ہے

ہماری مشکلین آسان کر دو | تمھارا نام تو مشکلکشا ہے

لگا دی ہے جو دلمین آگ اُسنے | تو پانی چشم تر مین بھر دیا ہے

جو بلبل کر رہی ہے پیچھے آج | چمن مین کوئی تازہ گُل کھلا ہے

عبث مرتا ہے اُس بیرحم پر تو | دل نادان یہ تجھکو کیا ہوا ہے

کھڑے ہین چھپکے پٹ کی آڑ مین وہ | ہمارے دلمین اک کھٹکا لگا ہے

کرون کیون دل نہ مین رو رو کے خالی | کہ آنکھون مین مری دریا بھرا ہے

کیا کرتا ہے گردش رات دن کیون | ترا اے آسمان کیا سر پھرا ہے

۲۷۳

پیوے خوب جی بھر بھر کے انجم
قیامت تک دَرِ توبہ کھلا ہے

۹

ہمین زاہد جو کافر جانتا ہے | تو پھر پتھر کو تو کیون مانتا ہے

نہ پوچھا اُسنے مجھکو کون ہے تو | ہوا ثابت کہ وہ پہچانتا ہے

نہ مجھ سے پھیر منھ کافر خدا را
ارے قرآن کیوں گردانتا ہے

کہوں کس سے کہ کیا ہے یار میرا
اُسے کچھ میرا جی ہی جانتا ہے

بہت چاہا نہ بولوں یار تجھ سے
مگر ظالم یہ دل کب مانتا ہے

نہیں چھلنی ہمارا دل نہ ہوگا
ہماری بات کیوں تو چھانتا ہے

نہ دینگے جان ہم کہنے پہ اُسکے
رقیب روسیہ کیوں تانتا ہے

بھلا کیونکر اُسے سمجھائے کوئی
وہ کافر کب کسی کی مانتا ہے

۲۷۴ — ۷

غضب ہے چھیڑنا اُس فتنہ گر کو
یہ انجم دلمیں کیا تو ٹھانتا ہے

چل بسے جو کہ کے جانے والے
اب نہیں پھر کے وہ آنے والے

مجھکو دکھلا دے مرا اختر بخت
چاند سورج کے بنانے والے

لوگ کہتے ہیں تمھیں راحت جان
تم تو ہو دل کے دکھانے والے

ہم سے اور بار مصیبت اُٹھے
ہم تو ہیں ناز اُٹھانے والے

تیری رحمت ہے غضب پر غالب
روز محشر کے ڈرانے والے

کبھی بھولے سے ادھر بھی آجا
سوتے فتنے کے جگانے والے

۲۷۵ — ۵

دل بھی مل ڈال کبھی انجم کا
ارے مہندی کے لگانے والے

ترے ہی سر کی مجھے قسم ہے بیان زیادہ نہ اسمین کم ہے

کہان یہ سنبل مین پیچ و خم ہے جو تیری زلفون مین اے صنم ہے

نہ نکلی اسیر کبھی جان مضطر کہ تو نے پھیرا ہے ہزار دن خنجر
یہ دل مین اپنے سمجھ سمجھ کر ابھی تلک باقی اسمین دم ہے

جفائین تیری اُٹھائین لاکھون کبھی نہ شکوہ زبان سے نکلا
نہ تو نے اسیر کبھی قدر جانی یہ کیا ستم ہے یہ کیا ستم ہے

ہوا یہ ثابت مری طرف سے ہے اسکے دلمین غبار باقی
غبار کے خط مین اُسنے اسد دل جواب نامہ کیا رقم ہے

٢٧٦

کسی کو خط لکھ رہے ہو کیا تم تمہارے ہوش و حواس ہین گم
یہ آج کیا فکر ہے جو انجم جھکا ہے سر ہاتھ مین قلم ہے

باعث ترک ملاقات بتاؤ تو سہی
چاہنے والا کوئی ہمسا دکھاؤ تو سہی

کیسی ہوتی ہے محبت نہین معلوم تمھین
ایک دو دن کہین دل تم بھی لگاؤ تو سہی

بیوفائی کی ہے تہمت چلو مانا ہم نے
ہان بھلا ہم سے ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی

جان دیدونگا مگر تمکو نہ جانے دونگا
اُٹھ کے پہلو سے بھلا تم کہین جاؤ تو سہی

نہین ملنے کی جو مرضی ہے نہ ملنا ہمسے
بات کرنا کہ نہ کرنا مگر آؤ تو سہی

دیکھ لو جیتے ہین یا مرتے ہین مشتاق صدا
اپنی آواز ذرا انکو سناؤ تو سہی

٢٧٧
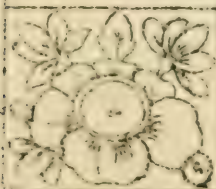
بیطرح بگڑے ہوے بیٹھے ہین جانے کیسے
آسمان آج کوئی بات بناؤ تو سہی

آسمان باغ بھی ہے یار گل اندام بھی ہے — مے بھی ساقی بھی ہے شیشہ بھی ہے اور جام بھی ہے

تجھکو چاہا تو بتا کونسی تقصیر ہوئی — ظلم کے واسطے ظالم کوئی الزام بھی ہے

ہجر مین تیرے کسی نے نہ خبر لی آکر — ایک نالہ وہی جو صبح بھی ہے شام بھی ہے

روز تم بیٹھے کھلاتے ہو شگوفے تازے — یہ تو بتلاؤ تمھین اور کوئی کام بھی ہے

کیون تڑپتا ہے دلا آٹھ پہر سینے مین — ارے کمبخت گھڑی بھر تجھے آرام بھی ہے

کوئی تقصیر بھی بتلاؤ کہ ناحق ناحق — بل بھی ہے تیوری پر ہونٹھون پہ دشنام بھی ہے

۲۷ — آپ کو چاہیے انجم پہ ترحم کرنا — چاہنے والا بھی ہے آپکا بدنام بھی ہے — ۹

خدا جانے وہ یار آئے نہ آئے — لحد مین بھی قرار آئے نہ آئے

نہ آئے دو گھڑی کو ایک دن تم — بلا سے دو ہزار آئے نہ آئے

محبت اس لیے ظاہر نہین کی — کہ تمکو اعتبار آئے نہ آئے

نہ آئے تم عیادت کو ہماری — تمھین کیا اور چار آئے نہ آئے

یہ صورت اور یہ بھولی بھولی باتین — تمھین بتلاؤ پیار آئے نہ آئے

تری محفل مین او قتال عالم — یہ تیرا دل فگار آئے نہ آئے

اڑائین خاک تیرے در کی اغیار — مرے دلمین غبار آئے نہ آئے

خزان ہی مین دکھا دے جوش وحشت — جنون فصل بہار آئے نہ آئے

۲۷ — ہوے تم عشق مین بدنام انجم — اسے ملنے مین عار آئے نہ آئے — ۷

باغ عالم کا یہی اسلوب ہے — کوئی طالب ہے کوئی مطلوب ہے

کون کہتا ہے جفاؤن کو برا — جو ادا ہے تیری خوش اسلوب ہے

اسطرح عاشق انھین راضی کرے — کوئی کیا جانے کہ کیا مرغوب ہے

کیون نہ آنکھون سے گر اشکون کے ساتھ — اور رہے دل افتادگی ہی [illegible] ہے

بیخودی مین ہوگئین گستاخیان — مین ہون شرمندہ تو وہ محجوب ہے

اب تو ہم سے رنج و غم اُٹھتے نہین — دم نکلجائے تو اے دل خوب ہے

۲۰۰ — ۷

خاک انجم رنگ دیوےگی غزل
یہ زمین سر تا بہ پا مرطوب ہے

درد سے مملو ہے جو آواز ہے — ہر صدا مین اک طرح کا ساز ہے

خندہ زن مجھپر خلائق کیون نہو — کوئی کیا جانے کہ یہ کیا راز ہے

جور پر جور اسلیے کرتا ہے وہ — اُسکو اپنے ناز پر بھی ناز ہے

کسکا جلوہ دیکھا وقت جانکنی — مرنے پر بھی چشم حیرت باز ہے

اُسکے آتے ہی چلے ہم جہان سے — لیجیے انجام کا آغاز ہے

حال دل اُنسے چھپا سکتا نہین — میری حیرت آپ ہی غماز ہے

۲۰۱ — ۷

دم ہی دم مین دم ہمارا لے لیا
آسمان کیا یار بھی دمباز ہے

دل آفت رسیدہ پر مرے بیداد کرنے کی — مجھے بھولا ہوا تھا کون میری یاد کرنے کی

دکھادی کسنے صورت تجھکو نکلی اُسنے اپنی
جفا تجھپر یہ در پردہ دل ناشاد کرنے کی

قیامت کس لیے آئی یہ محشر کیون بپا
کلیجہ تھام کر ظالم تری فریاد کرنے کی

تجھے او دل محبت کا مزا ابتلا دیا کسنے
تری مٹی خراب وخانمان برباد کرنے کی

کسے تھی جان وجھ اپنی ایسا کون بیدل تھا
خدا جانے جہان مین عاشقی ایجاد کرنے کی

نہین آیا سر بالین جو وہ عیسی نفس میرا
بوقت جان کنی پھر یہ مری امداد کرنے کی

۲۸۲

مرے دلمین ارے انجم بنایا کسنے گھر اپنا
مری اُجڑی ہوئی بستی یہ پھر آباد کرنے کی

۱۰

پانون ہم اُسکے ایکبار پڑے
کوسنے ہم پہ دو ہزار پڑے

دل نے بندہ بنا دیا جسکا
اسپہ دل ہر خدا کی مار پڑے

چل بسے اور ساتھ والے سب
رہگئے ہم نحیف و زار پڑے

کرے وعدہ نہ جب وہ کوئی کیا
دلکو کس طرح پھر قرار پڑے

دیکھکر اسپنے در پہ کہتا ہے
ایسے رہتے ہین دو ہزار پڑے

کام سلجھا نہ میرا صورت زلف
پیچ پر پیچ بے شمار پڑے

اُسکے کشتون مین ناتوان ہم ہین
اُڑگئے تیر پر نکر لہو کی دھار پڑے

ہم نہ چھوٹینگے اس ادا کا عشق
دل پہ چھریان لگین کٹار پڑے

دم مرا گھٹتا ہے اُٹھا ناصح
یہ گریبان کے ہین جو تار پڑے

۲۸۳

مختصر کر پیام وصل انجم
کہ صبا پر نہ کوئی بار پڑے

۹

غضب لائی ہماری ناتوانی
ہوئی مشکل زبان تک بات آنی

ذرا محشر تو ہو لے دیکھ لو نگا
دھری رہجائیگی سب لن ترانی

محبت کے لیے سن کی نہین قید
ضعیفی کیسی اور کیسی جوانی

نہین کسطرح جو کچھ دلمین آئے
ہماری تونے کسدن بات مانی

نہین تیری ادا او بانیِ جور
کوئی تلوار ہے یہ اصفہانی

مرے دل نے ترا نقشہ وہ کھینچا
کہ حیران رہ گئے بہزاد و مانی

نہین آنکھون پہ یہ پلکین تمھاری
لکھے ہین بیت ابرو کے معانی

رہیگی سرد مہری گر تمھاری
جگر ہو جائیگا گھل گھل کے پانی

۲۸۴

لگا اُس بیوفا پر جان دینے
یہ تو نے آسمان کیا دلمین ٹھانی

۱۰

سرخرو ہوتے مری جان ہم تمھارے سامنے
گر نکل جاتا ہمارا دم تمھارے سامنے

اور تو اچھا ہے سب عالم تمھارے سامنے
ہان بُرے گر ہین تو بس اک ہم تمھارے سامنے

دوستی سے کب ہمارا حال کہتے ہین رقیب
ہان تمھارے ہوئے گو برہم تمھارے سامنے

بیگناہی کا تو اپنی مجھکو دعوے ہے مگر

ہو ہی جاتا ہے مرا سرخم تمھارے سامنے

مین ہی کیا ہون اور بھری گریہ وزاری ہے کیا
کچھ نہ تھا جب گریۂ آدم تمھارے سامنے

وائے قسمت جو کہ ہین محرم وہ نامحرم بنے
اور نامحرم بنے محرم تمھارے سامنے

تم نے مارا ہے جسے دیکھون جلائے تو سہی
آئے تو کوئی مسیحا دم تمھارے سامنے

سچ تو کہتے ہو بھلا کیونکر نہ تم جانو غلط
جب غلط ہو جائے دلکا غم تمھارے سامنے

تمکو خالق نے دیا نور ولائے اہلبیت
کیا ہے انجم نیر اعظم تمھارے سامنے

(۴۹۵) (۱۲)

بیان جو اُسسے کبھی دلکا مدعا کرتے
ہمارے ہاتھ نہ تھے کاٹنا تھین لازم

ہمارے دلکے عوض کیون نہ رکھدی چنگاری
ہمارے ساتھ ہی سویا نہ تو کبھی آکر

گناہ دکھو لدیے ہمنے سب ترے آگے
رسائی ہوتی ہماری اگر ترے در تک

سوائے جور و ستم آسمان وہ کیا کرتے
لہ ہم انھین سے تمھارے لیے دعا کرتے

کہ عمر بھر تری فرقت مین ہم جلا کرتے
تمام رات بلائین تری لیا کرتے

کہ شرم آتی تھی تجھسے ہمین حیا کرتے
تو ہم بھی شکر کا سجدہ کوئی ادا کرتے

بہا دیے مرے دیدے بُرا ہو گریہ کا
ترا مین چاہنے والا نہ تھا تو ہی بتلا
ہزار شکر کہ محشر کا چُک گیا جھگڑا
کسی کا نام زبان پر ضرور ہی رہتا

یہ کم تھا آنکھوں کے پردیں وہ پھرا کرتے
ترا جو نام زلیخا نکہیر کیا کرتے
تو نہیں وہ سر پہ قیامت بپا کیا کرتے
صنم صنم جو نہ کرتے خدا خدا کرتے

۱۸۶

نہ دیکھا یار کو خنجر بکف کبھی انجم
کہ بدلے اور و نکے سر اپنا ہم دیا کرتے

۷

یہ بھی نہ پوچھا تم نے انجم جیتا ہے یا مرتا ہے
واہ جی وا عاشق سے کوئی ایسی غفلت کرتا ہے
نئی جوانی نئے نویلے نادان الڑھ اور البیلے
سچ پوچھو تو تمکو صاحب دل دیتے جی ڈرتا ہے
پوچھنے کیا ہو حال ہمارا اب جینے کا ہے کون سہارا
رو لیتے ہین جی بھر بھر کر جب غم سے جی بھرتا ہے
اُنسے نہیں کچھ شکوہ ہمکو اُنسے نہیں کچھ رنج و ملال
کس سے اے دل عشق کیا کس سے چاہ کو بر تا ہے
روتے روتے ہجر مین کیونکر جینے سے دل سیر نہو
کہتے ہین تالاب بھی صاحب چھیون چھیون بھرتا ہے
مجھکو تو دل دینے مین کچھ عذر نہیں اے جان جہان

سچ تو یہ ہے دل ہی خود کچھ آگا پیچھا کرتا ہے

۲۸ سیل سرشک غم سے انجم خانۂ دل برباد نہو
دیکھو دیکھو کعبہ کی بنیاد مین پانی مرتا ہے ۱۰

یہ خون جگر رائگان ہو رہا ہے
کہ آنکھون سے اپنی رواں ہو رہا ہے

ستم کے اُٹھانیکی طاقت نہین ہے
ابھی تو یہ دل ناتوان ہو رہا ہے

ابھی تو نہین آئی فصل بہاری
گریبان یہ کیون دھجیان ہو رہا ہے

الٰہی یہ کیا ہے دیا تھا جسے دل
وہ اب اپنا خواہان جان ہو رہا ہے

کہان روز محشر کہان کسکی پرسش
ابھی تو مرا امتحان ہو رہا ہے

چھپائے سے چھپتی نہین دل کی چوری
نگاہون سے تیری عیان ہو رہا ہے

وہ ملجائے تو سر سے سر کو اُتارون
کہ اب سر یہ بار گران ہو رہا ہے

کہان مین کہان تو کہان تیری الفت
عبث مجھ سے تو بدگمان ہو رہا ہے

ہوا ہے شاید کہ خون تمنا
کہ دامن ترا خونچکان ہو رہا ہے

۲۹ اسے کہتے ہین انقلاب زمانہ
کہ غیر اب مرا رازدان ہو رہا ہے ۹

اثر آہ کا اب عیان ہو رہا ہے
وہ نامہربان مہربان ہو رہا ہے

پھرے اب مرا دل نہین مجھکو باور
جہان یہ گیا ہے وہان ہو رہا ہے

نکیرین پوچھین تو بتلاؤنگا کیا
ترا نام ورد زبان ہو رہا ہے

تصور ترا ہے احاطہ سے باہر
مکان اب مرا لامکان ہو رہا ہے

الٰہی سنینگے وہ کیا کان دھر کر | یہ کیون دلمین جوشِ فغان ہو رہا ہے
کہان کی یہ ہے گرمی سوزِ فرقت | کہ انگر ہر اک استخوان ہو رہا ہے
ہوا تیرہ و تار سارا زمانہ | یہ آہون کا اپنی دھوان ہو رہا ہے
فرشتون نے کیا میری فریاد سُن لی | یہ کیون الامان الامان ہو رہا ہے

۲۸۹ کہین بُھر بھرا سے نہ دل تیرا انجم
کہ پھر ذکر تاب و توان ہو رہا ہے ۹

اگر دم بھی نکل جائے نہ حسرت دل سے نکلیگی
نہ انجم بات تسکین کی لب قاتل سے نکلیگی
نہین اچھی یہ وقت نزع باتین صلح کی ہمسے
ہماری جان اے عیسیٰ نفس مشکل سے نکلیگی
نہ پوچھو مجھسے کوئی کچھ وفا پر مین تو مرتا ہون
شکایت بھی تمنا سے نہ میرے دل سے نکلیگی
شب فرقت بلا کیا ہے اگر دم بھر کو آجا تو
تڑپ کر حسرت وصلت دل بسمل سے نکلیگی
مجھے آب بقا سے کیا وہ بد قسمت ہون مین تشنہ
نہ کوئی بوند ہرگز خنجر قاتل سے نکلیگی
جو اپنی ضد پہ تو آجا نہین کچھ بات جان بخشی

اجل لٹھائے ہوئے دلکو تری محفل سے نکلیگی
سمجھ لینا عزیزو تم کہ نکلین حسرتین دل کی
اگر میت ہماری کوچہ قاتل سے نکلیگی
مری آہ سحر کا ساکوئی نالہ تو کر مجنون
کلیجہ تھام کر لیلیٰ ابھی محمل سے نکلیگی

۲۹۰

جو لینا ہے تو لے لے جان انجم اپنی دیتا ہے
یہ شہرت تیر ہی بنکر تری محفل سے نکلیگی

۴

کسیکا نام بڑا ہو کسی کی ذات بڑی
بڑائی جسکو خدا دے اُسکی بات بڑی
مقابلہ شب فرقت کا روز حشر سے کیا
کبھی کے دن بڑے صاحب کبھی کی رات بڑی
ہم اپنی جان تلک تمپہ صدقے کرتے ہین
ہمارے سامنے دل کیا ہے کائنات بڑی

۲۹۱

لگا کے غیر سے دل اُسکو اسنے بسمین کیا
یہی تو آپ نے انجم سے کی ہے گھات بڑی

۱۸

جسپر اپنی جان جاتی ہے وہ دلبر اور ہے
جسکا مائل دل ہے اپنا وہ فسونگر اور ہے
جام میرا اور ہے میکش کا ساغر اور ہے
ساقیِ مے اور ہے ساقیِ کوثر اور ہے
کیون نہ پھیرا باڑھ رکھکر تو نے گردن پر مری
کام جو بے باڑھ کرتا ہے وہ خنجر اور ہے
جان جانے مین نہین کچھ دیر کیون گھبرا گئے
آپکی فرصت مین باقی ایکدم بھر اور ہے
آگ الفت کی اگر چھونگیگی بھی تو ایک دل
طور کو جسنے جلایا ہے وہ اخگر اور ہے

آپکی جادونگاہی کا نہین قائل کوئی — جسکے بسمین دل ہے میرا وہ فسونگر اور ہے

لوگ دلکو کہتے ہین ہمکو تو یہ باور نہین — آپکا جسجا گذر ہوتا ہے وہ گھر اور ہے

سنگ خارا سے کوئی تشبیہ دلکو دیگا کیا — پوچتا ہے جسکو اک عالم وہ پتھر اور ہے

آسمان تمکو برا سمجھے یہ ناحق ہے گمان — کیا زمانے مین کوئی تمسے بھی بہتر اور ہے

آپکے در سے اُٹھائین ہم بھلا ممکن ہے یہ — آپکا سودا نہو جس سر مین وہ سر اور ہے

ہو مبارک آپکو الماس و یاقوت و گہر — جس سے آرائش ہو عاشق کی وہ زیور اور ہے

کیون لگا کرنے عداوت مین رقیبو نسے بھلا — میری قسمت اور ہے اُنکا مقدر اور ہے

مسجد و بتخانہ و دیر و حرم سے ہمکو کیا — سجدہ گاہ عام کہیے جسکو وہ در اور ہے

اے شب فرقت شب وصلت کا جھگڑا چک گیا — اب ترا بیمار فرقت کوئی دم بھر اور ہے

نامہ و پیغام میرے اور ترے کیونکر بنے — تیرا مرسل اور ہے میرا پیمبر اور ہے
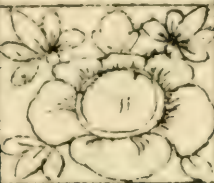
۲۹۲

ایک ٹھوکر مین تو لے لی جان تو نے اے مسیح
جان آنیکے لیے بس ایک ٹھوکر اور ہے

۱۱

تیری الفت عجب بلا کی ہے — ابتدا ہی مین انتہا کی ہے

ہم نہین چاہین تم کرو اغماض — یہ بھی قدرت بتو خدا کی ہے

حشر ہے لے چلا وہین دل زار — اک قیامت جہان رہا کی ہے

تمکو ہم چاہین اسے معاذ اللہ — سچ تو یہ ہے بڑی خطا کی ہے

دل پسند آسے یا جگر اُسکو — مرضی اُس تیغ آزما کی ہے

دل ہے حسرت مین کعبہ سے زاہد — اسکی خود آپ نے بنا کی ہے

حسرتین دلمین مر رہی ہین شہید — سیر کعبہ مین کربلا کی ہے

کون باقی ہے عاشقون مین اب — کیون قیامت بھلا بپا کی ہے

رنگ جمتا نہین محبت کا — یہ بھی شوخی تری حنا کی ہے

لیکے دل ہم کو کردیا بے کار — واہ کیا خوب چیز تا کی ہے

٢٩١ — اک ادا تو نہین ہے اُس بت کی — کیون نہ نازہ آسمان قضا کی ہے — ١٧

جس ادا کا زمانہ شا کی ہے — آپ کی چشم سرمہ سا کی ہے

خوب وعدہ کیا تھا وعدہ خلاف — حشر تک دوپہر ڈھلا کی ہے

تھام کر دل کو رہ گئے ہین ہم — آنکھ سے آنکھ جب ملا کی ہے

لاش پر تیرے کشتۂ غم کی — مدتون آرزو ہنسا کی ہے

بت پرستی وہان سے چلے کیونکر — ساری خلقت جہان خدا کی ہے

دل ہی پہلو سے لے گیا میرے — واہ کیا خوب چیز تا کی ہے

جسکو کہتے ہین لوگ جان پرور — نکہت اُس گیسوے رسا کی ہے

ہے یہ حیرت نگہ کو کیا کہیے — دلمین کس طرح اسنے جا کی ہے

آج کیا روئین شام فرقت کو — عمر اپنی یونہین کٹا کی ہے

جان سے بڑھ کے کیون نہ دل ہو عزیز — اسمین الفت تری رہا کی ہے

کام آیا نہ وائے ناکامی
دل پہ اُلٹی چھری پھرا کی ہے

موت پھر پھر گئی ہے آ آ کر
جب نظر آپ کی پھرا کی ہے

ہمکو بندہ بنا لیا تم نے
یہ بھی قدرت تو خدا کی ہے

جسکو کہتے ہین آنکھ کی پتلی
صورت اُس صورت آشنا کی ہے

ٹھوکرین کھائے فتنۂ محشر
وہ ادا ایسے دلربا کی ہے

مرتے دم بھی کھلی رہین آنکھین
آرزو کسکے خاک پا کی ہے

۱۹۴ — ۷

تم نے جب آسمان کیا نالہ
دل تو کیسا زمین ہلا کی ہے

دیکھ لو صاحب ادھر ناز و ادا سے
آج ہے جو ہن عجب نام خدا سے

ہم نے یہ مانا نہین آپ مسیحا
ٹالتے ہین آپ کیون دیکے دلاسے

مین نے کہا ہجر مین مر رہا ہون مین
ہنسکے لگے کہنے وہ مری بلا سے

کیون نہ لہو ہوکے دل آنکھون سے بہتا
تیر نگہ تھے تیرے خون کے پیاسے

مجھکو شکایت نہین ظلم و ستم کی
آپ اُٹھاتے ہین کیون ہاتھ جفا سے

کشمکش آرزو کچھ نہ ہوئی کم
اتنی شکایت رہی آہ رسا سے

۲۹۵ — ۵

جب نہ تھے تیرے ہوا آسمان بجا
تیری شکایت نہین کوئی بھی جا سے

بات تھی وہ کونسی جو بھر موسیٰ رہگئی
اک فقط دیدار کی تیرے تمنا رہگئی

کہتے جاتے ہین خوشی سے اُڑلیجاؤ گلے
ہم نے گر لپٹا لیا تو آپ کی کیا رہ گئی

ولہ

دلبری دلربا تو نے کچھ بھی نہ کی
ہم سے او بیوفا تو نے کچھ بھی نہ کی

۲۹۶

ہم ہوے جان بلب اُنکا بگڑا نہ کچھ
یہ تو نازو ادا تو نے کچھ بھی نہ کی

۵

شاید از لطف کند یار نگاہے گاہے
بادل چاک نشینم سر راہے گاہے

نامرادی ز مراد آمدنت عار انیست
چون تمناے دل آئی و لے گاہے گاہے

ترسم اے یار کہ گوید کسے غفلت پیشہ
نظر انداز کمن جرم گناہے گاہے

چون کنم قطع ترحم ز دل پر ارمان
توئی جلاد و توئی پشت پناہے گاہے

۲۹۷

حالت زار بدان یار حسیان شرح کنم
میشود بخت سیہ چشم سیاہے گاہے

۱۱

دلم بردی نگار من چہ کردی
بگو صبر و قرار من چہ کردی

چو یار آمد برون رفتی تو از تن
چہ کردی جان زار من چہ کردی

ندادی توتیای خاک پایش
علاج انتظار من چہ کردی

فشاندی بر سر راہ حسینان
صبا تو با غبار من چہ کردی

مرا مدہوش کردی از مئی عشق
چہ کردی بادہ خوار من چہ کردی

چہ در محشر ز تو امید دیدار
بوقت احتضار من چہ کردی

کجا انداختی اے جان دلم را
چہ کردی ہمکنار من چہ کردی

ز دست ظلم تو فریاد فریاد — خزان باغ و بہار من چہ کردی

اسیر زلف خوبانم نمودی — دل بے اختیار من چہ کردی

مزاج یار برہم شد صد افسوس — چہ کردی اضطرار من چہ کردی

شدہ انجم ز بوئے مست و مدہوش — نسیم زلفِ یارِ من چہ کردی

۲۹۸ ۱۶

لی خبر تو نے نہ قاتل میری — روح تڑپی صفت دل میری

تیغ کھینچی نہ ستمگر تو نے — ہوئی آسان نہ مشکل میری

جوش وحشت نہ اُٹھا لینا قدم — کھوئی ہو جائے نہ منزل میری

مین تو سر دینے پہ بھی حاضر ہون — مانتا ہی نہین قاتل میری

پھر محبت نے اثر دکھلایا — پھر طبیعت ہوئی مائل میری

مین تو اُس بت سے اُٹھا بیٹھون ہاتھ — لیک سنتا نہین یہ دل میری

غرق بحر غم اُلفت ہو نہین — ہوتی تربت لب ساحل میری

میری وحشت سے جو گھبراتی ہے — شور کرتی ہے سلاسل میری

حسرتے دل نہ نکلنے پائے — اس سے ہے رونق محفل میری

میری پابندی سے گھبرا گھبرا — پانون پڑتی ہے سلاسل میری

اُٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار — رہ گئی آرزوئے دل میری

مین ترے ہجر مین مر ہی جاتا — موت بھی مجھ سے ہی غافل میری

تیغ چلتی نہین گردن پہ مری
سخت جانی کی ہے قائل میری

وعدۂ وصل پہ وہ چپ ہی ہین
بات ہو جائیگی حاصل میری

دل تڑپتا ہے جو سینے مین مرا
روح بھی اڑتی ہے بسمل میری

تو جو سنتا نہین میری فریاد
سن ہی لیگا کوئی عادل میری

دل سے حسرت جو نکلجائیگی
خالی رہجائیگی محمل میری

روز محشر سے ڈراؤن کیا خاک
کوئی سنتا ہے وہ جاہل میری

۲۹۹

شب غم ہجر مین تیرے آفت
ہو گئی جان یہ قاتل میری

۸

مانا تو کیا کر ستم ایجاد کسی کی
سنلے گا کبھی تو کوئی فریاد کسی کی

بے وجہ مکدر نہین یہ چرخ ستمگر
مٹی نہ ہوئی ہو کہین برباد کسی کی

خود صورت آئینہ رہا کرتا ہون حیران
آجاتی ہے صورت جو کبھی یاد کسی کی

ہر روز نئے صدمے اٹھائے نہین جاتے
اچھی نہین الفت دل ناشاد کسی کی

کیون دلکو نہ سمجھون ترے کعبہ کے برابر
ڈالی ہوئی ہے یہ بھی تو بنیاد کسی کی

آتی ہے بہار اور تڑپتی ہین عنادل
سنتا نہین افسوس وہ صیاد کسی کی

ہر وقت کلیجہ کا دکھانا نہین اچھا
پڑ جائے نہ آہ دل ناشاد کسی کی

۳۰۰

کیون دے کے عوض ہو متحمل جگر انجم
کیا وجہ اٹھائے کوئی افتاد کسی کی

۳

مرے درد کی تمہیں کچھ خبر نہیں نہیں سہی
مری آہ نے کچھ کیا اثر نہیں نہیں سہی

مرے چاہنے کا یقین اگر نہیں نہیں سہی
چلو میری طرف سے دلمین گھر نہیں نہیں سہی

۳۰۱ — ۹

سبھی بُری بھلی جو ہو سکی اُٹھائی ہم نے
رہی اسپر بھی اگلی سی نظر نہیں نہیں سہی

دم بھر مری تسکین وہ کر جاتے ہین کیسے
بیکار کے احسان وہ دھر جاتے ہین کیسے

ہم آٹھ پہر دُر سے لڑاتے ہین نگاہین
چھپ چھپ کے وہ نظروں سے گذر جاتے ہین کیسے

زخموں [illegible] ان تک نہین ہم پاتے ہین کوئی
یہ تیر نگہ دلمین اُتر جاتے ہین کیسے

مشہور ہے دنیا مین کہ دل چور کا کتنا
دیکھوں تو وہ دل لیکے مکر جاتے ہین کیسے

اللہ رے عاشق سے حسینوں کا تلوّن
دو دن کی جوانی پہ بپھر جاتے ہین کیسے

دل تھام کے اظہار محبت مین ہون کرتا
کمسن جو ابھی ہین تو وہ ڈر جاتے ہین کیسے

کیا اُنکو مزا ہے تری تلوار کا قاتل
یہ زخم جگر آئین بھر جاتے ہین کیسے

سر رکھکے ہتیلی پہ ترے طالب دیدار
سر دینے کو بیخوف و خطر جاتے ہین کیسے

۳۰۲ — ۴

تم آؤ تو انجم ابھی جان صدقے کریگا
تم بھی تو ذرا دیکھ لو مر جاتے ہین کیسے

مجھی پر کچھ نہیں موقوف کوچہ سے ترے قاتل
پکڑ کر دل کلیجہ تھام کر عالم نکلتا ہے

نہ سمجھو چاہنے والا اگر اتنا تو تم سمجھو
کسی کی جان جاتی ہے کسی کا دم نکلتا ہے

سوا تیرے نظر بھر کر کسی کو بھی نہ دیکھا تھا
سبب کیا ہے جو چھپ کر آنکھوں کے رستے دم نکلتا ہے
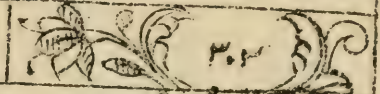
یہاں تا جان دینے والے ہوتے ہیں ہزاروں
جو سچ پوچھو تو مرنے پہ مرنیوالا کم نکلتا ہے

۳۰۲ ولہ ۳۰

کہہ تو اے انجم تجھے ہوا کیا ہے
دل لگا کے یہ مدعا کیا ہے

حال الفت سے ہم نہیں واقف
ابتدا کیا ہے انتہا کیا ہے

عمر کو کاٹتا ہے تو دم میں
تیرے آگے مرا گلا کیا ہے

حسرت و یاس و کرب و بیتابی
ایک الفت میں لطف کیا کیا ہے

تیری زلفیں ہیں اک بلا سے بد
انکے آگے بھلا بلا کیا ہے

گر نہیں پھر دل پہ دام فریب
پھر تری کاکل رسا کیا ہے

نہ گیا اُسکے کان تک نالہ
کوئی بتلاؤ تو رسا کیا ہے

حشر ہوتا نہیں قیامت ہے
میرے مرنے پہ اُٹھا کیا ہے

ظلم سے ہاتھ کیوں اُٹھاتے ہو
جان جاتی نہیں اب رہا کیا ہے

کیوں ہوں شاکی خلائق عالم
جب خدا ہے تو ناخدا کیا ہے

جان دینے پہ آئے عزرائیل
کوئی پوچھو تو اب دھرا کیا ہے

تم کشیدہ جو ہم سے رہتے ہو
تو یہ آنکھوں میں پھر رہا کیا ہے

وصل میں تم جو کرتے ہو تکرار
اور پھر میری التجا کیا ہے

حال تقدیر کچھ نہین کھلتا
اے خدا تو نے لکھدیا کیا ہے

جان لینے کو بس ہین وہ نظرین
موت کیا چیز ہے قضا کیا ہے

ہم تو کرتے ہین شکوہ تقدیر
آپکے جور کا گلا کیا ہے

خلش ناوک نگہ کا تری
کس زبانسے کہون مزا کیا ہے

بات سیدھی بھی تم نہین کرتے
یہ تو بتلاؤ ضد یہ کیا ہے

دلکو پہلو مین کیون قرار نہین
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

آپنے خود اٹھا لیا دل کو
اسمین صاحب مری خطا کیا ہے

نہین بھرتا کبھی ستم سے ترے
او ستم کیش سوچتا کیا ہے

تمکو دل دیکے مول لین ہم غم
یہ تو بتلاؤ فائدہ کیا ہے

دل لگانا اگر نہین اچھا
ناصحا یہ بتا برا کیا ہے

ہاتھ مجھ سے اٹھا ارے ظالم
تجھکو پابندی وفا کیا ہے

ہم تو قائل قصور کے ہین مگر
جانتے ہین کس لیے سزا کیا ہے

بے پڑھے خط کے آگیا غصہ
دیکھ تو نیچے لکھا کیا ہے

جان دیکر ابھی بتا دین ہم
بیوفا پوچھ تو وفا کیا ہے

پردہ داری سے ہے باعث شہرت
پردہ در پھر تجھے حیا کیا ہے

وہ تو یکتائے دہر ہے یارو
اس جفاجو کا پوچھنا کیا ہے

نہ کھلا حال دل غزل سے تری
آسمان تو نے یہ بکا کیا ہے

دل دینے میں اُسکو ہمین کچھ ڈر تو نہیں ہے
ہمدم یہ بتادے وہ ستمگر تو نہیں ہے

او باد صبا خاک ہوا جسکے لیے مین
وہ یار مرا مجھسے مکدر تو نہیں ہے

اُٹھ اُٹھکے بھلا کس لیے آنکھوں پہ قدم لون
قاصد ہے ترا میرا پیمبر تو نہیں ہے

کیون بوسے کے لینے مین مجھے جانکا ڈر ہو
ابرو ہے تمھارا کوئی خنجر تو نہیں ہے

نالے مرے دکھلائینگے تاثیر کسی روز
دل رکھتے ہو صاحب کوئی پتھر تو نہیں ہے

کہتا ہے جو تو تیغ پڑے تجھپہ علیؑ کی
عاشق ترا جبریل کا شہپر تو نہیں ہے

رہ رہکے اسے آپ جو پھڑکاتے ہین ہر بار
صاحب یہ مرا دل ہے کبوتر تو نہیں ہے

ضد ہے اُنھیں لینے کی تو لے لین وہ خوشی سے
دل ہی تو ہے کچھ میر امقدر تو نہیں ہے

لڑتے ہی نگاہ جسکے اُتر جاتی ہے دلمین
ظالم یہ نظر ہی تری نشتر تو نہیں ہے

پھرتی ہے جو کاندھے پہ لیئے خاک ہماری
او باد صبا کچھ تجھے ٹھوکر تو نہیں ہے

اغیار کو جینے پہ مرے رشک ہے ناحق
ساعت کوئی مرنیکی مقرر تو نہیں ہے

بیجرم و خطا کاٹتا ہے سر کو ہمارے
قاتل یہ کوئی لفظ مکرر تو نہیں ہے

دلمین جو مرے آتا ہے آنکھونسے مری آ
اتنا تو مگر دیکھ لے ٹھوکر تو نہیں ہے

بے تیرے ستمگر جو اسے کل نہیں پڑتی
دل تیری جفا کا کہین خوگر تو نہیں ہے

تو کاٹ کے سر سیر ہوا آپ سبکدوش
قاتل ترا احسان مرے سر پر تو نہیں ہے

رونیسے مرے آپ جو گھبراتے ہین صاحب
آنسو ہین مرے کوئی سمندر تو نہیں ہے

اک جرعۂ مے کیلئے دل توڑ نہ میرا
ساقی یہ کوئی شیشہ و ساغر تو نہیں ہے

۳۰۵ ۱۷

دل لے کے ہمارا جو لگا توڑنے ساقی
او توبہ شکن یہ کوئی ساغر تو نہین ہے

تم آئے تو کچھ درد سے مہلت تو نہین ہے
کچھ فرق ہے ہان کل کی سی شدت تو نہین ہے

حیران ہے عبث تو مری ثابت قدمی پر
ہین پانون مرے تیری طبیعت تو نہین ہے

آزردہ ہوئے آپ عبث سنکے مرا حال
اغیار کی کچھ اسمین شکایت تو نہین ہے

مین عبد ہون معبود ہے تو اے مرے غفار
تقصیر مری مانع رحمت تو نہین ہے

پتلی مین سمجھتا ہون جسے آنکھ کی اپنی
وہ یار کہین تیری ہی صورت تو نہین ہے

ششدر رہی وہ رہتا ہے ترے سامنے ہر دم
آئینہ پہ چھائی ہوئی حیرت تو نہین ہے

اے عیسی تمھارا بھی مسیحا ہے کوئی اور
کچھ تم مین جلا لینے کی قدرت تو نہین ہے

کیون گال پہ تل آپنے کا جل کا بنایا
کچھ عیب لگا لینے مین صنعت تو نہین ہے

دھڑکا سحر وصل کا لیتا ہے مری جان
یہ دغدغۂ صبح قیامت تو نہین ہے

کیون جان کے جانیکا مجھے رنج بھلا ہو
مرنے سے مرے تجھکو ندامت تو نہین ہے

کیون ہٹ گئے اغیار سب مجھے دیکھکے آتے
منظور نظر آپ کو خلوت تو نہین ہے

تو ہم سے تعلی کی عبث لیتا ہے قاصد
یہ نامہ بری کوئی نبوت تو نہین ہے

کیون آئے ہین اغیار تسلی مجھے دینے
ڈرتا ہون کہ میری شب فرقت تو نہین ہے

تشہیر جو کرتے ہین مری لاش کو صاحب
منظور کہین آپکو شہرت تو نہین ہے

ہم جان بھی دیتے ہین مگر تم نہین دیتے
اک بوسہ بھی کوئی بڑی دولت تو نہین ہے

مخلوق کہا کرتی ہے جسکو شب معراج | یارب یہ کسی کی شب وصلت تو نہیں ہے

(۳۰۷)

مشہور ہے ناحق ہی یہ خورشید جہانتاب
انجم ترے دلکی سی حرارت تو نہیں ہے

(۱۶)

درد ہو تو دوا کرے کوئی | عشق گر ہو تو کیا کرے کوئی
ہے جو آنا تو اے اجل جلد آ | راہ کب تک تکا کرے کوئی
تم نہ مانو تو دلکو سمجھا لے | دل نہ مانے تو کیا کرے کوئی
وہ مسیحا نہ آئیگا اے دل | جان اپنی دیا کرے کوئی
تم جو دلمین رہو تو پھر ناحق | دربدر کیون پھرا کرے کوئی
کچھ کہانی نہین مرا قصہ | تم سنو اور کہا کرے کوئی
اپنی قسمت ہی کو برا نہ کہے | آپکا کیون گلا کرے کوئی
مجھپہ جو ہجر مین گذرتی ہے | اُس سے کہدے خدا کرے کوئی
دل تو تمکو دیا خدا کو جان | فیصلہ اور کیا کرے کوئی
کیون بگڑتے ہو گر کہا معشوق | تمکو کیا ہے کہا کرے کوئی
تم تو نظرون مین پھرتے رہتے ہو | دلمین کسطرح جا کرے کوئی
باوفا سے بھی نباہتے ہین | بیوفا سے وفا کرے کوئی
دکھ اُٹھانیکی حد بھی ہے ظالم | رنج کب تک سہا کرے کوئی
دلربا ہی بھلی تجھے نہین آتی | جان کیونکر فدا کرے کوئی

آپکی چال تو قیامت سے ہے | یون ہی کب تک اُٹھا کرے کوئی

۳۰۷

بت بھی انجم کہین ہوے ہین خدا
کہنے کو یون کہا کرے کوئی

۹

داور حشر کے انصاف سے ڈرنیوالے | تم سلامت ہو الزام کے دھرنیوالے

کون کہتا ہے کہ ہے راہ محبت مسدود | جان دیدے کے گذرتے ہین گذرنیوالے

تم جوانی پہ اگر بپھرو تو ہو سکتا ہے | ہم نہین اپنی محبت پہ بپھرنیوالے

میرے مرقد سے ہے وہ شور قیامت برپا | ہاتھ رکھ لیتے ہین کانون پہ گذرنیوالے

حشر مین کیسے گنہگار کہان اہل ثواب | جتنے ہین سب ہین ترے نام پہ مرنیوالے

کوئی موسیٰ نہین جو آے ہمین غش پر غش | ہم تو عاشق ہین ترے نام پہ مرنیوالے

چاہی جنت مین بھرے جائین کہ دوزخ مین حضور | ہم بہر حال ہین دم آپکا بھرنیوالے

واہ رے میرے مقدر کہ عداوت سے مری | چڑھ گئے نظرون پہ نظرون سے اُترنیوالے

۳۰۸

بحر عصیان مین ہوے غرق تم ایسے انجم
غیر تائید علیؑ کب ہو اُبھرنے والے

۸

دُکھاتا ہے مرا دل سیے الف رے | ہوا ہون رنج سے مین بے الف رے

اُڑائین دھجیان بھی تو نے لیکن | چھٹا دامن نہ تجھسے سخنے الف رے

گریبان گیر ہے یہ جوش وحشت | نہ رکھا نام کو بھی تے الف رے

خوشی سے کاٹ لے قاتل مرا سر | ہوا ہے اب تو مجھکو بے الف رے

نگاہون کو کہون کیونکر نہ برچھی
کہ سینے سے ہوئی ہین سپے الف رے

الٰہی نے الف لئے تو ہوا ہون
یہ چشم غیر مین ہون نخے الف رے

لیا ہے دل تمھارا اُسنے انجم
کرے آنکھین وہ کیونکر چپے الف رے

تصور گلر خون کا آسمان کیون
گلے کا ہو گیا ہے ہے الف رے

۳۰ ۱۱

بتا تو دل کے بچانیکی کوئی راہ بھی ہے
تری نگاہ کی ناوک فگن پناہ بھی ہے

سزا کے واسطے اقرار بھی گناہ بھی ہے
اور ایک تمسا کوئی دوسرا گواہ بھی ہے

خدا کا گھر بھی ہے دلمین بتونکی پاہ بھی ہے
صنم کدہ بھی ہے دل اپنا خانقاہ بھی ہے

عجیب حال ہے دنیا پرست لوگونکا
معاد کا بھی خیال اور فکر جاہ بھی ہے

الٰہی خضر کہون عشق کو کہ غول طریق
کہ راہ بر بھی یہ ہے اور سدّ راہ بھی ہے

اُسی پہ مرتے ہین ہم اور اُسیکو چاہتے ہین
وہی ہے عالم و دانا وہی گواہ بھی ہے

گلے سے آکے لپٹ جا خدا کو مان او بُت
ہے آج تجھپہ بھی جوبن عروج ماہ بھی ہے

مراد تجھسے نہ مانگون تو کس سے مانگون مین
ٹکڑگدا ترے در کا گدا بھی شاہ بھی ہے

اگرچہ دلسے ہون بندہ بتونکا مین لیکن
زبان پہ کلمۂ تحریم لا الٰہ بھی ہے

گناہ بخشدے انجم کے اے رحیم و کریم
کہ پُر گناہ بھی ہے اور عذر خواہ بھی ہے

دکھائیگا کسے محشر مین اپنا مُنھ انجم
سیاہ کار بھی ہے اور روسیاہ بھی ہے

اسطرح دیکھینگے اُنکو دیجاب آتے ہوئے
خواب مین بھی وہ اگر آئے تو شرماتے ہوئے

آپکے ثابت قدم کی بندھ چلی ہے وہ ہوا
کوہ بھی اُڑتے ہین مثل کاہ تھراتے ہوئے

حال دلکا کیا کہے تجھسے ترا دل سوختہ
پھول کو بھی دیر کچھ لگتی ہے کُمھلاتے ہوئے

کیا قیامت کرگئے ایجان جان جاتے ہوئے
سانس بھی رُکنے لگی سینے مین آتے ہوئے

کشتنے اردل الٰہی دیکھیے کب ہو بری
عمر گذری یان جھڑی آنکھوں سے برساتے ہوئے

کچھ نہین معلوم ہوتا دلکی الجھن کا سبب
کسکو دیکھا تھا الٰہی بال سلجھاتے ہوئے

۳۱۱ — ۷

جان سے لے تو یہ کرنا ہم ہین خطا پر اپنی ہم
ہاتھ جوڑے تیرے آگے آئے تھراتے ہوئے

مثال چرخ رہا آسمان تو سرگردان
پر آج تک نہ کھلا یہ کہ جستجو کیا ہے

یہان تو کام تمنا ہی مین تمام ہوا
مگر اُنھون نے نہ پوچھا کہ آرزو کیا ہے

یہ بحث کثرت و وحدت کی ہمسے کیون واعظ
ہماری آنکھون سے تو دیکھ چارسو کیا ہے

کوئی تو چاہیے رخنہ اُمیدواری کو
برائے چاک جگر حاجت رفو کیا ہے

مثل جہا نین ہے مشتے نمونہ از خروار
جو ہٹ دھرم نہین تم ہو تو ہٹکی خو کیا ہے

گواہ ہین یہ تری بہکی بہکی باتون کے
یہ جام کیا ہے یہ مے کیا ہے یہ سبو کیا ہے

۳۱۲ — ۶

تمھارے دانت نہین ہیرے کی ہین یہ کنیان
تمھارے سامنے موتی کی آبرو کیا ہے

اڑینگے ہوش ساقی کے شراب نابکی صورت
الٰہی خیر باد اذکر نوشا نوش ہوتا ہے

جو ہوئے صاحب دل وہ ڈرے فصل بہار سے
یہان عین خزان مین بھی جنونکا جوش ہوتا ہے

اُسے کہتے ہین خود مطلب اُسے ہشیار کہتے ہین
ہمارا سا جو کوئی خود غرض ہے ہوش ہوتا ہے

یہ ہمسے پردیکا باعث یہ چھپنا بے سبب کیسا
چُرایا ہے ہمارا دل جبھی روپوش ہوتا ہے

ہمارے قتل پر کیا جانے کب تلوار کھینچو گے
جو سر گردن پہ بھاری ہو تو بار دوش ہوتا ہے

۲۱۳

گنا ہونگا ہمارے حال ابتک کبکا کھل جاتا
مگر ستّار کا دامن بھی پردہ پوش ہوتا ہے

۷

ہمارے خواب مین آیا نہ کیجے
یہ در پردہ ستم ڈھایا نہ کیجے

حجاب آلودہ آنکھین ہین قیامت
خدارا ہم سے شرمایا نہ کیجے

ہمارے دلکی بڑھجاتی ہے اُلجھن
یہ بکھرے بال سلجھایا نہ کیجے

دکھا کر عارض تابان کا جلوہ
لگی کو دل کی بھڑکایا نہ کیجے

اگر آنا نہین منظور صاحب
تو پھر وعدہ بھی فرمایا نہ کیجے

نہ کیجے آسمان اظہار الفت
اگر قابو مین دل پایا نہ کیجے

۲۱۴

سبھی معشوق انجم بیوفا ہین
محبت کرکے پچھتایا نہ کیجے

۷
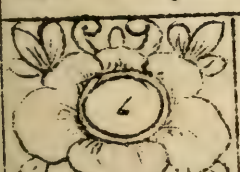
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
زبان پہ آیۂ رب الفلق ابھی سے ہے

چھڑایا خون جو دامن سے کیا ہوا قاتل
دلیل خون شہیدان شفق ابھی سے ہے

الٰہی کیا مرے نالے کرینگے حشر بپا
کہ زلزلے مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

سنا تھا حشر کی گرمیٔ آفتاب کا حال
یہان تو آتا عرق پر عرق ابھی سے ہے

سنا ہے آکے وہ حسرت نکالینگے دل کی
الٰہی خیر کلیجہ تو شق ابھی سے ہے

حساب لینگے وہ روز حساب لیکن یان
کتاب عقل کا الٹا ورق ابھی سے ہے

یہ کیسی روز جزا پر اٹھا رکھی بخشش
گناہگار ترا مستحق ابھی سے ہے

۳۱۵ — ۷

اسی امید پہ دیدون کو فرش راہ کیا
جو آپ آتے تو آنکھون پہ ہم قدم لیتے

الٰہی نخل محبت جو بارور ہوتا
کبھی تو سایہ مین اسکے ٹھہر کے دم لیتے

ہماری خاک کو ناحق ابھی کیا برباد
نسیم تخم محبت ذرا تو جم لیتے

ابھی سے آنے جانیکا کردیا سامان
ہمارے دیدۂ گریان ذرا تو تھم لیتے

سمجھ لیے ہین کہ ہے جان دینا کفارہ
کہ اپنے ملنے کی ہمسے وہ ہین قسم لیتے

یہ نام لوح پہ کس بیقرار کا ہوگا
فرشتے کانپتے ہین ہاتھ مین قلم لیتے

ہم ایک کو وہ ہین عہد وفا سے کب ٹلتے
ہزار سینے پہ رنج و غم والم لیتے

۳۱۶ — ۹

اس سفلہ روزگار مین آنکھین کھلی ہوئی
رہتین تو تھین شمار مین آنکھین کھلی ہوئی

آنکھون پہ ہاتھ رکھکے مجھے ذبح کیجیے
یہ ظلم اور چار مین آنکھین کھلی ہوئی

دو دن کی یہ جوانی ہے دو دن کا یہ شباب
رکھ حسن مستعار مین آنکھین کھلی ہوئی

سونے مین بھی انھین کا بندھا رہتا خیال
رہتی ہین انتظار مین آنکھین کھلی ہوئی

آنکھون کے بند ہونے پہ بھی ہے وہی خیال — تھین موسم بہار مین آنکھین کھلی ہوئی

سنتے ہین بعد مرگ وہ بالین پہ آئینگے — یارب رہین مزار مین آنکھین کھلی ہوئی

اللہ ری احتیاط چُرانے لگے وہ آنکھ — دیکھین جو انتظار مین آنکھین کھلی ہوئی

کیف اسکو کہتے ہین کہ نہ مانی سے کھنچ سکین — تصویر بادہ خوار مین آنکھین کھلی ہوئی

۳۱۷

بھایا نہ پھوٹی آنکھونسے کوئی ترے سوا
حالانکہ تھین ہزار مین آنکھین کھلی ہوئی

جو بیدرد ہے اُسپہ شیدا ہوا ہے — ارے آسمان یہ تجھے کیا ہوا ہے

جو عاشق نہ سمجھو تو اتنا تو سمجھو — تمھارے لیے کوئی رسوا ہوا ہے

کرشمے بتون کے جچین کیا نظر مین — تماشا خدائی کا دیکھا ہوا ہے

جسے چاہیے کہنا قتّال عالم — وہ مشہور رشکِ مسیحا ہوا ہے

جو چاہے تجھے پھر وہ پوجے بتونکو — خدا جانے کیا دلمین سمجھا ہوا ہے

مجھے تو نہین خونکا اپنے دعوی — یہ کس واسطے حشر برپا ہوا ہے

کلیجے مین کیا جانے کیون درد اُٹھا — ابھی تو وہ پہلو مین بیٹھا ہوا ہے

وہ خنجر کو اب کیون نہین آزماتے — کہ یان سر ہتیلی پہ رکھا ہوا ہے

جو آتا ہے آ میرے رشکِ مسیحا — دم اُٹکا کے ہونٹھونپہ آیا ہوا ہے

حکایات قلب حزین کیا سناؤن — یہ دفتر کا دفتر ہی اُلٹا ہوا ہے

ہین اپنے تڑپنے پہ سو جانسے صدقے — کہ دل اُس ستمگر کا بہلا ہوا ہے

یہ بیہوشی ہے ہوشیاری سے بہتر
ترا ہاتھ سینے پہ رکھا ہوا ہے

جہنم سے عاشق کو کیا بحث واعظ
کہ یہ تو بتون کا جلایا ہوا ہے

حنائی کے پیرونین آیا ہوا ہے
وہ کچھ اور ہی رنگ لایا ہوا ہے

اُٹھائین جفاؤن سے وہ ہاتھ کیونکر
محبت ہی سے ہاتھ اُٹھایا ہوا ہے

گذر جائے فصل بہاری تو جانین
کہ سودا مرا حد سے گذرا ہوا ہے

شبِ وصل مین دل نہ دھڑکے تو کیا ہو
سحر کا تو پہلے ہی دھڑکا ہوا ہے

۲۱۸ — ۶

یہ عظمت ملی بت پرستی مین انجم
خدا کی نظر مین سمایا ہوا ہے

ہم نے مانا کہ ہزارون ہین تمھارے شیدا
چاہنے والا کوئی ہمسا مگر ہو تو سہی

دیکھ لینگے تری عیاری و بے پروائی
جذب نالون مین محبت مین اثر ہو تو سہی

جوشِ دل عقدہ کشائے شب فرقت ہوگا
اے جنون چاک گریبان سحر ہو تو سہی

دیکھ لونگا تجھے او ماہ شب چاردہم
میرے پہلو مین مرا رشک قمر ہو تو سہی

مدعا اور ہے یان مشرق و مغرب سے کیا
روئے خورشید جہانتاب ادھر ہو تو سہی

۲۱۹ — ۹

تو تو رہتا ہے سدا دلمین یہ گاہے گاہے
ہم بھی آنکلینگے دلمین ترے گھر ہو تو سہی

نکہت صبا تمھاری کبھی لائی بھی نہ تھی
اُلفت کی بو تو ہم نے کبھی پائی بھی نہ تھی

کیون آپ میرے دل کو جلاتے ہین بے سبب
اسمین تو کچھ حضور کی رسوائی بھی نہ تھی

کیا جانے میرا آپ پہ دل آیا کس طرح
مجھکو تو شکل آپنے دکھلائی بھی نہ تھی

بسمل کو اپنے دیکھ کے تو کیوں پھڑک گیا
دل کی تڑپ تو رنگ ابھی لائی بھی نہ تھی

توڑا جو تو نے دل مرا کیا تجھکو پھل ملا
دل کی کلی صبا ابھی مرجھائی بھی نہ تھی

کیونکر یقین لاؤں کہ تم نے کیا تھا یاد
ہچکی تو مجھکو کوئی کبھی آئی بھی نہ تھی

پھر چلتی تیری زلف سے ایسی تو کچھ صبا
دیوانی بھی نہ تھی کوئی سودائی بھی نہ تھی

قاصد کے ہاتھ پہونچنے سے ٹوٹے ہیں کیوں بھلا
اُسنے ابھی خبر کوئی پہونچائی بھی نہ تھی

چھپ آپ اُٹھ کھڑے ہوئے جانیکے واسطے
ہم نے پلک تلک ابھی جھپکائی بھی نہ تھی

خود بخود عشاق بیچارے ترے مرجاتے ہیں
کیا ہے جلاد فلک سفاک تیرے سامنے

تیری ادنیٰ بات میں بھی کاٹ ہے تلوار کا
کون آوے اُو بت بیباک تیرے سامنے

تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا
کیا ہے ظالم گردش افلاک تیرے سامنے

تو نے پہلے ہی جلا کر خاک کر ڈالا مجھے
اب کہوں میں حال دل کیا خاک تیرے سامنے

دل کی بیتابی سے آتا اور بھی دم ناک میں

شرح غم کرتا جو مین غمناک تیرے سامنے
ماہِ نو سے تیرے ابرو کو اگر تشبیہ دون
وہ بھی ہو اک مصرع کاواک تیرے سامنے

(۳۲۱)
چاک ہو جائے گا تیرا دامن صبر و قرار
آؤنگا مین جب گریبان چاک تیرے سامنے

جانِ عاشق ہجر مین گھبرا گئی — غم کی بدلی میرے دل پر چھا گئی
کس پری رو پر طبیعت آگئی — کونسی تھی وہ ادا جو بھا گئی
میرے دلکا حال کچھ پوچھو نہ تم — اک کلی تھی پھول کی مرجھا گئی

(۳۲۲) (۲)
سامنے تیرے نہ نکلی میری جان
پہلی پہلی بات تھی شرما گئی

تم جو ایجان نہین آتے جاتے — دلمین ارمان ہین سماتے جاتے
آنکھ ہم سے نہ لگائی نہ سہی — ایک برچھی ہی لگاتے جاتے

ولہ تاریخ

دوشش انجم ز پیر فرزانہ — گفت اے مرد زیرک و دانہ
شرح احباب و اقربا فرما — گفت ہر کس ز خویش بیگانہ
گفتم این عیش و عشرت دنیا — گفت خواب و خیال و افسانہ

دیگر تاریخ

زعقل وز فہم وز ادراک روزے — نمودہ سوالے سوالے سوالے
ز دولت ز دنیا ز عمر دو روزہ — چہ باشد مآلے مآلے مآلے
پۓ انجم پس از غور و فکر و تامل — بگفتا خیالے خیالے خیالے
۱۹۵۳

دیگر تاریخ

آسمان روزے زعقل و فہم خود کردہ خطاب
چیست حال زندگانی واے گفتہ در جواب
این حیات چند روزہ ہست مانند حباب
باد تا کے باد تا کے باد تا کے فرش آب
۴۳۸ ۴۳۸ ۴۳۸ ۵۸۳

۱۳۱۴

مجموعہ ۶۸۹۵

تقریظ از نتائج افکار جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی حال مقیم بکسر ضلع آرہ

تصرف در مزاج عالم از فیض سخن دارم
چراغی کردہ ام روشن کہ در ہر انجمن دارم

حمد و سپاس بیقیاس اُس فصیح بلیغ البیان کو ہی جو ناظم کلیات ہی جسنے صرف ایک لفظ کن سے مسدس زمین و مسبع افلاک معشر عقول مثلث ارواح مخمس حواس رباعی عناصر کو ساتھ ایسی صنعت عجیب و غریب کے پیدا کیا جسکا معما آجتک کسی حکیم و فلسفی کی سمجھ مین ہزار کوشش بلیغ کرنے پر بھی نہ آیا خیمۂ چرخ برین کو بدیدۂ رفعت و بچشم بصیرت دیکھئے تو ضرور کہیگا کہ اسکو باین رفعت و وسعت با وصف اس فاصلۂ کبریٰ بے ستون کیونکر استادہ کیا مطلع کونین مین وہ وہ متضامین حکیمیہ و فلسفیہ نظم فرماے کہ جنکا ایک نقطہ بھی کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال و دبیر عدیم المثال کے ذہن رسا مین نہ آیا سکا قافیہ تنگ ہی ہر دانشمند اہل شعور اسکے عجائب و غرائب کرشمۂ قدرت کو دیکھکر دنگ ہی گویا گونگے کا خواب ہی ہر ایک لاجواب ہی سخن پر تاثیر کی شہرت اور زینت نعت اُس شہنشاہ بیت نبوت کی ہی کہ جو اس بیت دارین کا وہ مصرعۂ برجستہ ہی کہ جسکا ثانی مثل ذات معبود نہ تھا نہ ہی غیر ممکن الوجود ہی ہم کیا ہماری تعریف کیا اُس اشرف کائنات حبیب خدا ختم رسل سید المرسلین کی صفت و ثنا قرآن مجید فرقان حمید مین موجود ہی — انک لعلے خلق عظیم آپ ارشاد معبود ہی

وہ ہزار ہزار تعریف سخن منقبت اُس مطلع دیوان خلافت کو ہو جو مصرعۂ ثانی بیت خدا کالاثانی ہو جسکے ثبوت شرافت و فضیلت مین یاایہاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ فرمان سبحانی ہو سہ علی و نبی ہر دو نسبت بہم * دو تا ویکی چون زبان قلم * امابعد نابلد راہ سخندانی خاک بیابان نادانی تراب اقدام شعراے صاحب فہم و دانش سید یوسف علی کاہش خدمت جوہریان بازار معانی و سخن سنجان دار العیار سخندانی مین عرض پرداز و گذارش طراز ہو کہ اندنون ایک معشوق شوخ چنچل اچپل رشک معشوقان فرخار و چگل سراپا ناز ہو جسکے حُسن کی تعریف محض فضول و بیکار ہو زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر باناز و ادا عنقریب رونما ہونے والا ہے لاریب عجیب نے اد غریب دلدار ہو کہ جسکا ثانی مرقع ذہن و خیال شعراے باکمال مین دشوار ہو آجتک ایسا دلبر ہوش رباجہنے تو کیا کسی نے بھی نہ دیکھا نہ سُنا بلکہ پیر فلک بھی باین پیرانہ سالی بدیدۂ مہر و ماہ نظر غور سے دیکھتا ہو اور اُسکے لاثانی ہونیکا دم بھرتا ہو خورشید رخسار گلرو طرحدار مست مخمور نشہ مین چور حور پیکر جادو نظر دل فریب غارتگر شکیب برق وش ماہ لقا مہر سیما حُسن کی صورت نور کی مورت نازنین مہ جبین جوانی کی امنگ شراب کی ترنگ غنچہ دہن یاسمین بدن خروش آفت خیزی جوش بلاانگیزی دل آرام نازک اندام غیرت آفتاب حاضر جواب شاہد سخن کا سرتاج شوخ مزاج سرو قامت معدن الفت دریاے محبت بحر لطافت عشوہ گر نازک کمر حشر رفتار گلشن خوب صورتی کی تازہ بہار تندخو عربدہ جو رشک پری غیرت حور سرمست بادۂ غرور یوسف جمال آئینہ

تمثال یاقوت لب گہر دندان آہو چشم ابرو کمان ؎ مرا چشمی ست خون افشان ز چشم
آن کمان ابرو ٭ جہان پر فتنہ می بینم ازان چشم وازان ابرو ٭ عضو عضو مین جلبلا پن
بھرا ہی ہر ادا سے جوبن ٹپکا پڑتا ہی بی مثالی کی خود نظیر ہی دل عاشق اسکا اسیر ہی ؎
ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم ٭ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا این جا ست ٭ یہ کون محبوب
دل نواز سراپا ناز ہی جسکی تعریف مین یہ تحریر بلا تشبیہ صورت اعجاز ہی نام اُس غارتگر کشور
دل کا کیا ہی کانون نے ابھی نہین سنا ہی خنجر عشق اگر مین اُسکو کہون تو بجا ہی یہ دیوان اُس
۱۳۲۲ھ
آفتاب سخندانی و پادشاہ اقلیم معانی کا ہی جسکی شان وشوکت وبلاغت وفصاحت کی شہرت
ملک سخن مین مدت سے ہی وہ کون سیاح بحر عروض دانی سیاح جہان نکتہ رانی سخنور بیمثال
شاعر باکمال غیرت فردوسی وانوری وخاقانی فخر شعراے ماضی وحال رشک سعدی شیرازی
خلاق معانی عدیم المثال رنگین طبع نازک خیال بلبل گلشن خوش بیانی عندلیب حدیقۂ
الفاظ معانی مطلع قصیدۂ سخنوری مقطع صحیفۂ نکتہ پروری مجموعۂ سخندانی سرنامۂ معانی نقطۂ
دائرۂ نثر پردازی دائرۂ نقطۂ نظم طرازی شمع شبستان بلاغت نیر مضامین فصاحت معلی القاب
قدر قدرت عالی مرتبت سکندر حشم فریدون خدم خلیل کعبۂ دل برجیس منزل اریکہ آراے
حشمت واقبال مسند پیراے ابہت واجلال فلک بارگاہ پرنس آسمان جاہ بہادر متخلص
بہ انجم دام اقبالہ خلف سلطان محمد واجد علی شاہ مرحوم مغفور خلد آشیان بادشاہ اودھ
جنکے کلام بلیغ کے طالب قدردان عالی فطرت وشعراے بلند طبیعت ہین فی الحقیقت
یہ دیوان لطافت عنوان مرغوب جہان ہی ہر بیت بسان ابروے خوبرویان ہر مصرعہ

بہ رنگ مصرعہ قامت خوشخطان ہی وسواد حروف سرمۂ چشم سیاہ چشمان ہی بیاض سطور پرنور
بیاض گردن خوبان کا گمان گذرتا ہی یا کہکشان فلک و سینوں کی مانگ کا شبہہ کیا جاسکے تو
بجا ہی سہ نقش مسطرہ ہی اسطرح سے لفظوں کی نشست ÷ جیسے ہون نگینہ کا سطر ہو جسطرح
حسین ÷ الفاظ مفرد و مرکب سے ہجر و وصل کی صورت پیدا ہے گویا ہر جگہ پر نقش مانی و بہزاد
کا نقشا کھینچا ہی ہر نقطہ مانند خال خوب رویان نقطۂ انتخاب ہی جو دائرہ ہی مثال دائرۂ چہرۂ
شاہدان نایاب غیرت بدر رشک دہ آفتاب ہی جو غزل ہی ہر عیب سے پاک بے نظیر ہی
جو مضمون ہی باثر پر تاثیر ہی ہر بیت مثال ابروے معشوق شوخ و شنگ ہی دیوان بیمثالی
مین فرد ہر شعر مین نیا رنگ و ڈھنگ ہی صدہا دیوان دیکھے ہزارون شعر سنے مگر اسکی
ترکیبین جدید و مضمون نفیس رعایت لفظی بلند پروازیان سنے تو ہوش جاتے رہے
خاموش ہوگئے دیوان کا ہر شعر پورے سانچون ڈھلا پایا سچے کانٹون تلا پایا بیساختہ یہ
شعر زبان پر آیا سہ ترے کلام کی انجم مین کیا کرون تعریف ÷ اسی سے چپ ہون کہ گویا
زبان دہن مین نہین —
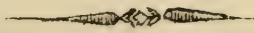
قطعات تاریخ طبع دیوان سخنور عدیم المثال فخر شعراے ماضی و حال حضور پرنور شہزادہ مرزا آسمان جاہ بہادر ادام اللہ اقبالہم المتخلص بہ انجم

قطعات تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نغز جناب قاضی محمد علیم الدین
صاحب علیم سررشتہ دار محکمۂ [illegible] جونپور

[illegible] این دیوان چو نمودم علیم — [illegible] خوب و ادب و نغز و بدیع
[illegible] سن تاریخ ہجری بہ سعی طبع — زود رقم شد ... انجم فصیح
۱۳۲۲ھ

ایضاً

چاپ شد چون بفضل ایزد پاک — این کتاب مسرت افزائے
گو بجہد علیم تاریخش — سخن سب بے مثال زیبائے
۱۳۲۲ھ

ایضاً در عیسوی

چون بہ الطاف ایزد این دیوان — طبع شد بہر فرحت مردم
بمسیحی علیم گفتم سال — سخن نغز جلوۂ انجم
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیما جناب منشی کھنو لال صاحب تائب سرفرازی
یافتۂ سلطان دکن از لکھنؤ

دیدے اسکی نہ ہر ایک ہو کیون مالا مال — شعر ہین سلک گہر نقطہ ہر اک دُردانہ
طبع کا سال بدیہہ یہ لکھا تائب نے — کہ ہے شہزادۂ انجم کا جواہر خانہ
۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر فصیح زمان وحید دوران رشک سحبان حسان زماں و زبان سیف زبان
سحر بیان کرم فرمائے نیاز مندان منشی محمد نور خان سلمہ الرحمان از جاوره ملک مالوه

بندش بھی دلاویز ہے انداز بھی دلکش — نیرنگی مضمون بھی اور سیف زبان بھی

ہر لفظ مین اعجاز ہی = ہر شعر مین جادو ۔ قربان ہوے جاتے ہین وہ لہاے بتان بھی

دل باختہ بیباختہ سن لے جو روانی ۔ گو گو کہے ہر فاختۂ سرو روان بھی

یہ نظم ہی وہ نظم فلک رتبہ کہ انجم ۔ ہی عقد ثریا بھی فدا کاہکشان بھی

یان رنگ نزاکت ہی تو وان شور فصاحت ۔ بیمہری گل تنگی بلبل کی فغان بھی

جائینگی نہ یہ باد بہاری کی فضائین ۔ ہو باغ سخن نور اگر وقف خزان بھی

٦٤

سال انکے یہ دیوان کا ہی جو جان سخن سے

١١٤١

خلاق معانی بھی ہین الہام بیان بھی

١٩٠٥ع

دیگر

عبث فکر تاریخ واعد دین ۔ یہ ہنگامہ ہی جنگ ہی رزم ہی
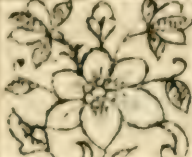
پرنس آسمان جاہ نازک خیال ۔ تخلص بہ انجم اولوالعزم ہی

کہو طبع دیوان کا نو رسال

بہار سخن رونق بزم = ہی

١٣٢٣ھ

قطعۂ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات بدیع النکات منبع الصفات پنڈت شیوراج ناتھ صاحب عاشق ٹریزرر مقیم الوٹ علاقہ دیواس ملک مالوہ

فدا اے جلوۂ دیوان انجم ۔ زاوج آسمان عقد ثریا

متاع نقد جان عشقبازان ۔ نثار و والہ و مفتون و شیدا

بہار رنگ اشعار شگفتہ ۔ پسند عالم و مرغوب دلہا

نزاکت شوکت الفاظ و بندشش
زبان شوخی رعایت استعارا را

اگر ای لکھنو بر خود بنازی
ترا لاریب نازو فخر زیبا

زگوہر بار آب و تاب شعرش
مضامین ہمچو اندر کوزہ دریا

زعاشق گفت ملہم بہر طبعش
فضائے بوستان شوق افزا
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک سخنور جناب محمد یوسف صاحب خضر سہارنپوری

جناب آسمان جاہ کی فکر سے
سلامت رکھے اُن کو رب قدیر

جو دیوان انجم نے پایا ظہور
اشاعت ہوئی مثل ماہ منیر

ہوا اشتہار اسکے چھپنے کے ساتھ
کہ قطعات درکار ہین دراخیر

پئے یادگاری تاریخ طبع
بہت کچھ کہینگے صغیر و کبیر

مگر کہہ چکا خضرؔ روز ازل
یہ دیوان ہو آپ اپنی نظیر
۱۳۲۳ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر عالی خاندان والا دودمان زبدۂ ارباب سخن قدوۂ شاعران زمن جناب سید محمد جلال الدین صاحب حسن خلف شاعر پاکیزہ کلام مولانا سید محمد نظام الدین صاحب نظام مصنف عقل و شعور و آفرینش عالم وغیرہ ازجاورہ ملک مالوہ

یہ دلکش و جانفزا ترانہ فسون و اعجاز کا خزانہ
کہ جسکی تاثیر مین زمانہ جناب انجم کا ہو وہ دیوان

خیال نازک مقال رنگین نشاط افزا بہار آگین
وفائے بلبل جفائے گلچین گہے بگلشن گہے بدامان
خدنگ مژگان کی چارہ سازی جنون واغیار وعشقبازی
وصال وہجران وبے نیازی شراب وگلزار وعہد وپیمان
کلام انجم بہ انجمن خوش فروزشش شمع درلگن خوش
ہزار پروانہ ہمچو من خوش نثار ووارفتہ از دل وجان
چو ماہ برج فصاحت آمد چو مہر چرخ بلاغت آمد
بجلوہ آمد بطلعت آمد چہ ماہ انور چہ مہر تابان
وہ موسی طور خوش کلامی نظیر آتش مثال جامی
سخنوروں مین ہین جو کہ نامی تخلص انجم پرنس ذیشان
سخن کا وہ بحر ہی سکندر ہے اور ہی خضر جسکا رہبر
نہ چشمۂ سلسبیل وکوثر نہ آب زمزم نہ آب حیوان
مشام جان جس سے ہو معنبر مکان تن جس سے ہو منور
دماغ دل جس سے ہو معطر یہی گلستان وسنبلستان

سروش انجم کے شعر سنکر مسیح نظمی ہین مدح گستر
کہ آسمان سے ہون اس سخن پہ گہر فشان انجم درخشان

۱۹۰۵ء

دیگر

کسیکے سینے مین درد اور سوزش / کسیکے لب پہ فریاد و فغان ہی
کسیکی روح پر فرقت کا صدمہ / کسیکی آنکھ سے آنسو روان ہی
کہین ہی الوداع عقل و دانش / کسیکی رخصت تاب و توان ہی
کوئی تیغ تغافل سے کسی کی / حزین مجروح مضطر نیمجان ہی
کوئی ہی ڈوبنے کو بحر غم مین / بھنور مین کشتی عمر روان ہی
کسی کا نزع مین رو کر یہ کہنا / خبر لے راحت جان تو کہان ہی
بلاے بد ہی گیسو کا تصور / شب تاریک یا قید گران ہی
خیال روے تابان قہر محشر / کلیجہ جسکی گرمی سے طپان ہی
مصیبت وہ کہ دل ہی دل مین رونا / نہ شیون ہی نہ چشم خون چکان ہی
پسینا بھی ہی غش بھی آگیا ان بھی / دم وصل خدا سے دو جہان ہی
وہ آتش سرد ہی جسمین ہین شعلے / وہ جلنا خاک ہی جسمین دھوان ہی
علاج اندفاع تلخ کامی / مذاق بوسۂ شکر لبان ہی
یہ اے عشق مجازی و حقیقی / ترا افسانہ تیری داستان ہی
طبیعت این ہمہ آوردہ تست / کہ گاہے دل چنین گاہے چنان ہی
لہذا از پئے تفریح و تسکین / یہی تدبیر تاریخی یہان ہی
ولی عشاق سے کہدو یہ نظمی / کلام انجم شیرین بیان ہی
۱۳۲۳ھ

قطعات تاریخ از فکر عالی منزلت والا مرتبت طبل فصاحت گلبن بلاغت جناب فیاض احمد صاحب فاروقی المتخلص بہ فیاض مقیم جودھپور شاگرد حضرت فصیح الملک بہادر داغ مرحوم

بحمد اللہ چھپا دیوانِ انجم — زمانہ پر کھلی شانِ سخن اب

بھرے ہیں اسمین دُر ہاے مضامین — حقیقت مین یہ ہے کانِ سخن اب

مزے لوٹینگے اربابِ معانی — بچھا سب کے لئے خوانِ سخن اب

کرینگے قدردان سب قدر اسکی — کہ یہ دیوان ہے جانِ سخن اب

لکھا فیاض نے یہ مصرعِ سال

پھلا پھولا ہے بستانِ سخن اب ۱۳۲۲ھ

دیگر

ہوا طبع انجم کا دیوانِ نو — ہوے شاد اسے دیکھکر اہل فن

لکھا سال تاریخ فیاض نے — ہوئی جلوہ آرا عروسِ سخن ۱۳۲۲ھ

دیگر

کسی سے وصف ہو کیا اس جدید دیوانکا — زبانِ اہل زبان بے زبان وقاصر ہے

لکھو یہ مصرع تاریخ طبع اسے فیاض — کلام حضرت انجم یہ واہ نادر ہے ۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات جناب سید جہانگیر احمد صاحب خلف اکبر حضرت کاہش لکھنوی رضوی ساکن بکسرہ ضلع آرہ

بتائیدِ غیبی بصد انتظار — جو تھا مدعا دلکا پورا ہوا

برآئی مرے دل کی پوری مراد | فصیح و بلیغ آج دیوان چھپا
۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شمع بزم سخندانی گوہر دریاے معانی جناب سید نظیر احمد صاحب خلف اصغر حضرت کاہش لکھنوی

لکھا دیوان وہ آپ نے انجم | ہر سخن دان ہو مدح خوان جسکا
از سر دل ہو اسکی یہ تاریخ | مخزن عشق یہ کلام ہو کیا
۱۳۲۲ھ ۱۳۱۹ (تدخلہ ۳)

قطعہاے تاریخ - از - عالی خاندان والا دودمان سخن فہم سخن دان یگانۂ آفاق گنجینۂ مذاق - جناب محمد تفضل حسین صاحب بیخود شاگرد حضرت کاہش لکھنوی

واہ کیا دیوان انجم کا چھپا | ہر ورق رشک وہ گلزار ہو
دیکھنے سے دل کو آتا ہو قرار | ہو یہ دیوان یا شبیہ یار ہو

مصرعۂ تاریخ بیخود لکھ یہ تو
چھپ گیا وہ دفتر اشعار ہو
۱۳۲۲ھ

دیگر

حضرت انجم کا دیوان جب چھپا | پڑھو اگوہر سے دامان سخن
وہ لکھا بے مثل دیوان لاجواب | اوج پر جس سے ہوئی شان سخن

لکھدے ای بیخود پئے تاریخ طبع
آج اب پھولا گلستان سخن
۱۳۲۲ھ

دیگر
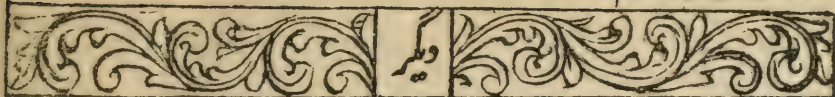
واہ کیا ہے کلام انجم کا
جسکی شہرت ہوئی ہے دور و قریب
ہاتف غیب سے کہا بیخود
اسکی تاریخ = ہے عجیب و غریب
۱۳۱۲ فصلی

دیگر
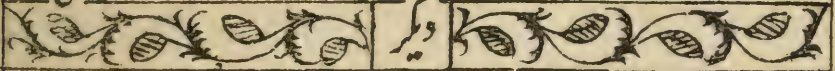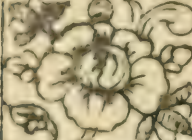
جودت دکھائی طبع نے انجم کی واہ کیا
ذہن رسا خدا نے اُنھین ہے کیا عطا
کن باتونکی کرے کوئی تعریف اور ثنا
لطف وصال ہے کہین فرقت کا ہے مزا
کہتے ہین سب تسلسل مضمون دیکھکر
دیوان لکھا کہ ہے موتی پرو دیا

تاریخ طبع لکھدی یہ بیخود نے عیسوی
اشعار بینظیر آج انجم کا چھپ گیا
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ - نتیجۂ فکر سرآمد سخنوران طوطی ہندوستان جناب محمد تجمل حسین صاحب ہشیار - خلف حضرت بیخود صاحب شاگرد کاہش ساکن بکسرہ ضلع آرہ

کرون تعریف مین کیا تیری انجم
حقیقت مین تو فخر شاعران ہے
لکھا دیوان تو نے کیا ہی واللہ
کہ جسکی مدح مین قاصر زبان ہے
جو کی تاریخ کی فکر ہمنے ہشیار
صدا ہاتف نے دی یہ ناگہان ہے

قلم کر کے قد شمشاد لکھ سال
بہار بیخزان یہ بوستان ہے
۲۷ ذیحجہ ۱۳۲۲ھ

دیگر

یہ لکھا انجم نے دیوان لا جواب | اس سے ملکِ نظم کو ہی افتخار
کہتے ہین سب حُسنِ مضمون دیکھکر | کھنچ گئی پیش نظر تصویر یار

از سر ثجم لکھدے یہ ہشیار تو
رازِ الفت ہو گیا لو آشکار
۱۳۲۰ (تعمیہ ۲) ۲۴ ۱۳۴۴ھ

دیگر

حیرت مین ہون کہ کیا کہون انجم ترے کلام کو | نغمۂ دلکشا کہون یا کہ پیام یار نو
کی فکر سالِ طبع کی جب گلشن خیال مین | بلبلِ دل یہ بول اُٹھا لکھ = باغ نو بہار نو
۱۳۲۴

دیگر

کیون نہ اس دیوان پر ہو شاعرونکو افتخار | یہ سخن مثل کلام انوری ہی یادگار
لکھ رگ گل سے تو ای ہشیار سالِ طبع کو | خوبی گلزار ہی یہ حسن کی تازہ بہار
۱۶۸۰ (تعمیہ ۲۴۰) ۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر ذوالاحترام دقیقہ رس پاکیزہ کلام جناب منشی شیخ امجد علی صاحب کاوش شاگرد حضرت کاہش از بکسرہ ضلع آرہ

انجم کا چھپ رہا ہی وہ دیوان بے نظیر | خوبی کی جسکی چار طرف دھوم دھام ہی
اُس شاہ نکتہ فہم سخندان کا ہی کلام | ملکِ سخن مین جسکا کہ ہر اک غلام ہی
سعدی و انوری و عراقی و عنصری | ان سب سے بڑھ کے شاعری مین انکا نام ہی
اقلیم شاعری کا یہی کج کلاہ ہی | رکن عروض کا یہی سلطان امام ہی
دنیا مین کون ہی جو انھین جانتا نہین | آگاہ ان سے دہر مین ہر خاص و عام ہی

یہ عندلیب گلشن معانی ضرور ہین ۔۔۔ دیوان انکا غنچۂ مضمون تمام ہی

کاوش تو اپنے دم سے یہ تاریخ اُسکی لکھ
دیوان ہی کہ بلبل باغ کلام ہی
۱۲۷۹ (مدخلہ ۴۴) سنہ ۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر بےنظیر و بے عدیل - جناب سید علی ابراہیم صاحب خلیل ابن مولانا حکیم سید اصغر حسین صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ قصبۂ شاہ گنج بہادی ضلع جونپور

پرنس آسمان جاہ سلطان نژاد ۔۔۔ فلک بارگاہ است انجم سپاہ
بسطوت چو دارا سلیمان بقدر ۔۔۔ ثریا نظام ست و آصف بجاہ
چہ دیوان اشعار ترتیب داد ۔۔۔ ملوک الکلام است بے اشتباہ
بیاض ورق چون بیاض سحر ۔۔۔ سوادش بود کحل بہر نگاہ

نوشت این چنین سال کلک خلیل
زہے نظم عالی عالم پناہ
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر مخزن علم و ہنر معدن دانش و فن معانی گستر جناب محمد قاسم صاحب کوثر خلف جناب مولوی شیخ ذاکر حسین صاحب انصاری متوطن قصبۂ شاہ گنج ضلع بہادی جونپور

آسمان جاہ انجم ذیشان ۔۔۔ حبر جمجاہ لوذعی وحید

یادگار سریر ملک اودھ — مثل او آسمان نہ دید و شنید
وہ چہ ترتیب داد دیوانے — نوبہار ریاض فکر جدید
گفت از بندۂ ذلیل و خجیل — سال طبعش چنین سروش سعید

از سر آفرین بگو کوثر
انجم نامیِ سخن تابید
۱۳۲۳ھ

قطعہاے تاریخ من تصنیف ناظم بلند خیال ناثر بیمثال ذی مرتبت و ذی کمال شاعر شیرین بیان نکتہ رس نکتہ دان۔ عالم رموز سخنوری ماہر نکات شاعری۔ جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی اثنا عشری شاگرد حضرت یاس لکھنوی ساکن بکسرہ ضلع آرہ

سبحان اللہ مرزا آسمان جاہ — ہراک کہتا ہمین سحر البیان ہی
چھپا وہ آپکا دیوان ہو امسال — پسند خاطر پیر و جوان ہی
بلند ہین چرخ سے مضمون غزل کے — جو مطلع ہی وہ مہر شاعران ہی
ہراک نقطہ ہی مثل خال مہوش — جو بیت ہی مثل ابروے بتان ہی
بھرے ہین اس مین گلہاے مضامین — پھلا پھولا ہوا یہ بوستان ہی
کہین نیرنگیِ الفت کا ہی ذکر — کسی جا حال حسنِ مہوشان ہی
پڑھین خوش ہو کے اہل درد اسکو — کہ درد دل کی اس مین داستان ہی
کلیجے سے لگالین اسکو وہ لوگ — کہ جنکو عشق روے خوشخطان ہی

مثال یاد معشوق طرح دار
پئے تاریخ سال طبع دیوان

کلیجے مین یہ لیتا چٹکیاں ہی
ندائے غیب یہ گوہر فشان ہی

سر انجم سے کاہش لکھ یہ مصرعہ
کلام شاعر شیرین بیان ہی
۱۳۲۲ھ

دیگر

الحمد رب العالمین دیوان انجم چھپ گیا
اسوقت اسکی طبع کی تاریخ کاہش تو یہ لکھ

سب خوش ہین اسکے طبع سے کوئی نہین اسکے خلاف
یہ گلشن اشعار یہ ہی کلام پاک وصاف
۱۳۲۲ھ

دیگر

نظم دل فراز — باغ ناب
سنہ ۱۳۱۲ فصلی — سنہ ۱۳۱۲ قدسی

اخفر شاہان — نشتر حسن
سنہ ۱۹ ھجری — سنہ ۱۰۶۰ مہدوی

غنچہ عشق — باغ فیض طلاب
۱۳۲۳ھ — ۱۹۰۵ع

سخن غم بری — بداغ شباب
سنہ ۱۹۶۲ پروسٹ — سنہ ۱۳۱۲ فصلی بنگلہ

دیگر قطعہ در صنعت منقوط بہر مصرعہ تاریخ پیدا است

رقم کرد انجم چہ پر ضو ادیق
سنہ ۱۰۶۵ مہدوی
خوش اسلوب و عمدہ چہ خوش قاعدہ
۱۹۰۵ع
ثنا ایش ہر اک کردہ است بر لسان
سنہ ۱۳۱۲ بنگلہ
و در دہر شور ثنا این بپاست
سنہ ۱۳۱۴ فارسی

کلام خوش راجلیل تمام
سنہ ۱۳۲۳ھ
شدہ طبع در دہر نظم این کلام
سنہ ۱۳۱۲ فصلی
خوشا نظم نیکو پسند عوام
سنہ ۱۹۶۲ بکرمی
خوش اطوار شد طبع دیوان تمام
سنہ ۱۹۶۲ پروستھ

قطعۂ تاریخ در صنعت نادر بہر سال طبع دیوان پرنس آسمان جاہ بہادر انجم دام عنایتکم

بہ از فضل خلاق عالم بدہر — شدہ طبع کاہش گلستان انجم

پئے سال در صنعت نادرہ — بگو = بین نایاب دیوان انجم

۱۳۱۲ھ

	ب	ی	ن	ن	ا	ی	ا	ب	د	
	دو	دہ	پنجاہ	پنجاہ	یک	دہ	یک	دو	چہار	
زبر	۱۰	۹	۶۱	۶۱	۳۰	۹	۳۰	۱۰	۲۰۹	۴۲۹
	ی	و	ا	ن	ا	ن	ج	م	۰	۱۳۲۳ ہجری
	دہ	شش	یک	پنجاہ	یک	پنجاہ	سہ	چہل	۰	
	۹	۶۰۰	۳۰	۶۱	۳۰	۶۱	۶۵	۳۸	۰	۸۹۴

دیگر

کلام انجم چھپا بصد شان - ز فضل خالق پسند دلہا

ہر اک ہی مداح اس سخن کا - ہر اک جگہ پر ہی اسکا چرچا

ہر ایک دم اسکا بھر رہا ہی - ہر اک فدا اسپہ ہو رہا ہی

بسان مجنون ہر اک ہی شیدا - کلام ہی یہ مثال لیلا

ہر ایک تازہ مضامین اسکا - نہیں ہی خالی ز لطف واللہ

دکھا رہا ہی عجب تماشا ۔ ہنسا رہا ہی رولا رہا ہی
فسانہ یہ درد عشق کا ہی ستم رسیدون کا ماجرا ہی
پڑھے پھر اسکو جو دل ہو رکھتا ۔ کلیجہ لے تھام پہلے انسان
کہین یہ ہی ذکر صبر عاشق ۔ کہین یہ اسمین ہی جور خوبان
کسی جگہہ وصل کا ہی چرچا ۔ کہین یہ اسمین ہی حال فرقت
یہ سرو گلزار گلرخان ہی ۔ و یا کہ شمشاد خوش قدان ہی
کہ ہی نسیم سحر کا جھونکا ۔ یہ سنبل زلف مہ جبین ہی
یہ عندلیب سخن ہی یارب ۔ کہ یا ہی یہ قمری مضامین
کہ رشک گلزار طبع فصحا ۔ گل بلاغت ہی یا یہ دیوان
ہر ایک شاعر بذہن رنگین ۔ براے تاریخ طبع گلگون
چمن مین فکر رسا مین بیٹھا ۔ گل مضامین کو چن رہا ہی

ہوئی مجھے فکر سال کی جب ۔ براے تاریخ بولا ہاتف
سر احد سے یہ لکھدے کا ہش ۔ بہار باغ کلام زیبا

۱۳۲۲ (تدخلہ) ۲۳ ۱۳ھ

دیگر

بحمد اللہ یہ اچھا ہی دیوان	تعالی اللہ کہ اعلی ہی دیوان
تعجب سے ہر اک کہتا ہی کاہش	گل باغ سخن یہ کیا ہی دیوان

۱۹۰۵ع

دیگر

مدّاح زمانے مین ہر اک ہو اسکا
دیوان یہ تمثیل ہو اسے علائے یکتا
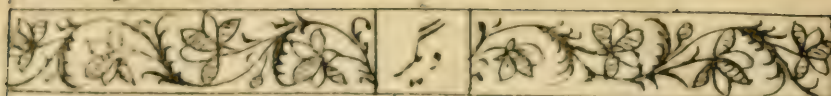
تاریخ تو اسکی لکھدے کاہش ہجری
مقبول ہو یہ ریاض انجم اچھا

۱۳۲۲ھ

در صنعت نادر قطعۂ تاریخ طبع دیوان انجم جناب مرزا آسمان جاہ بہادر دام اقبالہ و جلالہ

رقم کرد انجم چہ دیوان خود را
ثنا خوان ہستند برنا و پیرے

و در وصف ہر شعر قاصر زبانم
بشکل محقق مثالِ دبیرے

و ہر مصرعش چون تمناے شان ست
و ہر صفحہ تصویر شوخِ شریرے

شد و طبع حمد شکر پروردگار
منور شدہ مثل ماہِ منیرے

سنے سال کاہش مکن جستجو
بگو۔ نادری دستے گلے بے نظیرے

۱۹۰۵ع

ن	ا	د	ر	ی	و	گ	ل
پنجاہ	یک	چہار	دوصد	ده	شش	بست	سی
٦١	٣٠	٣٠٩	١٠٤	؟	٦٠٠	٤٦٢	٥٠
ی	سب	ی	ن	ط	ی	ر	ی
ده	دو	ده	پنجاه	نهصد	ده	دوصد	ده
٩	١٠	٩	٦١	١٤٩	٩	١٠٤	٩

قطعۂ تاریخ - از فکر عالی خیال بلند فکر - مہاراج سہاے صاحب ہتر ملازم
محکمۂ رزیڈنسی ریاست جے پور

ای سخن سے معلّی مرحبا صد مرحبا
کیا کلام پاک ہی اور کیا طبیعت ہی رسا

آفرین صد آفرین ای شاعر شیرین دہن
کس فصاحت کس بلاغت سے ہی یہ دیوان لکھا

جسنے دیکھا اک نظر سو جان سے مفتون ہوا
دلربائی مین ہی یکتا یہ کلام دلربا

مصرعۂ تاریخ برجستہ کہا یہ ہتر نے
حضرت انجم کا ہی دیوان نادر چھپگیا
۱۹۰۵ء

دیگر

فکر طبع جناب انجم سے
آج دیوان طبع ہوا ہی عجیب

سال ہجری کہا یہ ہاتف نے
ہتر لکھ = بے بہا کلام غریب
۱۳۲۲

قطعۂ تاریخ از فکر معظم رؤسا محترم اُمرا - افصح الفصحا اکمل الکملا - جناب ٹھاکر
گجودھر بخش صاحب شیدا رئیس سجولیا ضلع سیتاپور

شہرۂ انجم ہی تا چرخ برین
شاعر خوش گو و خوش الحان ہے

رنگین مضمون سُنکے شیدا نے لکھا
دفتر حسرت نیا دیوان ہے
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر بینظیر و بے عدیل - مولوی منشی محمد نوح
صاحب نوح - خلف خان بہادر مولوی محمد عبد المجید صاحب ساکن

قصبۂ نارہ ضلع الہ آباد۔ شاگرد فصیح الملک حضرت داغ

اک زمانے کو تھا جسکا اشتیاق — اب ہی وہ دیوان انجم زیر طبع
فکر ہو گر تمکو اسکے سال کی — نوح تم الحمد و۔ عروس شوخ طبع
۱۳۲۲ھ

دیگر

چہ دیوان رشک خورشید درخشان — چہ دیوان غیرت انجم لشد چاپ
بگوش نوح ہاتف گفت تاریخ — کلام حضرت انجم لشد چاپ
۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ از فکر۔ بلبل بوستان سخن شمع شبستان انجمن سرآمد شاعران زمن جناب سید ابوالحسن صاحب حسن۔ ساکن موضع چھاتا بختیار ضلع سارن

آسمان جاہ پور شاہ اودھ — مہر شوکت رئیس ابن رئیس
فکر سے آپکی ہی شرمندہ — فکر سودا و میر درد و انیس
طرفہ نشتر ہی آپ کا ہر شعر — سنکے ہوتی دل عدو مین ہی ٹیس
خلوت غم مین آپکا دیوان — دل کا غمخوار جان کا ہی انیس

سال طبع اسکا یہ حسن نے لکھا
نظم۔ انجم چھپی ہو آج نفیس
۱۳۲۲

قطعہای تاریخ از فکر۔ چراغ ہندوستان واقف اُردو زبان فردوسی زمان مقتدای سخنوران۔ حکیم رمضان علی خان صاحب حمید شاگرد

جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی خان بہادر اسیر ساکن اودئی پور

طبع شد دیوان خوش اسلوب از فرمان نجم
ای دو بالا گشتہ است اسم رفیع وشان نجم

می نماید غنچہاے معنے رنگین بہار
ہر کہ گلگشت چمن خواہد درین بستان نجم

گفتہ شد نظمیکہ با ترکیب نحو آراستہ
کی شود قاطع دلیل حاسد از برہان نجم

کاوش فکر سخن را از سخنگویان بپرس
نقطہ ہر یک قطرۂ خون مصرع ہر یک جان نجم

گوہر مقصد بدست ہر کہ وسہ آمدہ
موجزن گردید بحر طبع بے پایان نجم

گر قبول افتد ازین یک بیت در درگاہ حق
از جزایش باد ور خلد برین ایوان نجم

سال تاریخش رقم گردید از کلک حمید
سرمہ بہر چشم منصف جلوۂ دیوان نجم

۱۳۲۳ھ

دیگر
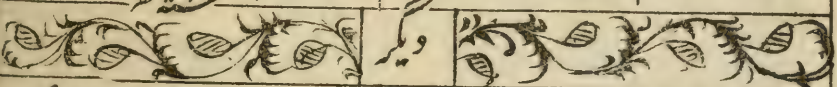
صاحب تقوی ہو گر انسان تو ہی ایمان کا حسن
جیسے آرایش کے باعث چہرۂ جانان کا حسن

جسطرح ہوتا ہی افزون برق سے باران کا لطف
آہ سوزان سے ہی ویسے گریۂ ہجران کا حسن

انقیاد حکم تھا تاریخ کیون لکھتا نہ مین
فرض ہی مجکو بڑھانا نجم کے فرمان کا حسن

چونکہ ہی فرمایش تاریخ تو لکھد و حمید
طبع کے زیور سے کتنا بڑھ گیا دیوان کا حسن

۱۳۲۳ھ

قطعہاے تاریخ من تصنیف۔ سر آمد سخنوران فصیح اللسان معجز بیان آتش زبان جناب رستم علیخان ادیب مصنف دیوان ادیب۔ ساکن شہر فرخ آباد

طبع شد دیوان انجم بے نظیر
کرد نامی خالق بالا و شیب

گفت ہاتف سال تاریخش ادیب
طبع گردیدہ خوشا دیوان زیب

۱۳۲۳ھ

دیگر

وہ چھپا دیوان انجم نور کا — جس سے ہوتے ہیں خجل خورشید و ماہ

طبع کی تاریخ یہ ہے اے ادیب — نظم انجم ہے کمال حسن و جاہ

١٣٢٣ھ

دیگر

آسمان جاہ بہادر کا چھپا دیوان جب — شاعران نکتہ دان را پسند طبع شد

مصرع سال مسیحی گفت اے ادیب — رشک مہر اوج شرف دیوان انجم طبع شد

١٩٠٥ء

دیگر

چھپ گیا دیوان انجم جس گھڑی — دیکھ کر شاد ان ہر اک شاعر ہوا

عیسوی تاریخ اسکی ہے ادیب — شکر ایزد دفتر حسرت چھپا

١٩٠٥ء

دیگر

جسگھڑی دیوان انجم دفتر حسرت چھپا — غنچۂ دل کھل گئے مانند گلہاے بہار

مصرع تاریخ فصلی یہ کہا دل نے ادیب — خوب و نادر کیا چھپا دیوان انجم یادگار

١٣١٢ ف

قطعۂ تاریخ دیوان حسرت از جناب شنکر دیال متخلص بہ شاد ناظر عدالت ضلع شیوپور

ہوے محو نظارہ اہل نظر — جو دیوان حسرت کا دیکھا جمال

وہ ہے سرشار دلرباے سخن — فدا ہیں دل و جان سے رنگین خیال

زبس شوخیِ شاہد نظم ہے — خجل ہوتی ہیں چشم اسکے غزال

ہر اک صفحہ رشکِ رخ مہوشان — ہر اک بیت ہے ابروے خوش جمال

ہر اک دایرہ رشکِ رخسارِ حور
عجب دلفریب اسکا حسنِ بیان
وہ معشوق و عاشق کے راز و نیاز
وہ جورِ حسینان وہ عاشق کا دل
وہ بانکی ادا اور وہ ترچھی نظر
وہ گفتار شیرین بصد دلبری
وہ معجز نمائی لب و چشم کی
غرض ہین قلمبند اسرارِ عشق
یہ دیوان ہی آپ اپنا نظیر
نہ کیون آسمان ہو زمین غزل
رقم تو بھی کر شاد تاریخ وہ
بحمد اللہ ہی کتنی شستہ زبان ۱۳۲۰ھ
رقم اور بھی ایسی تاریخ کر
سنِ ہجری و عیسوی بکری

ہر اک نقطہ ہی گویا عارض کا خال
عجب روح افزا ہی اسکا خیال
ملال شبِ ہجر و لطفِ وصال
وہ تیر نگہ اور وہ سینہ کی ڈھال
وہ نازک کمر اور وہ مستانہ چال
وہ دام محبت وہ زلفون کا جال
جلا کر کبھی جسمان لینا نکال
کبھی صورتِ عاشقِ خستہ حال
فنِ شاعری کا ہی بدر کمال
ہی فکرِ رسا جبکہ عالی خیال
کہ دلشاد ہون جس سے اہلِ کمال
زبانِ قلم وصف مین جسکے لال
پھڑک جائین شعرا نازکخیال
یہ سب ایک مصرعہ کے سانچہ مین ڈھال

کہا دل نے دلشاد ہو کر وہین
لکھا خوب یہ مخزن بےمثال ۱۳۲۰ھ
۵۸۳
۱۹۰۲ع ۵۶
۱۹ بکری ۵۹